

عراق سیر

گک چیلج



منظر کلیم ایم

محترم محمد سعید خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی بات درست ہے کہ ایکشن واقعی جاسوسی ناولوں کا حسن ہوتا ہے اور عمران کو اس کا ضرور خیال رکھنا چاہئے لیکن اب کیا کیا جائے۔ عمران ہی جب ایکشن کو بچوں کا تماشا سمجھنے لگ جائے تو پھر واقعی اسے وار تنگ دینے کی ضرورت پڑتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ جیسے مخلص قارئین کی وار تنگ پر وہ ضرور کان دھرے گا۔ جہاں تک جو لیا کے جذبات کی قدر کرنے کی بات ہے تو اس کا جواب غالب کے ایک شعر سے دیا جاسکتا ہے۔

چھیرِ خوباں سے چلی جائے اسد

گر نہیں وصل تو حسرت ہی ہی

آپ یقیناً اس شعر سے سمجھ چکے ہوں گے کہ عمران بھی خوباں سے چھیر جاری رکھنے کا قائل ہے۔ تاکہ وصل نہ ہی وصل کی حسرت تو قائم رہ جائے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار کارخ ہوٹل شالیمار کے کمپاؤنڈ کی طرف موڑا اور پھر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ ہوٹل کے بیرونی احاطے میں اس وقت خاصی چہل پہل تھی۔ رنگین آنچلوں اور رنگ برنگے سٹوٹس کی بہار سی آئی ہوئی تھی۔ آنے جانے والوں کے چہروں پر اس طرح مسرت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے ہوٹل شالیمار میں آنا ان کے لئے انتہائی مسرت کا باعث بن گیا ہو۔ عمران اس کی وجہ جانتا تھا کیونکہ آج ہوٹل شالیمار کا سالانہ فنکشن تھا۔ وسیع و عریض پارکنگ نئے ماڈلوں اور رنگ برنگی کاروں کا شوروم دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کے جسم پر سلیٹی رنگ کا سوٹ تھا اور وہ اپنے لباس کی وجہ سے خاصا وجیہ دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی۔ آج پارکنگ میں بیک

وقت چار پارکنگ بوائز کام کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک تیزی سے عمران کے قریب آیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ایک خوبصورت ٹوکن اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ ٹوکن پر اس کی کار کا نمبر درج تھا۔ عمران نے ایک نظر ٹوکن کو دیکھا اور پھر ٹوکن جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل شالیمار کے سالانہ فنکشن کے کارڈ دو ماہ پہلے ہی تقسیم کر دیئے گئے تھے اور کارڈز کے سلسلے میں وہاں انتہائی سختی کی جاتی تھی اور ملک کی بڑی سے بڑی شخصیت کی بھی اس معاملے میں پرواہ نہ کی جاتی تھی اس لئے دو ماہ سے بھی پہلے ان کارڈز کے حصول کے لئے کوششیں شروع ہو جایا کرتی تھیں اور جبے سالانہ فنکشن کا کارڈ مل جاتا تھا وہ اپنے آپ کو واقعی خوش قسمت تصور کرتا تھا۔ اس لحاظ سے ہوٹل شالیمار کے سالانہ فنکشن میں شمولیت کو سٹیٹس سمبل سمجھا جاتا تھا اور وہ شخص آئندہ سوسائٹی میں اس لئے سر اٹھا کر چلا کرتا تھا کہ اس نے ہوٹل شالیمار کے سالانہ فنکشن میں شرکت کی تھی۔ اس بار سالانہ فنکشن میں پاکیشیا کے ساتھ ساتھ دنیا کے بڑے بڑے ممالک کی فوک گلوکاروں کو بھی دعوت دی گئی تھی اور ایسے ایسے نام اشتہارات میں شائع کئے گئے تھے جنہیں براہ راست سننا لوگوں کی دلی خواہش تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس بار سالانہ فنکشن کے کارڈز کے حصول کی جدوجہد پہلے سے کہیں زیادہ سخت رہی تھی۔ عمران اگر چاہتا تو وہ انتہائی آسانی سے کارڈ

حاصل کر سکتا تھا لیکن چونکہ اس کے ذہن میں اس فنکشن میں شرکت کا کوئی پختہ ارادہ نہ تھا اس لئے اس نے پرواہ نہ کی تھی۔ البتہ آج صبح اٹھارہ پڑھتے ہوئے اچانک اس کا موڈ بن گیا کہ وہ بھی اس فنکشن میں شرکت کرے گا۔ اس نے جو لیا کو کال کر کے باقاعدہ دعوت دی کہ وہ بھی اس کے ساتھ سالانہ فنکشن میں شرکت کرے لیکن جو لیا نے اسے بتایا کہ انہوں نے چیف سے کہہ کر پوری سیکرٹ سروس کے لئے کارڈز منگوائے ہیں جن میں عمران کا کارڈ بھی شامل ہے اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر فنکشن اٹنڈ کرے لیکن عمران اپنی بات پر بضد رہا کہ اگر وہ فنکشن اٹنڈ کرے گا تو اکیلے کرے گا یا زیادہ سے زیادہ جو لیا اس کو کمپنی کر سکتی ہے لیکن جو لیا نے سیکرٹ سروس کے باقی ساتھیوں کو چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا تھا اس لئے عمران اس وقت اکیلا آیا تھا۔ گو اس کے پاس کوئی کارڈ موجود نہ تھا لیکن اسے یقین تھا کہ چونکہ ہوٹل شالیمار کا تمام عملہ اس سے بخوبی واقف ہے اس لئے اس پر کارڈ کی پابندی کے لئے کوئی سختی نہ کی جائے گی اس لئے وہ پارکنگ سے نکل کر اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ فنکشن کا انعقاد ہوٹل کے عقیبی وسیع و عریض لان میں کیا گیا تھا جبکہ عام ہال میں داخلے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ البتہ اس ہال میں چاروں طرف وسیع سکرینوں پر مینی ٹی وی نصب کر دیئے گئے تھے اور جو لوگ کارڈ حاصل نہ کر سکے تھے وہ اس ہال میں بیٹھ کر ان سکرینوں پر فنکشن کی کارروائی دیکھ

جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ قتل عام ہو گا"..... عمران نے چونک کر کہا تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔

"قتل عام۔ کیا مطلب جناب"..... نوجوان نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تقریب کے دوران خوفناک اور طاقتور بم پھٹیں گے اور پچیس ہزار افراد چند لمحوں میں ہلاک ہو جائیں گے تو بتاؤ اسے قتل عام نہیں کہا جائے گا"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو نوجوان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھرائے تھے جیسے اب اسے عمران کے ذہنی توازن میں گڑبڑ پر مائل یقین آگیا ہو۔

"ایسا ممکن ہی نہیں جناب۔ یہاں ہر قسم کی حفاظت کا مکمل بندوبست کیا جاتا ہے"..... نوجوان نے اس بار قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے۔ اس وقت بھی اس لان میں بم نصب ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں ان کی باقاعدہ نشاندہی کر سکتا ہوں اور اگر چاہو تو میں یہیں کھڑے کھڑے انہیں بلاسٹ بھی کر سکتا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا تو نوجوان نے بے اختیار چیخ کر قریب کھڑے ایک سپروائزر کو بلایا۔

"یس سر"..... سپروائزر نے قریب آتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے

سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس روز کے لئے ہال کی بکنگ بھی وقت سے پہلے ہو جایا کرتی تھی اور عین موقع پر یہاں بھی کسی سیٹ کامل جانا تقریباً ناممکنات میں ہی سمجھا جاتا تھا۔ عمران ہال میں داخل ہوا تو ہال تقریباً بھر چکا تھا۔ ایک کونے میں چند میزیں خالی پڑی ہوئی تھیں لیکن ان پر بھی ریزرویشن کے کارڈ موجود تھے۔ عمران اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دو لڑکیاں اور دو مرد موجود تھے۔

"فنکشن کے کارڈز کون جاری کر رہا ہے"..... عمران نے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے ایک نوجوان سے کہا تو نوجوان نے چونک کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں عمران کی طرف دیکھا۔ وہ شاید یہاں نیا آیا تھا اس لئے اس کی آنکھوں میں عمران کے لئے شناسائی کے کوئی تاثرات موجود نہ تھے۔

"جناب۔ کارڈز تو دو ماہ پہلے جاری ہو چکے ہیں"..... نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ فنکشن دو ماہ پہلے ہو چکا ہے"..... عمران نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فنکشن تو آج ہے جناب۔ کارڈز دو ماہ پہلے جاری ہو چکے ہیں"..... نوجوان نے عمران کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"فنکشن میں کتنے افراد شرکت کر رہے ہیں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب پچیس ہزار افراد کا انتظام کیا گیا ہے"..... نوجوان نے

14
کاؤنٹر پر موجود دوسرا آدمی جو رجسٹر پر جھکاکام میں مصروف تھا اپنے ساتھی کے اچانک چبھنے پر چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔

"یہ۔ یہ دہشت گرد ہے۔ اس کے پاس بم ہے۔ اسے پکڑ لو۔" کاؤنٹر مین نے ہڈیانی انداز میں چبھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خوف سے ہوائیاں اڑنے لگ گئی تھیں۔ اس کی تیز آواز سن کر ہال میں بیٹھے ہوئے افراد بھی چونک کر کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگے۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو ساجد۔ یہ تو عمران صاحب ہیں۔ سوپر فیاض کے دوست اور سر عبدالرحمن ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے صاحبزادے۔" دوسرے کاؤنٹر مین نے یفخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو سپروائزر کا عمران کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا۔ "مم۔ مم۔ مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ لان میں بم نصب ہیں اور وہ اسے یہاں سے بلاسٹ کر سکتے ہیں۔" پہلے کاؤنٹر مین جس کا نام ساجد تھا، نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے ساجد کو ڈرا دیا ہے۔ یہ آج ہی ہمارے ساتھ شامل ہوا ہے۔ آپ مجھے حکم دیں۔ آپ کی کیا خدمت کی جائے۔" دوسرے کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کہہ رہے ہو یہ آج تمہارے ساتھ شامل ہوا ہے۔ مگر یہ کہہ رہا ہے کہ دو ماہ ہوئے کارڈز جاری ہو چکے ہیں۔ جب اس کا تعلق ہی ہوٹل انتظامیہ سے نہ تھا تو اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ دو ماہ پہلے

15
کارڈز جاری ہو چکے ہیں۔" عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ساجد درست کہہ رہا ہے جناب۔ یہ بات تو سب جانتے ہیں۔" دوسرے کاؤنٹر مین نے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو واقعی قتل عام ہو جائے گا۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"قتل عام۔ کیا مطلب۔" اس بار دوسرے کاؤنٹر مین نے بھی وہی بات کی جو اس سے پہلے ساجد نے کی تھی۔

"پہلے میں نے اس کا مطلب ساجد صاحب کو سمجھایا تو یہ چیخ پڑا تھا اور ابھی تک اس کے چہرے کے اعصاب خوف سے پھڑک رہے ہیں۔ اب تمہیں سمجھایا تو پھر تم بھی یہی کچھ کرو گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم ایک کارڈ مجھے دے دو اور بس۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس وقت میں تو کیا چیئر مین صاحب بھی کارڈ جاری نہیں کر سکتے۔" دوسرے کاؤنٹر مین نے کہا۔

"پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر فنکشن میں اچانک بم بلاسٹ ہونے شروع ہو گئے تو تم سوچو کہ جب ہوٹل کے بلے سے پچیس ہزار نہیں تو بیس ہزار لاشیں اور پانچ ہزار زخمی برآمد ہوں گے تو کیا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم انتہائی چھوٹے ملازم ہیں اور میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ آپ ہم پر رحم کھائیں۔" دوسرے کاؤنٹر

میں نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

جج۔ جج۔ جی۔ مجھ سے ملنے۔ مگر۔۔۔۔۔ دربان نے اہٹائی حیرت
 میرے لہجے میں کہا۔

کیوں۔ تم سے ملنے کوئی نہیں آ سکتا۔ آخر تم چھ فٹ کے بھرپور جوان ہو۔ اتنی بڑی بڑی موچنچھوں کے واحد مالک ہو اور تمہارے جسم پر یہ نیفارم بھی اس طرح چلتی ہے کہ بڑے سے بڑے افسر کے جسم پر قیمتی سے قیمتی لباس بھی اس طرح نہ چلتا ہو گا۔ کیا نام ہے تمہارا۔

عمران نے کہا تو دربان کا چہرہ یقیناً مسرت سے کھل اٹھا۔ اس کی بڑی بڑی موچنچھیں باقاعدہ تھر تھانے لگ گئی تھیں۔

حج - جی - میرا نام یوسف ہے جناب - یوسف - دربان
 نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا -

”اوہ۔ تم واقعی یوسف ثانی ہو۔ ویری گڈ۔ تمہارے ماں باپ واقعی صاحب ذوق واقع ہوئے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جھوٹ بولنے کی کتنی تنخواہ ملتی ہے۔“

جھوٹ بولنے کی تنخواہ۔ کیا مطلب جناب۔ یوسف نے
قدے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

کاؤنٹر والے نے کہا ہے کہ چیرمین صاحب آفس میں موجود ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ سپردہ تو چھوٹا سا آدمی ہے کاؤنٹر مین ہے پھر اس کی مونچھیں بھی نہیں ہیں اور نہ ہی اس کا قد چھ فٹ ہے اور نہ ہی اس کا نام یوسف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں

”ارے۔ ارے۔ کیا کر رہے ہو۔ چلو کارڈ نہ دو۔ میں بغیر کارڈ کے فنکشن اسٹنڈ کر لوں گا لیکن ایسا مت کرو۔ ویسے کہاں ہے تمہارے ہوٹل کا چیمبرمین۔ سیٹھ عبدالقادر نام ہے اس کا شاید۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ یقیناً بدل گیا تھا کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کاؤنٹر پر کام کرنے والے بے چارے واقعی مفت میں نوکری سے نکال دیئے جائیں گے۔

”جی۔ جی ہاں۔ وہ اپنے آفس میں ہیں۔ تیسری منزل پر ان کا آفس ہے.....“ کاؤنٹر مین نے کہا۔

”او کے۔ شکریہ“..... عمران نے کہا اور تیزی سے سائیڈ میں موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھا کہ دوسرا کاؤنٹر مین پہلے کاؤنٹر مین اور سپروائزر دونوں کو عمران کے بارے میں ہی بتا رہا تھا۔ عمران لفٹ میں سوار ہوا اور پھر چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل پر موجود تھا۔ چیمبر مین کے آفس کے سامنے ایک مسلح دربان موجود تھا جبکہ آفس کا دروازہ بند تھا۔

"جناب۔ چیرمین صاحب آفس میں موجود نہیں ہیں۔"۔ عمران کے قریب پہنچنے پر ایک دربان نے بڑے مہذب لہجے میں کہا۔

"ارے۔ میں نے چیرمین کا اچار ڈالنا ہے۔ میں تو تم سے ملنے آیا ہوں۔..... عمران نے دربان سے کہا تو دربان بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔"

کے ساتھ بیٹھ کر تالیاں بجانا شروع کر دوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سازندے۔ اوہ نہیں جناب۔ اب کیا بتاؤں۔ آپ خود سمجھ جائیں جناب۔۔۔۔۔ یوسف نے اوباشانہ انداز میں ہنستے ہوئے اور امانت دہا کر مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر یقینت تکدر کے تاثرات ابھر ائے تھے۔

اوکے۔ پھر تو وہاں جانا ہی بے کار ہے۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ دربان کی بات سن کر اس کا موڈ واقعی اُف ہو گیا تھا اور اس نے فنکشن اینڈ کرنے کا ارادہ ہی ملتوی کر دیا تھا لیکن جیسے ہی وہ نیچے ہال میں پہنچا اچانک ہال کے مین گیٹ سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ایکریمین آدمی اندر داخل ہوا اور عمران اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس آدمی کو دیکھ کر اس کے ذہن میں چھٹکا سا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ تو عمران کی یادداشت میں موجود تھا لیکن وہ اسے پہچان نہ پا رہا تھا۔ وہ آدمی عمران کو اچھٹی نگاہوں سے دیکھتا ہوا تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے لئے اس کی آنکھوں میں شباسانی کی کوئی چمک نہ ابھری تھی اور پھر جب عمران کے کانوں میں اینڈی رابرٹ کا نام دوبارہ پڑا تو وہ تیزی سے مڑا۔ اسی لمحے اس نے اس غیر ملکی کو تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو عمران کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔

باقاعدہ جھوٹ بولنے کی تنخواہ دی جاتی ہے۔ میری مانو تو چھوڑو اس نوکری کو اور میرے ساتھ چلو۔ دونوں مل کر بینک لوٹا کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری مونچھیں دیکھ کر سب خود ہی ہاتھ اٹھا دیں گے جبکہ مجھے نوٹ گننے میں مہارت حاصل ہے اور میں چند لمحوں میں لاکھوں کے نوٹ اس طرح گن سکتا ہوں کہ کیلکولیٹر بھی اتنی جلدی گنتی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جج۔ جناب۔ وہ۔ وہ چیرمین صاحب واقعی آفس میں موجود نہیں ہیں۔ وہ سپیشل آفس میں ہیں۔ یہاں نہیں ہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔۔۔ یوسف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے ایک بڑی مالیت کا نوٹ جیب سے نکالا اور یوسف کی جیب میں ڈال دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مگر جناب۔ مگر۔۔۔۔۔ یوسف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کون ہے چیرمین کے ساتھ۔ بیگم یا۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے رازدارانہ انداز میں کہا تو یوسف بے اختیار اچھل پڑا۔

”بیگم نہیں جناب۔ وہ۔ وہ غیر ملکی گلوکارہ ہے مس اینڈی رابرٹ۔ ایکریمین گلوکارہ۔ مم۔ مگر جناب آپ وہاں نہیں جا سکتے ورنہ۔ ورنہ مجھے گولی مار دی جائے گی۔۔۔۔۔ یوسف نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ آخر سازندے بھی تو ساتھ ہوں گے۔ میں ان

اسے معروف گلوکارہ اینڈی رابرٹ کے شوہر رابرٹ کے روپ میں دیکھ کر اس کے ذہن میں بے اختیار خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھی تھیں اس لئے وہ کارلے کر سیدھا دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ بلیک زیرو دانش منزل میں موجود تھا۔

"ارے۔ تم یہاں موجود ہو۔ میں سمجھا تھا کہ تم بھی ہوٹل شاپیمار کا فنکشن دیکھنے گئے ہو گے" سلام دعا کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایسے فنکشنز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے عمران صاحب۔ وہاں سوائے امارت کی نمائش کے اور کیا ہوتا ہے" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ دنیا کی معروف لوک گلوکارائیں اس فنکشن میں حصہ لے رہی ہیں۔ خاص طور پر اینڈی رابرٹ اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں دلچسپی ہی نہیں ہے۔ کیا مطلب" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اینڈی رابرٹ۔ کون ہے وہ" بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"سنا تو یہی ہے کہ دنیا کی معروف لوک گلوکارہ ہے اور آج کے فنکشن میں مہمان خصوصی ہے" عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور تیزی سے اس پر ٹائٹل کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"یہ آدمی کیا اینڈی رابرٹ کا سا زندہ ہے" عمران نے اس دوسرے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر کہا جو عمران کو جانتا تھا۔

"اوہ نہیں جناب۔ یہ بین الاقوامی شہرت یافتہ گلوکارہ اینڈی رابرٹ کا شوہر ہے جناب۔ اس کا نام رابرٹ ہے اور اینڈی رابرٹ آج کے فنکشن کی مہمان خصوصی ہیں" کاؤنٹر میں نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ گیٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے پیر کے نیچے کوئی مینڈک آگیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ رابرٹ۔ یہ تو کارس ہے۔ ایکریمیا کی ۶ بجنسی بلیک ماسٹر کا معروف ایجنٹ" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے اچانک اس کے بارے میں یاد آگیا تھا۔ تقریباً چھ سات سال قبل کارمن میں ایک مشن کے دوران اس سے ٹکراؤ ہوا تھا اور عمران کو اس وقت معلوم ہوا تھا کہ اس کا تعلق بلیک ماسٹر سے ہے۔ بلیک ماسٹر ایکریمیا کی ایسی ۶ بجنسی تھی جو سپر پاورز کے غیر ملکی ایجنٹوں کا خاتمہ کرتی تھی اور کارمن میں اس کے دوست اور کارمن کی ایک ۶ بجنسی کے معروف ایجنٹ ریان نے اسے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ عمران کا چونکہ اس سے کوئی براہ راست تعلق نہ تھا اس لئے عمران نے اس میں مزید دلچسپی نہ لی تھی لیکن اس کا چہرہ اور اس کے خدوخال کی مخصوص بناوٹ اس کے ذہن میں رہ گئی تھی اور اب

”علی عمران کانٹک۔ اور ”..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اور ”..... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں ہو تم اس وقت۔ اور ”..... عمران نے سر دلچے میں پوچھا۔

”ہوٹل گرانڈ میں باس۔ اور ”..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”تم ہوٹل شالیمار کے فنکشن میں نہیں گئے۔ اور ”..... عمران نے کہا۔

”جانا تو ہے باس۔ لیکن ابھی فنکشن میں تو کافی دیر ہے۔ اور ”..... ٹائیگر کے دلچے میں حیرت تھی۔

”اس فنکشن میں ایک گلوکارہ اینڈی رابرٹ حصہ لے رہی ہے۔ اس کا شوہر رابرٹ بھی ساتھ ہے۔ جب وہ فنکشن میں پہنچ جائیں تو تم نے ان کے کمروں کی تلاشی لینی ہے۔ یہ رابرٹ دراصل اکیمریسیا کی ایک خفیہ ایجنسی بلیک ماسٹر کا بڑا معروف ایجنٹ ہے۔ اس کی اس فنکشن میں موجودگی نے مجھے چونکا دیا ہے۔ اور ”..... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ اور ”..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔
”میں نے تمہیں یہ بات اس لئے بتائی ہے کہ تم اس بات کو ذہن میں رکھ کر تلاشی لو۔ لیکن خیال رکھنا کہ اسے کوئی شبہ نہیں

ہونا چاہئے۔ اور ”..... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میں پورا خیال رکھوں گا۔ اور ”..... دوسری طرف

سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ کو کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے۔ بلیک زیرو نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ہوٹل شالیمار جانے سے

لے کر واپس دانش منزل آنے تک کی ساری بات تفصیل سے بتا

دی۔

”لیکن اگر وہ یہاں کسی مشن پر آتا تو لامحالہ میک اپ میں آتا۔

بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اس کا خیال ہو کہ یہاں اسے کوئی نہیں پہچان

سکتا کیونکہ پاکیشیا سپر پاورز میں تو شامل نہیں ہے اور بلیک ماسٹر

صرف سپر پاورز کے ایجنٹوں کے خلاف کام کرتی ہے۔ عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور

تیمی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”گٹھری کلب۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”ماسٹر احسان سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔

عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ماسٹر احسان بول رہا ہوں۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اودہ۔ عمران صاحب آپ۔ حکم فرمائیے۔ ماسٹر احسان کے
ہجے میں حیرت تھی۔

”ہوٹل شالیمار کے چیرمین سیٹھ عبدالقادر کے بارے میں تم
نے کوئی فائل تیار کر رکھی ہے یا نہیں؟“ عمران نے کہا۔

”سیٹھ عبدالقادر کے بارے میں۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے
ہیں؟“ ماسٹر احسان نے چونک کر کہا۔

”اس کا کردار کیسا ہے؟“ عمران نے کہا۔

”وہ عیاش طبع آدمی ہے جناب۔ خاص طور پر غیر ملکی عورتیں
اس کی کمزوری ہیں؟“ ماسٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا حدود اربعہ کیا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ؟“ عمران نے
کہا۔

”سیٹھ عبدالقادر کے والد پاکیشیا سے کارمن شفٹ ہو گئے تھے۔
سیٹھ عبدالقادر وہیں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا وہاں ہوٹل بزنس تھا
لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ کارمن کی سائنسی لیبارٹریوں کو مشینری
بھی سپلائی کرنے کا ٹھیکہ لیتا رہتا تھا۔ پھر آخری عمر میں وہ کارمن سے
واپس پاکیشیا آ گیا۔ یہاں اس نے ہوٹل شالیمار بنوایا۔ البتہ یہاں
بھی وہ سائنسی لیبارٹریوں کو مشینری سپلائی کرنے کا ٹھیکہ لیتا رہا۔

اس کی وفات کے بعد عبدالقادر سیٹھ عبدالقادر کے نام سے ہوٹل کا
چیرمین بن گیا اور اس کا بھی وہی کام ہے جو اس کے والد کا تھا۔
مطلب ہے کہ سائنسی لیبارٹریوں کو مشینری کی سپلائی کا۔ اس کے
لئے انہوں نے علیحدہ فرم بنائی ہوئی ہے جس کا نام سیٹھ عبدالرشید
اینڈ کمپنی ہے۔ سیٹھ عبدالرشید سیٹھ عبدالقادر کے والد کا نام تھا۔
لی بزنس پلازہ میں ان کا بہت بڑا آفس ہے۔ سیٹھ عبدالقادر کبھی
کبھار وہاں جاتا ہے۔ البتہ زیادہ تر وہ ہوٹل میں ہی رہتا ہے۔ ماسٹر
احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تمہیں تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا؟“ عمران نے کہا
اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ ماسٹر احسان کہاں سے سامنے آ گیا ہے؟“ بلیک زیرو نے
کہا۔

”یہ یہاں دارالحکومت میں معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا
ہے۔ خاصا بڑا نیٹ ورک بنا رکھا ہے اس نے۔ ٹائنگر کا دوست ہے
اور ٹائنگر کے بتانے پر اس سے تعارف ہوا تھا۔ مجھے اچانک خیال آ
گیا کہ یہ اینڈی رابرٹ اگر سیٹھ عبدالقادر کے پاس اس انداز میں
ہے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی اور مسئلہ ہو کیونکہ اس ٹائپ کی عورتوں
کے سامنے ہوٹل شالیمار کا چیرمین اتنی بڑی پارٹی نہیں ہو سکتا اور
اب ماسٹر احسان نے یہ نئی بات بتائی ہے کہ سیٹھ عبدالقادر کا
سائنسی لیبارٹریوں کو مشینری سپلائی کرنے کا بھی کاروبار ہے۔“

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”لکی بزنس پلازہ میں سیٹھ عبدالرشید اینڈ کمپنی کے جنرل مینجر کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا۔

”کیا اس وقت جنرل مینجر آفس میں ہو گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”دیکھو۔ شاید ہو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ جنرل مینجر آفس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”سیکرٹری ٹو پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ پرنس جنرل مینجر سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”جنرل مینجر صاحب تو میٹنگ میں مصروف ہیں جناب۔ دس منٹ بعد میٹنگ ختم ہو جائے گی۔ آپ نمبر دے دیں میں جنرل مینجر صاحب کی بات کرا دوں گی آپ سے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ کہیں بھول نہ جائیں۔ پرنس نے ریاست ڈھمپ کی

سانسی لیبارٹری کے لئے کوئی آرڈر دینا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔ میں کیسے بھول سکتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اسے سپیشل فون کا نمبر بتا دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

”آپ کو شک ہے کہ یہ اینڈی رابرٹ یا رابرٹ سیٹھ عبدالقادر کے ذریعے یہاں کسی سانس لیبارٹری میں کوئی چکر چلانا چاہتے ہیں لیکن اگر ایسا ہے تو انہیں اتنا بڑا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فرم کس قسم کی مشینری سپلائی کرتی ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر واقعی بارہ منٹ بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ سیکرٹری ٹو پرنس آف ڈھمپ“..... عمران نے کہا۔

”سیکرٹری ٹو جنرل مینجر سیٹھ عبدالرشید اینڈ کمپنی بول رہی ہوں۔ جنرل مینجر صاحب سے پرنس کی بات کرائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ ہولڈ کریں“..... عمران نے کہا۔

”ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں وقار سے کہا۔

”یس سر۔ میں جنرل مینجر اعظم حسین بول رہا ہوں جناب۔ حکم

فرمائیں..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”ریاست ڈھمپ ہمالیہ کی ترائی میں ایک آزاد ریاست ہے لیکن اس کا الحاق پاکیشیا سے ہے۔ ریاست ڈھمپ میں ایک وسیع سائنسی لیبارٹری قائم کرنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور اس کا چارج میرے پاس ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ کا کام لیبارٹریوں کے لئے مشینری سپلائی کرنا ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ آپ کس ٹائپ کی مشینری فراہم کرتے ہیں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ہماری فرم گزشتہ بیس سالوں سے پاکیشیا میں یہ کام انتہائی ذمہ دارانہ انداز میں کر رہی ہے اور حکومت پاکیشیا کی طرف سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ ہم ہر ٹائپ کی مشینری جو دنیا کے کسی بھی ملک سے حاصل ہو سکتی ہو سپلائی کر سکتے ہیں“..... جنرل مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں پاکیشیا میں آپ کتنی لیبارٹریوں کو سپلائی کرتے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”جناب۔ آٹھ سرکاری لیبارٹریوں کو اور بارہ پرائیویٹ لیبارٹریاں ہمارے ساتھ مستقل بزنس کرتی ہیں“..... جنرل مینجر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم نے صرف ابتدائی معلومات حاصل کرنی تھیں۔ اب آپ سے جلد ہی تفصیلی ملاقات ہوگی۔ گڈ بائی“۔

عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ تو عام سی کاروباری فرم ہے۔ بہر حال دیکھو۔ شاید ٹائیگر کوئی بات سامنے لے آئے“..... عمران نے رسیور رکھ کر ایک لمبیل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سے جواب دیا گیا۔

گڈ۔ اب بتاؤ کیا رپورٹ ہے؟..... باس نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

باس۔ اینڈی رابرٹ نے اپنا کام آسانی سے کر لیا ہے۔ سیٹھ عبد القادر کو اس نے اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ وہ اسے ڈاکٹر اصف سے ملا دے اور سیٹھ عبد القادر صاحب نے فنکشن کے ۱۱ صے روز ہی یہ کام کر دیا۔ ڈاکٹر اصف اس کی کال پر خود ہی ہوٹل آگیا تھا اور پھر رابرٹ نے فوری طور پر کارروائی کر دی۔ ڈاکٹر اصف کو بے ہوش کر کے ساحل سمندر پر پہنچا دیا گیا جہاں سے لانچ کے ذریعے اسے بین الاقوامی سمندر میں واسکا تک پہنچا دیا گیا۔ واسکا اسے لے کر کافرستان چلا گیا اور اینڈی رابرٹ اور رابرٹ دونوں باقی ایرکار من روانہ ہو گئے۔ ان کی فلائٹ جانے کے بعد ہی میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں..... راکسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

سیٹھ عبد القادر کا کیا بنا؟..... باس نے پوچھا۔

”اسے اس کی رہائش گاہ میں گولی مار دی گئی ہے۔ ویسے اینڈی کے کہنے پر سیٹھ عبد القادر نے خود لیبارٹری میں فون کر کے ڈاکٹر اصف کو ہوٹل کال کیا تھا۔ اس نے اس سے کوئی ضروری کام کی بات کی تھی۔ پھر ڈاکٹر اصف کے پہنچنے پر سیٹھ عبد القادر، اینڈی رابرٹ، رابرٹ اور ڈاکٹر اصف سمیت اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا جہاں

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیمیر بیٹھے ہوئے ادھیر عمر آدمی نے فون کی گھنٹی بجنے پر چونک کر سامنے موجود فائل سے سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس..... ادھیر عمر آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔
”پاکیشیا سے راکسن کی کال ہے جناب..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔
”اوہ اچھا۔ کراؤ بات..... ادھیر عمر آدمی نے چونک کر کہا۔
”باس۔ راکسن بول رہا ہوں پاکیشیا سے..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”کہاں سے کال کر رہے ہو؟..... باس نے سرد لہجے میں پوچھا۔
”ایئر پورٹ کے پہلک فون بوتھ سے باس..... دوسری طرف

"ہے۔۔۔" باس نے کہا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو باس نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور میں سے شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور اس نے شراب کے دو گھونٹ لئے اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے بوتل واپس دراز میں رکھ کر دراز بند کر دی۔ پھر وہ اسی حالت میں خاموش بیٹھا رہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا تو فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ادھیر عمر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”یس.....“ باس نے اپنے مخصوص سہارے میں کہا۔

کافرستان سے راڈنی کی کال ہے جناب دوسری طرف سے

کہا گیا۔

”کراؤ بات“..... باس نے کہا۔

”راڈنی بول رہا ہوں باس.....چند لمحوں بعد راڈنی کی آواز

سنائی دی۔

”ییس۔ کیا رپورٹ ہے“..... یاس نے کہا۔

”ٹارگٹ ہٹ ہو گیا ہے باس۔ فائٹل رپورٹ مل گئی ہے۔“

راؤنی نے جواب دیا۔

ٹھسک سے تم اپنے گروپ سمیت فوری کارمن چلے جاؤ۔

ماس نے کہا۔

لیس ماس، دوسری طرف سے کہا گیا تو جس نے رسیوں

کہ دیا۔ پھر اس نے میز کی سب سے نجلی دراز کھولی اور اس میں سے
 رنگ کا ایک چھوٹا سا کارڈ لیس فون پیس نکال کر اس نے اسے
 ان لیا اور پھر تیزی سے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 یس رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی
 یین جبہ خاصا کر خست تھا۔

زیر وون بول رہا ہوں۔ ۔۔۔ باس نے کہا۔

کیا رپورٹ ہے..... دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے

میں کہا گیا۔

مارکٹ ہٹ ہو گیا ہے۔" یاس نے کہا۔

کوئی یرا بام" دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”نویرا بلم..... باس نے کہا۔“

”اوکے“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا تو باس نے کال آف کی اور ایک بار پھر فون آن کر

کے اس نے بمبیریس کرنے شروع کر دیے۔

”یس۔ رات بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔

”مارگرن بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس مار باس نے اپنا نام لیتے ہوئے

کہا۔

”اور تمہے کا ہوا مشن کیا..... دوسری طرف سے چونک کر بوجھا

11

والی پارٹیاں کچھ نہیں جانتیں کیونکہ تمہاری تنظیم ابھی چند سال پہلے وجود میں آئی ہے اور تم نے کبھی پاکیشیا میں مشن مکمل نہیں کیا اس لئے مکمل رازداری کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے ورنہ پاکیشیا میں موجود سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس سمجھی جاتی ہے اور اب بھی وہ اس سائنس دان کی اچانک گمشدگی کا کھوج ضرور لگائیں گے لیکن تم نے جو پلاننگ مجھے بتائی تھی اس کے مطابق مجھے مکمل یقین ہے کہ وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے اور اس طرح انہیں کسی صورت بھی یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ وہ سائنس دان کہاں گیا اور یہی بات اسرائیل چاہتا تھا۔۔۔۔۔ رائٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ بہر حال ہم تو کام ہی اس انداز میں کرتے ہیں۔ اپنے پیچھے کوئی کلیو نہیں چھوڑتے اور اسی میں ہماری کامیابی کا اصل راز ہے۔۔۔۔۔ مارگن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ گڈ بائی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارگن نے فون آف کر کے اسے میز کی سب سے نجلی دراز میں رکھا اور دراز بند کر کے وہ کرسی کھٹکھٹا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھرنے لگے۔

”مشن مکمل ہو گیا ہے اور میں نے ماریا کو رپورٹ بھی دے دی ہے۔۔۔۔۔ مارگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس کو بھیجا تھا تم نے مشن کے لئے۔۔۔۔۔ رائٹ نے چونک کر پوچھا۔

”رابرٹ اور اینڈی رابرٹ کو۔۔۔۔۔ مارگن نے جواب دیا۔

”اوہ۔ گڈ۔ یہ دونوں پہلے کبھی پاکیشیا نہیں گئے اس لئے وہاں انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”کیا وہاں کوئی مسئلہ تھا۔۔۔۔۔ اس بار مارگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رائٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم مسئلے کی بات کر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اسرائیل اور یہودیوں کے پاس ایسی کوئی تنظیم نہیں جو پاکیشیا سے ایک سائنس دان کو اغوا کر سکے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رائٹ نے کہا۔

”سینکڑوں ہوں گی۔۔۔۔۔ مارگن نے جواب دیا۔

”اس کے باوجود یہ مشن تمہیں دیا گیا۔ اس کی وجہ سمجھتے ہو۔۔۔۔۔ رائٹ نے کہا۔

”ہماری کارکردگی اور پلاننگ ہمیشہ بے داغ رہی ہے اس لئے۔۔۔۔۔ مارگن نے جواب دیا۔

”یہ بات بھی ہے لیکن اصل مسئلہ یہ بھی ہے کہ تمہارے بارے میں اور تمہارے ایجنٹوں کے بارے میں معلومات فروخت کرنے

سلیمان کی آواز سنائی دی۔

جی موجود تو ہیں لیکن وہ کسی باتصویر رسالے کے مشاہدے میں مصروف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دو گھنٹے بعد فون کریں۔ سلیمان کی بلٹی سی آواز عمران کے کانوں تک پہنچ رہی تھی اور سلیمان نے جس طرح رسالے کے مطالعہ کی بجائے مشاہدے کا لفظ استعمال کیا تھا اس سے عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ ظاہر ہے سلیمان نے مخصوص شرارت بھرے انداز میں فون کرنے والے کو یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ عمران رسالہ پڑھ نہیں رہا بلکہ اس میں موجود تصاویر کے مشاہدے میں مصروف ہے۔

جی بہتر۔ میں کہہ دیتا ہوں جناب۔..... چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور رکھے جانے کی آواز کے ساتھ ہی سلیمان کے تیز تیز قدموں کی آواز سنگ روم کی آتی ہوئی سنائی دی۔ سردار اور کا فون تھا۔ وہ اب ایک ساتیس دان کے ہمراہ خود فلیٹ پر آ رہے ہیں۔ سلیمان نے فون پیس کو میز پر رکھتے ہوئے بڑے

اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔
"سردار یہاں آ رہے ہیں۔ تم نے میری بات کیوں نہیں کرائی اب بھگتو۔ لہجے کا ٹائم ہے اور لہجے تو بہر حال دینا ہی پڑے گا۔" عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

آپ دیں انہیں لہجے۔ آخر وہ معزز ترین مہمان ہیں۔ میں نے تو لہجے کرنے ہوٹل شہستان جانا ہے۔ وہاں لہجے پر میری صدارت میں آل

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"سلیمان۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اور اونچی آواز میں کہا۔

جی صاحب۔..... دوسرے لمحے کچن سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"یہ فون اٹھا کر لے جاؤ اور جو میرے بارے میں پوچھے اسے کہہ دو کہ میں اس وقت مطالعہ میں مصروف ہوں۔ دو گھنٹے بعد فون کہیں۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان نے تیزی سے آگے بڑھ کر فون پیس اٹھایا اور تار سمیٹتا ہوا سنگ روم سے باہر چلا گیا۔ گھنٹی وقفے وقفے سے بج رہی تھی۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔..... عمران کے کانوں میں دور سے

کے ذریعے ہائیڈروجن بم سے لاکھ گنا زیادہ طاقتور ہتھیار تیار کرنے کے فارمولے پر ایک پرائیویٹ لیبارٹری میں کام کر رہے تھے کہ انہیں اغوا کر لیا گیا اور جب انہیں ہوش آیا تو یہ ایک اور لیبارٹری میں تھے جہاں اس فارمولے پر کام ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر آصف کو مجبوراً وہاں کام کرنا پڑا۔ پھر انہیں فرار ہونے کا موقع مل گیا اور یہ فرار ہو کر واپس پاکیشیا پہنچ گئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر اسمن سے ملنے والی معلومات اسی انداز میں دوہرا دیں۔

”آپ۔ آپ جادوگر ہیں۔ نجومی ہیں۔ کیا ہیں آپ۔ پاکیشیا پہنچ کر میں سیدھا سردار صاحب سے ملا ہوں اور وہاں سے یہاں آ گیا ہوں۔ سردار کے علاوہ اور کسی کو بھی ان باتوں کا علم نہیں ہے۔ پھر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا یہ سب کچھ؟“ ڈاکٹر آصف کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران کی بجائے انہیں کوئی جن بھوت نظر آ گیا ہو جبکہ سردار کے چہرے پر ہلکی سی فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

یہ شیطان ہے ڈاکٹر آصف۔ اس شیطان کو یہ سب کچھ پہلے سے ہی معلوم ہو گا۔ سردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر آصف کی طرح میں بھی آپ کو استاد مانتا ہوں۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سردار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

تمہارا مطلب ہے کہ میں شیطانوں کا استاد ہوں۔ بہر حال کیا

”جی اچھا۔۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”جی صاحب۔۔۔۔۔ سلیمان کی انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی تیز آواز سنگ روم کی طرف آتی سنائی دی۔ چند لمحوں بعد سردار کے پیچھے ایک ادھیر عمر آدمی اندر داخل ہوا تو عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بے نصیب۔ وہ ہمارے ایک بہت بڑے شاعر نے کہا ہے کہ وہ آئے ہمارے گھر میں ایسے خوش بخت کہ کبھی ہم ان کو دیکھتے ہیں اور کبھی اپنے گھر کو اور شاعر کے تو چلو مہمان آئے ہوں گے اس لئے وہ تو کبھی کبھی انہیں دیکھتا ہو گا بلکہ میں تو مستقل گھر کو ہی دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”ڈاکٹر آصف۔ یہ ہے علی عمران جس کا تفصیلی ذکر میں نے تم سے کیا تھا اور عمران یہ میرے شاگرد ہیں ڈاکٹر آصف۔۔۔۔۔ سردار نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”وہیے لوگ انتہائی بد ذوق واقع ہوئے ہیں کہ استاد کے ہوتے ہوئے شاگرد کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو سردار اور ڈاکٹر آصف دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”تمہیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے؟“ سردار نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ ڈاکٹر آصف صاحب شمسی توانائی

کیا۔

”عمران بیٹے۔ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ڈاکٹر آصف نے اس لیبارٹری میں ہونے والے جس فارمولے کا ذکر کیا ہے اگر وہ کامیاب ہو گیا تو اس کا پہلا نشانہ پاکیشیا ہی بنے گا اور یہ ہتھیار ڈاکٹر آصف کے فارمولے کے قریب ہے لیکن دراصل ویسا نہیں ہے اور یہ لیبارٹری یہودیوں کی ہے“ سرداور نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ سرداور۔ دنیا میں خطرناک اور خوفناک بم تو تیار ہوتے ہی جتے ہیں۔ سپر پاورز کی لاکھوں لیبارٹریاں دن رات اس کام میں مصروف رہتی ہیں۔ پھر ڈاکٹر آصف نے ایسی کیا بات بتائی ہے کہ آپ اس قدر پریشان ہو گئے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہوتی تو مجھے لیبارٹری کا انتہائی اہم کام چھوڑ کر یہاں نہ آنا پڑتا۔ ڈاکٹر آصف تم خود بتاؤ کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔“ سرداور نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

جناب۔ جس لیبارٹری میں مجھے لے جایا گیا تھا وہاں اس طرح کے انتظامات تھے کہ وہاں سے کسی کا زندہ نکل آنا ناممکنات میں تھا۔ اسی لئے انہوں نے وہاں مجھ سے کوئی چیز نہیں چھپائی بلکہ چونکہ انہوں نے مجھ سے کام لینا تھا اس لئے وہاں مجھے اس سارے سلسلے میں باقاعدہ بریف کیا گیا۔ اس لیبارٹری میں عمران صاحب ایک ایسا ہتھیار تیار ہو رہا ہے جسے انہوں نے مسلم ڈیٹھ کا نام دیا ہے۔ اس کا

واقعی ڈاکٹر آصف کے اغوا کا علم تمہیں پہلے سے تھا۔ لیکن تم نے اس سلسلے میں مجھے تو نہیں بتایا“..... سرداور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”پہلے معلوم تو نہیں تھا سرداور۔ ڈاکٹر آصف صاحب کا خیال غلط ہے کہ آپ اور ان کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ میں نے آپ کی لیبارٹری فون کیا تھا۔ آپ کے اسسٹنٹ ڈاکٹر احسن نے فون اٹنڈ کیا اور جب میں نے ان سے ڈاکٹر آصف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ ساری تفصیل بتا دی“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر آصف اور سرداور دونوں نے بے اختیار طویل سانس لئے۔

”حیرت ہے۔ واقعی آپ کے بارے میں جو کچھ سرداور نے بتایا ہے وہ درست ہے۔ آپ دوسروں کو حیران کر دینے کے ماہر ہیں۔ ویسے میرے ذہن میں بھی نہ تھا کہ وہاں ڈاکٹر احسن بھی موجود تھے اور آپ کا ان سے رابطہ بھی ہو سکتا ہے“..... ڈاکٹر آصف نے کہا۔ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔

”جناب لہجہ تیار ہے۔ لگاؤں“..... سلیمان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ شکریہ۔ ہم دونوں لہجہ کر کے ہی یہاں آئے ہیں۔ البتہ اپنے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے پلوا دو“..... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی اچھا“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس چلا

کوڈ نام ایم ڈی رکھا گیا ہے۔ یہ ہتھیار ایک چھوٹے سے ریموٹ کنٹرولر سے بھی جگم میں چھوٹا ہو گا۔ اس کو چارج کرنے کے لئے شمسی توانائی کی ضرورت ہو گی اس لئے اسے کسی بھی وقت کہیں بھی چارج کیا جاسکتا ہے۔ اس میں سے ایسی ریزنکیں گی جو سورج کی توانائی کے ساتھ مل کر زمین کی گہرائیوں میں موجود ہر مائع کو بھاپ بنا کر غائب کر دیں گی۔ زمین کی تہوں میں موجود تیل اور پانی دونوں گیس میں تبدیل ہو کر ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے اور بظاہر زمین کے اوپر سے اس کا کسی کو علم تک نہ ہو سکے گا۔ اس طرح وہ مسلم دنیا کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ہتھیار تیار ہونے کے بالکل قریب تھا کہ اس میں ایک سائنسی رکاوٹ سامنے آگئی۔ اس میں سے نکلنے والی ریز جب سورج کی توانائی سے ملتی تھیں تو زمین کی تہہ میں جانے کی بجائے زمین پر ہی پھیل جاتی تھیں اور ہر طرف آگ لگ جاتی تھی۔ یہ الجھن وہ کسی صورت حل نہ کر پار ہے تھے کہ انہیں کہیں سے معلوم ہو گیا کہ میں نے اس پوائنٹ پر خصوصی ریسرچ کی ہے اور اپنے فارمولے میں اس کو بنیاد بنایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اغوا کیا اور پھر پہلے انہوں نے میرے ذہن سے کسی مشین کے ذریعے تمام معلومات حاصل کر لیں اور جب انہوں نے مجھے ان معلومات کے بارے میں تفصیل بتائی تو میں حیران رہ گیا۔ بہر حال انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان معلومات کو عملی شکل دوں تاکہ ہتھیار مکمل طور پر تیار ہو سکے۔ اگر

ہتھیار تیار ہو گیا تو مسلم ممالک واقعی مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ تیل کی دوست تو جائے گی ہی جائے گی پانی غائب ہو جانے سے پورا مسلم بلاک مکمل حیران میں تبدیل ہو جائے گا۔ ڈاکٹر آصف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر گہری غمیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

آپ کو یہاں سے کیسے اغوا کیا گیا اور کب..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر آصف خاموش ہو گئے۔ چائے اور دیگر لوازمات میز پر رکھ کر سلیمان واپس چلا گیا۔

یہاں ایک آدمی ہے سیٹھ عبدالقادر جو کہ ہوٹل شاییمار کا جیسمین بھی ہے اور اس کی ایک فرم بھی ہے جو سائنس لیبارٹریوں کو مشینری سپلائی کرتی ہے..... ڈاکٹر آصف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا لیکن اس نے کوئی مداخلت نہ کی۔

سیٹھ عبدالقادر سے میرے گہرے تعلقات ہیں کیونکہ سیٹھ عبدالقادر بڑے بھلے وقتوں میں میرے کام آتا ہے۔ میں اپنی لیبارٹری میں تھا کہ سیٹھ عبدالقادر نے مجھے کال کیا۔ میں اس کی رہائش گاہ پر گیا تو وہاں ایک غیر ملکی خوبصورت عورت موجود تھی اور اس کے ساتھ ایک غیر ملکی مرد بھی تھا۔ وہاں مجھے چائے پلوائی گئی اور چائے پیتے ہی میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں اس لیبارٹری میں تھا..... ڈاکٹر آصف نے تفصیل سے جواب دیا۔

”پھر آپ وہاں سے نکلے کیسے“..... عمران نے کہا۔

”لیبارٹری زیر زمین ہے وہاں ہفتے میں ایک روز باہر سے سپلائی دینے والی گاڑیاں آتی ہیں۔ میں جب وہاں گیا تو پانچ روز بعد گاڑیاں آئیں۔ ان کی تعداد چار تھی۔ یہ گاڑیاں خام مال کے علاوہ شراب، خوراک کے ڈبے اور مشروبات وغیرہ لے آتی ہیں اور وہاں سے خالی پیٹیاں اور اس طرح کا دوسرا سامان واپس لے جاتی ہیں۔ میں ایک گاڑی میں چڑھ گیا اور میں نے پیٹیوں کے پیچھے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ وہاں چیکنگ بھی ہوتی ہے لیکن نجانے کیا ہوا کہ میں چیکنگ سے بھی بچ گیا۔ بہر حال یہ گاڑیاں وہاں سے نکل آئیں۔ طویل راستہ طے کیا جا رہا تھا اس کے بعد جب آبادی آئی تو یہ گاڑیاں وہاں ایک ہوٹل کے سامنے رک گئیں۔ شاید وہ لوگ وہاں کھاتے پیتے تھے۔ میں گاڑی سے اتر کر آگے بڑھ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں جنوبی افریقا کے ایک بڑے شہر لاپاز میں ہوں۔ چونکہ ایک ساتھی کانفرنس کی وجہ سے میں پہلے بھی لاپاز جا چکا تھا اور مجھے معلوم تھا کہ لاپاز میں پاکیشیائی سفارتی کونسل خانہ کہاں موجود ہے۔ میری جیبیں خالی تھیں۔ میں پیدل ہی چلتا ہوا سیدھا پاکیشیائی سفارتی کونسل خانے پہنچ گیا۔ اب یہ میری خوش قسمتی تھی کہ کونسل خانے کا انچارج یوسف حسین میرا کلاس فیلو بھی رہا تھا اور میرا دور کا رشتہ دار بھی تھا۔ وہ مجھے وہاں دیکھ کر بے حد حیران ہوا تو میں نے اسے ساری تفصیل بتائی تو اس نے فوری طور پر مجھے لاپاز سے نکال کر ناراک

بگوانے کا بندوبست کر دیا اور میں بحفاظت ناراک پہنچ گیا۔ ناراک سے میں نے سردار کو فون کر کے تفصیل بتائی تو انہوں نے میری پاکیشیا واپسی کے فوری انتظامات کئے اور میں آج صبح سویرے پاکیشیا پہنچ گیا اور ایئر پورٹ سے سیدھا سردار کے پاس پہنچ گیا جہاں سے اب آپ کے پاس آیا ہوں“..... ڈاکٹر آصف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

تو یہ لیبارٹری آپ کے مطابق لاپاز میں ہے..... عمران نے

ہاں۔ لاپاز کے شمال مشرق میں طویل میدانی علاقہ ہے جو بنجر اور ویران ہے۔ یہ لیبارٹری وہیں زیر زمین ہے..... ڈاکٹر آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

آپ واقعی انتہائی خوش قسمت ہیں ڈاکٹر آصف کہ آپ اس طرح آسانی سے اور زندہ سلامت واپس پہنچ گئے ہیں۔ اب وہ لوگ آپ کو ہلاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اس لئے آپ نے یہاں اس وقت تک اوپن نہیں ہونا جب تک کہ اس لیبارٹری کو تباہ نہیں کر دیا جاتا..... عمران نے کہا۔

میں ہوشیار بھی رہوں گا اور اپنی لیبارٹری تک ہی محدود رہوں گا۔ اس کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا..... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

سیٹھ عبدالقادر بھی نہیں جانتا..... عمران نے کہا۔

ہاں۔ اسے بھی معلوم نہیں ہے..... ڈاکٹر آصف نے کہا تو

www.urdufans.com or www.allurdu.com for Sharing Only {rfi}

"اوہ۔ اوہ۔ یہاں تو کسی نے ڈاکٹر آصف کے اغوا کی کوئی رپورٹ ہی نہیں کی۔ جب کسی کو معلوم ہی نہیں ہوا تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔ ویسے حیرت ہے کہ ڈاکٹر آصف انتہائی آسانی سے وہاں سے نکل بھی آئے ہیں اور یہاں بخیریت پہنچ بھی گئے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ بعض اوقات ایسے واقعات ہو جاتے ہیں جن پر یقین مشکل سے آتا ہے۔ بہر حال اب یہ بات تو سامنے آگئی کہ ہوٹل شالیمار کے سالانہ فنکشن کے موقع پر جو ایکریمن ایجنٹ رابرٹ یہاں دیکھا گیا تھا اس کا مقصد ڈاکٹر آصف کو اغوا کرنا تھا اور چونکہ ڈاکٹر آصف پرائیویٹ لیبارٹری میں کام کرتے تھے اس لئے کسی کو ان کے اغوا کا علم تک نہ ہو سکا۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا اب آپ اس لیبارٹری کے خلاف کام کریں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے کرنا پڑے گا کیونکہ جو کچھ بھی وہاں تیار ہو رہا ہے اگر وہ تیار ہو گیا تو پاکیشیا تو ایک طرف تمام مسلم ممالک واقعی تباہ و برباد ہو جائیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی کیونکہ زمین کے اوپر تو کوئی رد عمل ظاہر نہ ہو گا۔ ایک شخص خاموشی سے یہاں آئے گا اور اس آلے کو آپریٹ کر دے گا۔ نتیجہ یہ کہ زمین کے نیچے موجود پانی اور باقی تمام مائع جات غائب ہو جائیں گے۔ کسی کو کیا معلوم کہ کیا ہوا ہے۔ سب اسے کوئی آسمانی آفت ہی سمجھیں گے

"ڈاکٹر صاحب۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ جس گاڑی میں آپ سوار ہو کر اس لیبارٹری سے نکلے تھے اس گاڑی کی کوئی ایسی نشانی جس سے اسے پہچانا جاسکے۔" عمران نے کہا۔

"اس گاڑی پر ریان کلیئرز کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں جب گاڑی سے اتر کر سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھا تو میں نے گاڑی کی سائیڈ پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے تھے۔ بس اتنا مجھے یاد ہے اس سے زیادہ نہیں۔" ڈاکٹر آصف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب میں یہ سب معلومات چیف تک پہنچا دوں گا۔" عمران نے کہا تو سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر دونوں عمران سے مل کر تیزی سے باہر چلے گئے تو عمران بھی لباس تبدیل کر کے فلیٹ سے نکلا اور سیدھا دانش منزل پہنچ گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ اور اس وقت۔" بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں دانش منزل میں بیٹھے اونگھ رہے ہو جبکہ ملک کے سائنس دانوں کو اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے۔" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"سائنس دانوں کو اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے۔ کیا مطلب۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ڈاکٹر آصف سے ہونے والی ملاقات اور گفتگو دوہرا دی۔

”باس۔ عمران کی کیا ضرورت ہے۔ ہم خود ہی یہ مشن مکمل کر لیں گے۔“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران کے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں عمران کو عرف شوپیس کے لئے ساتھ بھیجتا ہوں۔“ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں سر۔ اصل میں عمران مشن کے دوران ہمیں بے حد تنگ کرتا ہے۔ وہ ہمیں زچ کر کے رکھ دیتا ہے اس لئے کہہ رہی تھی۔“ جولیا نے قدرے ہلکے لہجے میں کہا۔

”میں اسے وار تنگ دے دوں گا کہ وہ سنجیدہ رہے۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ اب آپ کی ٹیم آہستہ آہستہ آپ سے باغی ہوتی جا رہی ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی اب احساس ہو رہا ہے کہ ٹیم کو بدل دینا چاہئے۔ اب فور سٹارز والی ٹیم کو فارن ٹیم کی صورت دینا پڑے گی۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

لیکن نتیجہ کیا ہو گا۔ تیل غائب ہوئے سے معاشی حالت خراب ہو گئی لیکن پانی غائب ہونے سے کیا ہو گا۔ زمین پر موجود تمام درخت نباتات وغیرہ سب ختم ہو جائیں گی۔ آبادیاں بغیر پانی کے ختم۔ یہ تو انتہائی خوفناک ہتھیار ہے اور چونکہ اسے تیار اسرائیل کر رہا ہے اس لئے اس نے اسے مسلم ممالک کے خلاف استعمال کرنے سے کسی صورت بھی نہیں چوکنا اس لئے یہ تو قدرت نے مہربانی کی ہے کہ ڈاکٹر آصف اس طرح زندہ بچ کر واپس آ گئے ہیں اور ہمیں اس بارے میں علم ہو گیا ہے ورنہ تو ہم سب بے خبری میں ہی مارے جاتے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے جولیا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”اسرائیل اور اکیمریمیا کی ایک لیبارٹری جنوبی اکیمریمیا میں کام کر رہی ہے۔ وہاں مسلم ڈیپتھ نامی ایک خوفناک ہتھیار تیار ہو رہا ہے اس لئے اس لیبارٹری کی تباہی فوری طور پر ضروری ہے۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو تیار رہنے کا کہہ دو۔ تم ان انہیں ایڈگرے

پاکیشیائی سفارت خانے نے خصوصی سفارتی پاسپورٹ دیا تھا
پاکیشیا پہنچ گیا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر اب یہ کہاں ہے۔ اسے ٹریس کیا گیا ہے یا نہیں۔" رائٹ
نے کہا۔

"میں نے اسے ٹریس کرنے کے احکامات پاکیشیا میں خصوصی
گروپ کو دے دیئے تھے۔ وہاں سے حیرت انگیز رپورٹ ملی ہے۔"
ایس ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا....." رائٹ نے چونک کر پوچھا۔

"گروپ نے ایرپورٹ ریکارڈ سے اس کی تصویر کی کاپی حاصل کی
اور پھر وہاں ایرپورٹ پر مستقل موجود رہنے والی ٹیکسیوں کے
ڈرائیوروں سے معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر آصف
ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر سیدھا وزارت سائنس کے سیکرٹریٹ پہنچا
تھا۔ وہاں سے جو معلومات حاصل کی گئی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر
آصف کو کسی خفیہ لیبارٹری میں کسی بڑے سائنس دان سردار کے
پاس بھجوا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چل سکا۔" ایس
ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے پتہ نہیں چل سکا۔ وہ وہاں لیبارٹری میں تو نہیں رہ گیا ہو
گا۔ وہ وہاں سے بہر حال اپنی پرائیویٹ لیبارٹری یا اپنی رہائش گاہ پر آیا
ہوگا....." رائٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہاں چیکنگ کی گئی ہے سر۔ وہاں ڈاکٹر آصف نہیں آیا البتہ

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے بھاری
لیکن ورزشی جسم کے مالک لمبے قد کے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

"رائٹ بول رہا ہوں....." اس آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایس ون بول رہا ہوں جناب....." دوسری طرف سے ایک
مؤدبانہ آواز سنائی دی تو رائٹ نے بے اختیار چونک پڑا۔
"یس۔ کیا رپورٹ ہے....." رائٹ نے کہا۔

"جناب۔ پاکیشیائی ڈاکٹر آصف لاپاز میں پاکیشیائی سفارتی
کونسل خانہ کے انچارج یوسف حسین کے پاس پہنچا تھا اور یوسف
حسین نے اسے فوری طور پر انتظامات کر کے ناراک پہنچا دیا تھا
جہاں سے اسے پاکیشیا روانہ کر دیا گیا اور میں نے پاکیشیا ایرپورٹ
سے بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ ڈاکٹر آصف جے ناراک کے

چیکنگ کے دوران ایک اور بات سامنے آئی ہے جس میں چوکا دیا ہے..... ایس ون نے کہا۔

”وہ کیا..... رائٹ نے کہا۔

”باس۔ اس گروپ کو یہ اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر آصف جس روز پاکیشیا پہنچا ہے اسی روز وہ دوپہر کے وقت وہاں کنگ روڈ کے ایک فلیٹ جس کا نمبر دو سو ہے اور جس میں کوئی شخص علی عمران رہتا ہے ایک بوڑھے آدمی کے ساتھ وہاں جاتے دیکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا جبکہ سامنے موجود ہوٹل جس کے ویٹر نے ہمارے آدمی کو اس بارے میں بتایا تھا اس نے بتایا ہے کہ وہ اس بوڑھے کے ساتھ ایک کار میں آیا تھا۔ پھر جب کار واپس گئی تو اس میں اس بوڑھے کے ساتھ ڈاکٹر آصف کی بجائے کوئی نوجوان آدمی تھا جبکہ ڈاکٹر آصف واپس نہیں گیا۔ میں نے گروپ کو کہا ہے کہ وہ اس فلیٹ میں رہنے والے علی عمران سے معلوم کریں لیکن گروپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ اتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے..... ایس ون نے کہا تو رائٹ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”انہوں نے اچھا کیا کہ اس پر ہاتھ نہیں ڈالا ورنہ وہ گروپ ہی ختم ہو جاتا اور تمہارے بارے میں بھی اسے معلوم ہو جاتا۔ تم اب فوری طور پر ساری تحقیقات ختم کر دو..... رائٹ نے کہا۔

”وہ کیوں باس۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا

”یہ عمران دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے اور ڈاکٹر آصف کی اس سے ملاقات کا مطلب ہے کہ اسے لیبارٹری کے بارے میں اور اس میں تیار ہونے والے ہتھیار کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور وہ اب لازماً اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے لاپاز پہنچے گا..... رائٹ نے کہا۔

”لیکن باس۔ اگر یہ اس قدر خطرناک آدمی ہے تو کیوں نہ اس کا نمائندہ وہاں پاکیشیا میں ہی کر دیا جائے..... ایس ون نے کہا۔

”الحق آدمی۔ تم خود تو کہہ رہے ہو کہ وہاں پاکیشیا میں تمہارے گروپ نے اس پر ہاتھ ڈالنے سے صاف انکار کر دیا ہے پھر اسے ہلاک کون کرے گا..... رائٹ نے کہا۔

”وہاں ایجنٹ بھیجے جاسکتے ہیں باس..... ایس ون نے کہا۔

”اگر اتنی آسانی سے یہ شخص ہلاک ہونے والا ہوتا تو اب تک سینکڑوں بار ہلاک ہو چکا ہوتا۔ تم صرف اتنا کرو کہ وہاں موجود گروپ کو ہدایت کر دو کہ یہ شخص عمران جب بھی وہاں سے کسی فلاٹ پر سوار ہو تو اس کی اطلاع فوری ہم تک پہنچی چلے۔

رائٹ نے کہا۔

”ایس باس۔ یہ تو آسانی سے ہو جائے گا..... ایس ون نے کہا۔

”اوکے..... رائٹ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر

”ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک سٹریپ رائٹ بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمر جنسی“..... رائٹ نے کہا۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ناراک سے۔ بلیک سٹریپ کا ہیڈ کوارٹر ناراک میں ہے۔“

رائٹ نے کہا۔

”اوکے۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک سٹریپ رائٹ بول رہا ہوں سر۔ ناراک سے۔“ رائٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“..... دوسری طرف سے اسرائیل کے صدر کی باوقار اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سر۔ ایم ڈی لیبارٹری اور اس میں تیار ہونے والے ہتھیار ایم ڈی کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اطلاع مل چکی ہے اور وہ یقیناً اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لیے لاپاز پہنچ جائیں گے۔“

رائٹ نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسرائیل کے صدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

”جناب۔ اسرائیل کے ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے ایک پرائیویٹ تنظیم کے ذریعے پاکیشیا سے ایک سائنس دان کو اغوا کرا کر اس لیبارٹری پہنچوایا کیونکہ ایم ڈی میں ایسی سائنسی رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی جسے وہ سائنس دان ہی حل کر سکتا تھا۔ مجھے جب اطلاع ملی تو وہ سائنس دان اغوا ہو کر لیبارٹری پہنچ بھی چکا تھا۔ میں نے اپنے طور پر جو تحقیقات کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ یہ سائنس دان چونکہ پرائیویٹ لیبارٹری میں کام کرتا تھا اس لئے اس کی گمشدگی کا کسی کو علم تک نہ ہو سکا۔ اس پر میں خاموش ہو گیا لیکن پھر اچانک لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج کرنل لارک نے مجھے اطلاع دی کہ پاکیشیائی سائنس دان لیبارٹری سے غائب ہو گیا ہے اور وہ اس وقت غائب ہوا ہے جب لیبارٹری کے لئے سپلائی لانے والی گاڑیاں آ کر واپس گئی ہیں۔ اس پر میں نے تحقیقات شروع کرائی تو ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر آصف تھا لاپاز میں پاکیشیائی سفارتی کونسل خانہ پہنچ گیا۔ وہاں سے اسے خصوصی انتظامات کے ذریعے ناراک بھجوا دیا گیا اور ناراک سے سہائی پاسپورٹ اور کاغذات پر پاکیشیا پہنچ گیا۔ پاکیشیا سے اطلاع ملنے پر اس کی ملاقات پاکیشیا کے خطرناک ایجنٹ علی عمران سے ہوئی اور اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ جس لیبارٹری کو انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا

اس کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف اس کی اطلاع مل چکی ہے بلکہ اس میں تیار ہونے والے ہتھیار ایم ڈی کے بارے میں بھی انہیں تفصیل معلوم ہو گئی ہو گی کیونکہ ڈاکٹر آصف کو ساری تفصیل اس لئے بتائی گئی تھی کہ ڈاکٹر آصف اس سائنسی رکاوٹ کو دور کر سکے۔ ڈاکٹر آصف نے وہ رکاوٹ تو دور کر دی لیکن وہ خود فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اس لئے اب لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کے خلاف کام کرے گی۔ رائٹ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ نیوز۔ ویری سیڈ۔ اس سائنس دان کو لانے کا فیصد کس نے کیا تھا“۔ صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیبارٹری انچارج ڈاکٹر راسکن نے جناب“۔ رائٹ نے جواب دیا۔

”اور وہاں سے وہ ڈاکٹر اس قدر آسانی سے فرار ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس اہم ترین لیبارٹری جس پر پوری دنیا کے یہودیوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، کا سیکورٹی نظام انتہائی ناقص ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو اسے انتہائی آسانی سے تباہ کر دے گی“۔ صدر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

”جناب۔ میری ایک تجویز ہے“۔ رائٹ نے مودبانہ لہجے میں

کہا۔

”وہ کیا۔ بتائیں“۔ صدر نے کہا۔

”جناب۔ اس لیبارٹری کو فوری طور پر خالی کر کے اس کی تمام مشینری اور سائنس دانوں کو کسی اور دور دراز کی لیبارٹری میں منتقل کر دیا جائے۔ یہ کام زیادہ سے زیادہ چند روز میں کیا جاسکتا ہے ایسی لیبارٹری میں جس کے بارے میں سوائے ان سائنس دانوں اور آپ کے علاوہ کسی کو بھی علم نہ ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہر حال لاپاز آئے گی اور جب یہاں لیبارٹری نہیں ہو گی تو وہ کیا کرے گی“۔ رائٹ نے کہا۔

”وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ جب تک لیبارٹری شفٹ ہو گی تب تک وہ اسے تباہ بھی کر دیں گے۔ مجھے ڈاکٹر راسکن سے بات کرنا ہو گی۔ تمہارا نمبر کیا ہے تاکہ بعد میں اگر تمہاری ضرورت پڑے تو تم سے رابطہ کیا جاسکے“۔ صدر نے کہا تو رائٹ نے اپنا نمبر بتا دیا۔

”اوکے“۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رائٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ بہت برا ہوا“۔ رائٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر خاموش بیٹھے رہنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سٹار کلب“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”رائٹ بول رہا ہوں۔ آخر تم سے بات کراؤ“۔ رائٹ نے

کہا۔
 "ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "آرتھر بول رہا ہوں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک
 مردانہ آواز سنائی دی۔
 "رائٹ بول رہا ہوں آرتھر"..... رائٹ نے کہا۔
 "اوہ آپ۔ حکم باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "پاکیشیا سیکرٹ سروس لاپاز پہنچنے والی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ
 تمہیں ان کے مقابل آنا پڑے۔ کیا تمہارا گروپ تیار ہے؟"۔ رائٹ
 نے کہا۔
 "پاکیشیا سیکرٹ سروس اور لاپاز میں۔ وہ کیوں باس؟"۔ آرتھر
 نے حیران ہو کر کہا۔
 "ایم ڈی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے"..... رائٹ نے کہا۔
 "اوہ باس۔ لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گیا۔ یہ تو اتہائی خفیہ
 پراجیکٹ ہے"..... آرتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔
 "یہ لمبی کہانی ہے کہ انہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔ بہر حال وہ کسی
 بھی وقت لاپاز پہنچ سکتے ہیں"..... رائٹ نے کہا۔
 "ٹھیک ہے باس۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی۔
 اب لاپاز میں وہ میری نظروں سے بچ نہ سکیں گے۔ میں ان کا خاتمہ
 کر دوں گا"..... آرتھر نے کہا۔
 "اوکے۔ بہر حال ہوشیار رہنا"..... رائٹ نے کہا اور رسیور رکھ

دیا۔ رائٹ بلیک سٹریپ نامی تنظیم کا چیف تھا اور پورے اکیرمیا
 میں اس تنظیم کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اس تنظیم کا کام اکیرمیا میں
 اسرائیلی مفادات کا تحفظ کرنا تھا۔ رائٹ کا تعلق پہلے اکیرمیا کی اس
 "جنسی سے تھا جس کا تعلق غیر ملکی "جنٹوں کی نگرانی سے تھا اس لئے
 رائٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً عمران کے بارے میں بہت
 اچھی طرح جانتا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
 اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
 "یس۔ رائٹ بول رہا ہوں"..... رائٹ نے کہا۔
 "ملٹری سیکرٹری ٹوپریڈنٹ بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے
 بات کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "یس سر۔ میں رائٹ بول رہا ہوں سر"..... رائٹ نے اتہائی
 مودبانہ لہجے میں کہا۔
 "مسٹر رائٹ۔ آپ کی تجویز پر عمل کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔
 ڈاکٹر اسکن نے حفظ ماتقدم کے طور پر پہلے سے ہی ایسا بنیادی نظام
 قائم کر رکھا تھا۔ اس نظام کے تحت ایم ڈی لیبارٹری جس کی تمام
 مشینیں ایک اور لیبارٹری میں نصب کرا لی گئی تھی اور اب صرف
 مائنس دانوں کی منتقلی کی ضرورت تھی جس کا حکم دے دیا گیا
 ہے۔ صدر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
 "یس سر۔ یہ سب سے محفوظ طریقہ ہے سر"..... رائٹ نے
 "بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

صرف دنیا کی اتہائی ٹاپ جنسیوں سے متعلق افراد کو رکھا جاتا ہے۔ خاص طور پر اس کا ایک سیکشن تو بے حد مشہور ہے اور اسے سیکشن کہا جاتا ہے۔ یہ کسی بھی لحاظ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کم نہیں ہے۔ اتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرتے ہیں اور اپنے ٹارگٹ کو ہر قیمت پر ہٹ کرتے ہیں۔ اگر انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس علی عمران کے خاتمے کا ٹارگٹ دیا جائے تو وہ ہر صورت میں اسے ہٹ کر دیں گے لیکن معاوضہ وہ لاکھوں ڈالرز میں لیتے ہیں..... رائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ لوگ عمران کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“ صدر نے کہا۔

”سو فیصد سر کیونکہ عمران یہاں لاپاز آئے گا اور یہاں اسے یہ لوگ لازماً ہٹ کر دیں گے۔“ رائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تو آپ انہیں عمران کے خاتمے کا ٹارگٹ دے دیں۔“ جتنا معاوضہ وہ طلب کریں ہم دیں گے لیکن اس وقت جب وہ واقعی ٹارگٹ کو ہٹ کر لیں گے۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ اصول کے مطابق نصف معاوضہ پہلے دیا جاتا ہے اور نصف بعد میں۔“ رائٹ نے کہا۔

”آپ ان سے بات کر کے مجھے بتائیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ وہ کم سے کم معاوضہ طلب کریں۔“ صدر نے کہا۔

”اوکے سر۔“ رائٹ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ

”اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر لاپاز پہنچے گی تو آپ نے از خود سامنے نہیں آنا کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اسرائیلی ایجنٹ ان کا مقابلہ کریں کیونکہ اس لیبارٹری کو اکیمریمیا اور دیگر سپرپاورز سے بھی چھپایا گیا ہے۔ صرف ان اکیمریمین حکام کو اس کا علم ہے جو یہودی ہیں اور یہودیوں کے مفادات کو اکیمریمین مفادات پر ترجیح دیتے ہیں۔“ صدر نے کہا۔

”آپ کا مقصد ہے جناب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو فری ہینڈ دے دیا جائے۔“ رائٹ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ بلکہ اسے اس انداز میں لٹھا دیا جائے کہ وہ یہاں سے کسی اور طرف جا ہی نہ سکے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ یا آپ کی تنظیم کے ایجنٹ سامنے نہ آئیں۔ دیگر کرائے کے گروپس کو سامنے لایا جائے لیکن ایسے گروپس جو ان لوگوں کا واقعی مقابلہ کر سکتے ہوں۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ اکیمریمیا میں ایک تنظیم ایسی ہے جو کارکردگی میں ان سے بھی بہت آگے ہے لیکن وہ معاوضہ بے حد چارج کرتے ہیں۔“ رائٹ نے کہا۔

”کیا نام ہے اس تنظیم کا۔ اس کی تفصیل کیا ہے اور کتنا معاوضہ طلب کریں گے وہ۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ اس تنظیم کا نام بگ ڈاج ہے۔ یہ تنظیم پورے اکیمریمیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں چند سیکشن ایسے ہیں جن میں

دی۔

"چیف آف بلیک سٹریپ رائٹ بول رہا ہوں۔ مادام لوسیا سے بات کراؤ"..... رائٹ نے کہا۔

"آج کا کوڈ بتائیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گولڈن اسکائی"..... رائٹ نے کہا۔

"اوکے۔ ہولڈ کریں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

"ہیلو۔ لوسیا بول رہی ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک دلکش

مہتمم نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی بولنے والی نوجوان لڑکی لگتی تھی۔

رائٹ بول رہا ہوں لوسیا"..... رائٹ نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"..... لوسیا نے چونک کر کہا۔

"تمہارے لئے ایک کام بک کیا ہے میں نے"..... رائٹ نے کہا۔

"کام۔ اچھا۔ کیا کام ہے"..... لوسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں لوج اور نرمی دیکھی ہی تھی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے آدمی علی عمران لوجانتی ہو"..... رائٹ نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے بارے میں سن رکھا ہے لیکن تمہیں تو معلوم

ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر یقیناً انتہائی مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب وہ اسرائیل کے صدر سے بھاری رقم حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس نے فون کے نیچے موجود بٹن پر پریس کیا اور اسے ڈائریکٹ کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیوریڈ کھر سٹوڈیو"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مجھے بلیو اور ریڈ دونوں کمرز کی فلمیں چاہئیں۔ میرا نام رائٹ ہے اور میں ناراک سے بول رہا ہوں"..... رائٹ نے کہا۔

"آپ کا فون نمبر کیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو رائٹ نے فون نمبر بتا دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور رائٹ نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رائٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیس۔ رائٹ بول رہا ہوں"..... رائٹ نے کہا۔

"فون نمبر نوٹ کریں اور آپ کا کوڈ گولڈن اسکائی ہو گا۔" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اسے بتائے گئے تھے۔

"اے سیکشن"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

ہے کہ بگ ڈانج صرف ایکریمیا تک محدود ہے۔ پاکیشیا میں ہم کام نہیں کر سکتے۔..... لوسیائے کہا۔

”یہ عمران جنوبی ایکریمیا آ رہا ہے۔ لاپاز میں۔..... رائٹ نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ لیکن کیا یہ کسی مشن کے سلسلے میں آ رہا ہے یا تفریح کرنے۔..... لوسیائے کہا۔

”اسرائیل کی ایک خفیہ لیبارٹری لاپاز میں ہے۔ اس کے خاتمے کا مشن لے کر آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہو گی لیکن تمہارے لئے صرف عمران ٹارگٹ ہو گا۔ سب کام تم نے کرنا ہے۔ ہم سامنے نہیں آئیں گے۔ ٹارگٹ ہر صورت میں ہٹ ہونا چاہئے۔ یقینی طور پر اور تم نے اسے کنفرم بھی کرنا ہے۔ صرف اطلاع دینے سے بات نہیں بنے گی۔..... رائٹ نے کہا۔

”کب پہنچ رہا ہے وہ۔..... لوسیائے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں پہنچ بھی گیا ہو یا چند روز بعد آئے۔ رائٹ نے کہا۔

”ان کی شناخت کیسے ہو گی۔..... لوسیائے پوچھا۔

”وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ظاہر ہے میک اپ میں ہوں گے البتہ یہ بتا دوں کہ یہ لیبارٹری لاپاز شہر کے شمال مشرق میں واقع طویل میدانی علاقے میں ہے۔ اصل محل وقوع کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے اور نہ ہی معلوم ہو سکتا ہے۔..... رائٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے۔ لوسیائے کہا۔

”کتنی رقم میں بات ہو گی۔..... رائٹ نے پوچھا۔

”پچاس لاکھ ڈالرز۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا معاوضہ کم نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی کے لئے تو یہ بہت بڑی رقم ہے۔..... رائٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ تم بھی اس عمران کی اہمیت سمجھتے ہو اور میں بھی۔ اگر ہم ٹارگٹ ہٹ نہ کر سکے تو عمران ہمارے سیکشن کو ختم بھی کر سکتا ہے اس لئے پچاس لاکھ ڈالرز زیادہ نہیں ہیں۔..... لوسیائے جواب دیا۔

”اوکے۔ اکاؤنٹ نمبر بتا دو تاکہ نقد رقم بھجوائی جاسکے۔ رائٹ نے کہا تو دوسری طرف سے اکاؤنٹ نمبر کی تفصیل بتادی گئی۔

”اوکے۔ پہنچ جائے گی رقم۔..... رائٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے صدر اسرائیل کا نمبر پریس کر دیا۔ پھر ملٹری سیکرٹری کے ذریعے اس کی بات صدر اسرائیل سے ہو گئی تو رائٹ نے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔ البتہ اس نے رقم اسی لاکھ ڈالرز بتائی۔

”عمران کے خاتمے کے لئے ہم پچاس کروڑ ڈالرز بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ لوگ ایسا کر بھی سکیں گے یا نہیں۔..... صدر نے کہا۔

”جتاب۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ سو فیصد نارگٹ کوہٹ کرنے میں مشہور ہیں“..... رائٹ نے جواب دیا۔
 ”اوکے۔ آپ کے سپیشل بینک میں رقم ٹرانسفر کر دی جائے گی۔ آپ انہیں ادا کر دیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ اسے سیکشن عمران کا خاتمہ کرنے میں بہر حال کامیاب ہو جائے گا اور اگر نہ بھی کر سکتا تب بھی ایک ماہ تک وہ اسے بہر حال اٹھائے رکھے گا اور اس دوران تحقیقاتی کام مکمل ہو جائے گا۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں روکی جس میں جولیا کا فلیٹ تھا اور کار سے اتر کر جب اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رہنے لگی کیونکہ پارکنگ میں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں کی کاریں موجود تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ تینوں بھی جولیا کے فلیٹ میں موجود تھے۔ عمران نے اپنے فلیٹ سے جولیا کو فون کر کے اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہہ دیا تھا کہ وہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو کال کر لے تاکہ وہ انہیں نئے کیس کے بارے میں بریف کر سکے اور اس کے بعد وہ یہاں آنے کے لئے روانہ ہو گیا تھا لیکن وہ براہ راست یہاں آنے کی بجائے جان بوجھ کر ایک ہوٹل میں چلا گیا اور وہاں اس نے اطمینان سے ایک گھنٹہ کافی پینے میں گزار دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ سب فلیٹ میں بیٹھے اس کا کچھ دیر انتظار کریں اس کے بعد وہ وہاں جائے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کال

ہیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“..... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”منکہ مسکی علی عمران ولد سر عبدالرحمن.....“ عمران نے اپنا خصوصی تعارف کرانا شروع کیا ہی تھا کہ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی فون کا رابطہ ختم ہو گیا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو صفدر دروازے پر موجود تھا۔

”ارے کمال ہے۔ کیا تمہارے گلے کی گراریاں تبدیل ہو گئی ہیں“..... عمران نے صفدر کو دیکھتے ہی چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گراریاں۔ کیا مطلب“..... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈور فون پر تو تمہاری آواز نسوانی تھی۔ مجھے تو یوں لگا جیسے کوئی انتہائی خوبصورت خاتون بول رہی ہے لیکن اب دروازہ کھلا تو تمہاری خراٹ شکل نظر آئی ہے“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ خراٹ شکل کیا ہوتی ہے عمران صاحب“..... صفدر نے دروازہ بند کر کے عمران کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”خراٹ کا مطلب ہے ٹاپ تجربہ کار اور خراٹ شکل اس آدمی کی ہوتی ہے جو چار پانچ بار رنڈوا ہو چکا ہو“..... عمران نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا جہاں کیپشن تشکیل اور تنویر موجود تھے جبکہ

جولیا شاید کچن میں تھی۔

”تو پھر میں کیسے خراٹ ہو گیا۔ میری تو ابھی ایک بھی شادی نہیں ہوئی“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”طویل عرصے تک اگر کسی کی شادی نہ ہو تو اس کی شکل بھی خراٹ ہو جاتی ہے۔ جیسے تنویر۔ تم نے دیکھا نہیں کہ یہ کس قدر خراٹ میرا مطلب ہے تجربہ کار چہرہ ہے کہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ سینکڑوں سالوں کا تجربہ اس کے چہرے کی ایک ایک سلوٹ میں دفن ہے“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تم سرے بارے میں فضول باتیں مت کیا کرو۔ تم نے کبھی اپنی شکل دیکھی ہے آئینے میں“..... تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”روز دیکھتا ہوں۔ انتہائی بھولا بھالا سا چہرہ نظر آتا ہے“۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔ اسی لمحے جولیا ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں کافی کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور خود اس پر بیٹھ گئی۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کیا مشن ہے“..... جولیا نے عمران کی طرف اشارے ہوئے کہا۔

”پہلے کافی پی لوں“..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور کافی کی پیالی اٹھالی۔

جو نیک ہمیں مشن کے دوران زچ کر دیتے ہو اس لئے میں نے یہ بات
کی تھی۔ اس سے میرا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ چیف تمہیں آئندہ
باز نہ کرے۔ جو لیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ بھی ہوا ہے بہر حال ہو گیا ہے اور یہ میرا آپ لوگوں کے
ساتھ آخری مشن ہے۔ اس کے بعد میں نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں
یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ میں خود ہی اس بارے میں فیصلہ کر لوں
..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ اس سے پہلے تو آپ کبھی اس قدر سنجیدہ نہیں
ہوئے۔ اس بار کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔“ صدر نے کہا۔
”ہاں۔ اب جبکہ میرے اپنے ساتھیوں نے مجھے قبول کرنے سے
انکار کر دیا ہے تو اب مجھے بہر حال سنجیدہ ہونا پڑے گا اور پھر تم جانتے
ہو کہ چیف اصول پسند ہے اور اس نے اصول کے تحت مجھے
دارتنگ دی ہے اس لئے اب یہ باب تو ہمیشہ کے لئے بند سمجھو۔“
عمران نے کہا۔

”میں خود چیف سے بات کر لیتی ہوں۔“ جو لیا نے کہا۔
”نہیں مس جو لیا۔ آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
عمران صاحب اس وقت غصے میں ہیں۔ آپ دیکھیں گی کہ جلد ہی یہ
سب کچھ بھول کر دوبارہ نارمل ہو جائیں گے۔“ صدر نے کہا۔

”نہیں۔ عمران جو بات کرتا ہے اس پر وہ عمل بھی کرتا ہے۔“
تنویر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ صدر اور کیپٹن شکیل بھی بے

”اس نے پہلے کبھی بتایا ہے جو اب بتائے گا۔“ تنویر نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب میں واقعی سب کچھ بتا دوں گا کیونکہ یہ میرا تم
لوگوں کے ساتھ آخری مشن ہے اس لئے میں تمہارے سابقہ گئے
شکوے دور کر دینا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے
ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جو لیا سمیت سب بے اختیار چونک
پڑے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ آخری مشن۔ یہ کیا بکواس ہے۔ ایسی منحوس
باتیں کیوں منہ سے نکالتے ہو۔“ جو لیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے
میں کہا۔

”تم نے چیف کو کہا ہے کہ عمران کو ساتھ بھیجنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ تم لوگ خود ہی یہ مشن مکمل کر سکتے ہو۔ چونکہ چیف
اصول پسند ہے اور وہ پہلے ہی مجھے مشن کو لیڈ کرنے کا کہہ چکا تھا اس
لئے اس نے تمہاری بات نہیں مانی اور مجھے اس نے فون کر کے کہہ
دیا کہ اب ممبرز میری شمولیت کو برداشت نہیں کرتے اس لئے ایک
تو میں اس مشن میں انتہائی سنجیدہ رہوں گا اور دوسری بات یہ کہ
اب میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے آخری مشن پر جاؤں گا۔
اس کے بعد مجھے کوئی مشن نہیں دیا جائے گا۔“ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”چھوڑو اسے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ چیف ایسا نہیں کر سکتا۔ تم

اس لئے وہ وہاں سے اس طرح نکل کر پاکیشیا پہنچ گئے جیسے سیاح ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔..... عمران نے کہا۔
 "اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ کیا اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے تباہ کرنا ہے؟..... جو یانے کہا۔
 "ہاں۔ یہی ہمارا مشن ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آصف کے پاکیشیا پہنچنے کی اطلاع لامحالہ اسرائیلی اور اکیمریمین حکام تک پہنچ چکی ہوگی اور وہ جانتے ہیں کہ اس لیبارٹری میں تیار ہونے والے ہتھیار کی تفصیل معلوم ہوتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کی تباہی کے لئے فوراً لاپاز پہنچے گی۔ ایسی صورت میں وہاں ہمارے مقابلے پر کون ہو سکتا ہے؟۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اسرائیلی ایجنٹ ہو سکتے ہیں اور اکیمریمین بھی۔..... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ حتمی طور پر معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں کیا پوزیشن ہے تاکہ ہم اس پوزیشن کو سامنے رکھ کر کام کریں؟۔ صفدر نے کہا۔

"تم پوزیشن کو چھوڑو اور وہاں چلو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اگر ہم یہاں بیٹھے پوزیشنیں چیک کرتے رہے تو لیبارٹری میں کام مکمل ہو جائے گا اور پھر پاکیشیا کے پندرہ کروڑ عوام پیاس سے ہی مر

اختیار مسکرا دیئے۔

"تم خاموش رہو۔..... جو یانے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
 "عمران صاحب۔ آپ مشن کے بارے میں تفصیل بتا رہے تھے۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر آصف کے اغوا اور پھر اس کی واپسی تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"ڈاکٹر آصف کے مطابق یہ لیبارٹری لاپاز کے شمال مشرقی میدانی علاقے میں زیر زمین خفیہ انداز میں موجود ہے اور اس میں ایسا ہتھیار تیار ہو رہا ہے جو پاکیشیا اور تمام مسلم ممالک کی زمین کی تہوں میں موجود تیل اور پانی سب کچھ غائب کر دے گا۔ اس کے بعد تم خود سمجھ سکتے ہو کہ مسلم ممالک کا کیا حشر ہو گا۔..... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"کیا ڈاکٹر آصف نے وہ سائنسی رکاوٹ دور کر دی ہے جس کی وجہ سے انہیں اغوا کر کے لے جایا گیا تھا؟..... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ ان کے ذہن سے تمام معلومات مشین کے ذریعے پہلے ہی حاصل کر لی گئی تھیں۔ اس کے بعد وہ مجبور تھے کہ ان کی مرضی کے مطابق کام کریں۔ ویسے بھی انہیں واپسی کے بارے میں کوئی توقع نہ تھی لیکن قدرت نے چونکہ یہ اطلاع ہم تک پہنچانی تھی

تم لوگ خواہ مخواہ چلی ہو رہے ہو۔ یہاں بیٹھے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں فوری لاپاز پہنچنا ہو گا۔ پھر وہاں جا کر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم سب تیاری کرو کل ہم نے یہاں سے روانہ ہو جانا ہے۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے یہ سب کچھ صرف انہیں متنگ کرنے کے لئے کہا ہے ورنہ وہ مشن پر کام کرنے کے لئے ذمہ داری پر پوری طرح آمادہ ہے۔

نہیں۔ عمران ایسا نہیں کر سکتا۔ کیوں عمران..... جولیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ بالکل نہیں کر سکتا۔ میں کیسے کر سکتا ہوں۔ البتہ یہ بات فائنل ہے کہ یہ میرا تمہارے ساتھ آخری مشن ہے..... عمران نے کہا تو جولیا نے یقیناً ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن صفدر نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

کیا مطلب۔ ہاتھ ہٹاؤ..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مس جولیا۔ آپ خواہ مخواہ جذباتی ہو رہی ہیں۔ آپ نے اگر چیف کو فون کر دیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ چیف ٹیم ہی بدل دے لیکن عمران صاحب کو وہ مشن سے نہیں ہٹا سکتے کیونکہ یہ مشن جس انداز کا ہے اسے عمران صاحب ہی ڈیل کر سکتے ہیں..... صفدر نے کہا۔ لیکن اس کا تو دماغ ہی آسمان پر ہے۔ میں واقعی چیف سے کہتی ہوں کہ یا تو وہ عمران کو روک دے یا پھر ٹیم بدل دے۔ میں اس ماحول میں کام نہیں کر سکتی..... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ البتہ اس نے رسیور واپس رکھ دیا تھا۔

عمران صاحب۔ اب اگر آپ کی انا کو تسکین مل گئی ہو تو پلیز آپ پاکیشیا اور مسلم ممالک کے کروڑوں اربوں مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں سوچیں..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

لجے میں کہا۔

"آپ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ علی عمران کو تو جانتے ہوں گے....." لوسیہ نے کہا تو وہ چاروں خاموش بیٹھے افراد بے اختیار اچھل پڑے۔ ان سب کے چہروں پر زلزلے کے سے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہے۔ لیکن ہمارا دائرہ کار تو اکیمریمیا تک محدود ہے۔" دوسرے نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ لاپاز پہنچنے والا ہے یا پہنچ چکا ہے اور یہ مشن صرف عمران کے خلاف ہے۔ ہم نے اس عمران کا خاتمہ کرنا ہے اور یہ بھی سن لو کہ یہ مشن اسرائیلی حکومت کا ہے۔" لوسیہ نے کہا۔

"یہ واقعی انتہائی اہم مشن ہے۔ عمران دنیا کا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے....." اس بار اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔ "ہم نے ٹارگٹ ہٹ کرنا ہے۔ تم میں سے کس کا نیٹ ورک لاپاز میں موجود ہے....." لوسیہ نے کہا۔

"میرا ہے میڈم....." خاموش بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا۔ "تو پھر یہ مشن تم نے مکمل کرنا ہے۔ کیا تم اس کے لئے تیار ہو ڈیا گی....." لوسیہ نے کہا۔

"یس میڈم۔ یہ میرے لئے خوش خبری ہے میڈم....." ڈیا گی

ہال نما کمرے میں ایک بڑی سی میز کے گرد چار افراد موجود تھے جن میں سے تین مرد تھے اور ایک نوجوان لڑکی تھی۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک دوسرے سے قطعی اجنبی ہوں۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے شوخ رنگ کے کپڑے کا اور جدید تراش کا سکرٹ پہن رکھا تھا اندر داخل ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ایک سائیڈ پر موجود اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"اے سیکشن کو ایک انتہائی اہم مشن ملا ہے اور یہ میسنگ اس مشن کے سلسلے میں کال کی گئی ہے۔" سب سے آخر میں آنے والی لڑکی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ہمارے لئے ہر مشن اہم ہوتا ہے مادام لوسیہ۔ آپ فرمائیں کیا مشن ہے....." ایک ادھیڑ عمر خشنک چہرے والے آدمی نے خشنک

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میٹنگ برخواست۔ ڈیاگی تم میرے ساتھ آؤ۔“ لوسیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میڈم۔ کیا ڈیاگی کے ساتھ آپ بھی اس مشن میں شامل رہیں گی۔۔۔۔۔ ایک نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔۔۔۔۔ لوسیا نے چونک کر کہا۔

”پھر ٹھیک ہے ورنہ یہ عمران اکیلی ڈیاگی کے بس کا روگ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس نوجوان نے کہا۔

یہ تمہاری بھول ہے سڑیگ۔ میں عمران کو ایسا ناچ نچاؤں گی کہ دنیا اس کا تماشہ دیکھے گی۔ میں ایکریمین سرکاری مہجنسی میں رہتے ہوئے پہلے بھی ایک مشن میں اس سے ٹکرا چکی ہوں اور وہ مشن چونکہ ایسا تھا کہ میں کھل کر سامنے نہ آ سکتی تھی اس لئے میں نے اس کے خلاف فائنل ایکشن نہیں لیا تھا ورنہ وہ اس وقت ہی میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہوتا۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ سڑیگ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ باقی ساتھیوں سمیت دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ ڈیاگی اور لوسیا ایک دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ چند لمحوں بعد وہ ایک آفس کے انداز میں کچے ہوئے کمرے میں موجود تھیں

”ڈیاگی۔ سڑیگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ عمران کے خلاف مشن کو ہم نے آسان نہیں لینا۔ یہ شخص ہزار آنکھیں رکھنے والا عفریت ہے۔

ہمارے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اسے ہمارے بارے میں ہم تک نہ ہو گا کہ ہم اس کے خلاف کام کر رہے ہیں اس لئے وہ مار کھا جائے گا لیکن اگر اسے معمولی سا بھی شک پڑ گیا تو پھر وہ ٹیڑھی کھیر ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ لوسیا نے ڈیاگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

میڈم۔ آپ اسے مجھ پر چھوڑ دیں۔ لاپاز میں میرا نیٹ ورک اس قدر منظم اور مضبوط ہے کہ عمران کو ایک لمحے میں ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ صرف اس کی شناخت ہونے کی دیر ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام بھی آسانی سے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے کہا۔

”کیسی اجازت۔۔۔۔۔ لوسیا نے چونک کر پوچھا۔

”میں لاپاز پر ایکسن ریز سیٹلائٹ کے ذریعے پھیلا دیتی ہوں۔ اس طرح پورے لاپاز میں اگر کوئی آدمی مسک اپ میں ہو گا تو مارک ہو جائے گا اور اس کا اصل چہرہ بھی سکریں پر آ جائے گا۔ اس طرح عمران کو آسانی سے شناخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اس کی موت سیکنڈوں کی بات رہ جائے گی۔“ ڈیاگی نے کہا۔

لیکن تم کب تک یہ ریز پورے لاپاز پر پھیلائے رکھو گی۔۔۔۔۔ نجانے یہ عمران کب آتا ہے۔ ایک روز میں یا پھر ایک ہفتے بعد۔۔۔۔۔ لوسیا نے کہا۔

”اوہ۔ واقعی۔ پھر دوسری صورت میں صرف چیکنگ ہی کی جاسکتی ہے۔“ ڈیاگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم لاپاز میں داخل ہونے والے تمام راستوں کی پکٹنگ کرا دو

اور پھر جس پر تمہیں شک ہو اسے اغوا کر کے اس کی چیکنگ کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ عمران اکیلا نہ آئے بلکہ اس کے ساتھ پورا گروپ ہو اس لئے تم نے اکیلے آدمی کو بھی چیک کرنا ہے اور گروپ کو بھی..... لوسیائے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی کیا جائے گا۔ ویسے ہمیں اس طرح تو بڑی مشکل پیش آئے گی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ساحل سمندر کی طرف سے اور ایئر پورٹ پر ہم فوری طور پر چیکنگ کیمرے نصب کرا دیں۔ اس طرح آسانی ہو جائے گی“..... ڈیاگی نے کہا۔

لیکن اگر وہ لاپاز میں سڑک کے رستے داخل ہوئے تو..... لوسیائے نے کہا۔

”تو وہاں بھی یہی انتظام ہو سکتا ہے“..... ڈیاگی نے کہا۔

”اوکے۔ یہ ٹھیک ہے لیکن اب میری بات سن لو کہ تم نے عمران کو ٹریس کرتے ہی اس پر حملہ نہیں کر دینا۔ تم نے مجھے فوری طور پر اطلاع دینی ہے۔ اس کے بعد اس عمران کو ہلاک کرنے کا منظم پلان بنایا جائے گا“..... لوسیائے نے کہا۔

”کیا آپ ہیڈ کوارٹر میں رہیں گی“..... ڈیاگی نے کہا۔

”ہاں“..... لوسیائے نے کہا۔

”اوکے میڈم۔ آپ کو فوری اطلاع کر دی جائے گی“..... ڈیاگی نے کہا تو لوسیائے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے اٹھتے ہی ڈیاگی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

لاپاز سے ملحق بڑے شہر لیما میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ سب اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس جو کاغذات تھے ان کی رو سے وہ ایکریمین کی ریاست الباما کے رہائشی تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت طویل ہوائی سفر کرنے کے بعد آج صبح لیما پہنچا تھا اور پھر وہ اس ہوٹل میں کمرے لے کر یہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کو یہاں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور پھر اس کی واپسی اب سے آدھا گھنٹہ پہلے ہوئی تھی۔ اس دوران اس کے سارے ساتھی اپنے کمروں میں طویل سفر سے ہونے والی تھکاوٹ دور کرتے رہے تھے۔ البتہ عمران کی آمد کے بعد انہوں نے ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں مل کر کھانا کھایا اور پھر وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔“ صفر نے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ کہیں منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پورے نہ ہو جائیں۔“ عمران نے کہا تو جو یہاں سمیت سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کون سے الفاظ۔“ جو یانے چونک کر کہا۔

”وہی آخری مشن والے کیونکہ یہاں پہنچ کر جو حالات سامنے آئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کے سب ساتھیوں کے چہروں پر سنسنی سی پچھیتی چلی گئی کیونکہ عمران کو انہوں نے کنٹینر سے کنٹینر حالات میں بھی اس طرح سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔

”کیسے حالات۔ ہمیں بتاؤ۔“ جو یانے کہا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسرائیل نے صرف مجھے ہلاک کرنے کا ٹارگٹ کسی کو دیا ہے اور اب لاپاز میں میری ہلاکت کے لئے خاص انتظام کیا جا چکا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ یہیں رک جائیں۔ ہم جا کر مشن مکمل کر لیتے ہیں۔“ صفر نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں موت سے ڈر کر چھپ کر بیٹھ جاؤں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے تفصیل بتاؤ کہ کیا ہوا ہے اور کیسے حالات ہیں۔“ جو یانے نے جیت کھانے والے لہجے میں کہا۔

”بگ ڈانچ نام کی کوئی خفیہ تنظیم ہے جس کا اے سیکشن انتہائی سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ہے اور اس اے سیکشن کو میری موت کا باقاعدہ ٹارگٹ دیا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کیسے معلوم ہوئی ہے یہ بات۔“ جو یانے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ناراک میں اسرائیلی ایجنسی کی ایک خفیہ تنظیم کام کرتی ہے جس کا نام بلیک سٹریپ ہے۔ اس کا انچارج رائٹ نامی آدمی ہے۔ جو کہ یہ لیبارٹری اسرائیلی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ رائٹ کو اس بارے میں تفصیلات کا علم ہو گا۔ چنانچہ میں نے یہاں پہنچ کر ناراک کی ایک ایسی ایجنسی کو کال کیا جو رائٹ کے بارے میں تفصیلات اور معلومات مہیا کر سکتی تھی۔ اس نے ابتدائی طور پر جو معلومات مہیا کیں وہ میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دی ہیں۔ اب وہ فائنل معلومات اکٹھی کر رہے ہیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور اٹھا کر بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" رالف بول رہا ہوں ناراک سے "..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے "..... عمران نے کہا۔

" مسٹر مائیکل۔ لاپاز میں اے سیکشن کی ڈیباگی آپ کے خلاف کام کر رہی ہے اور پورے لاپاز میں آپ کی تلاش کی جا رہی ہے۔ داخلے کے ہر مقام پر ایس تھری کیمرے نصب کر دیئے گئے ہیں۔ " دوسری طرف سے کہا گیا۔

" لیبارٹری کے بارے میں کیا رپورٹ ہے "..... عمران نے کہا۔

" لیبارٹری کے بارے میں نہ ہی رائٹ کو علم ہے اور ہی بگ ڈاج کے اے سیکشن کو۔ صرف اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ یہ لیبارٹری لاپاز کے شمال مشرقی علاقے میں ہے۔ اس سے زیادہ باوجود کوشش کے معلوم نہیں ہو سکا "..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" یہ ڈیباگی خود کہاں ہے "..... عمران نے کہا۔

" لاپاز کی سن شائن کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک میں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے "..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ "..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تم یہیں رکو۔ ہم جا کر اس ڈیباگی کا دماغ ٹھکانے لگاتے ہیں۔ پھر تم آجانا "..... جولیانے کہا۔

" ایس تھری کیمرے میک اپ چیک کرتے ہیں اور تم سب میک اپ میں ہو اور یہ لوگ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ عام مجرم نہیں ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہیں بھی اس لیبارٹری کے بارے میں علم نہیں ہے جبکہ ہمارا ٹارگٹ لیبارٹری ہے اور ہمارے پاس وقت بھی بے حد کم ہے۔ اگر ہم ان لوگوں کے ساتھ لڑ گئے تو وہ مسلم ڈیپہ نامی ہتھیار تیار ہو جائے گا اور اس کے بعد جو ہو گا اس کا علم تمہیں بھی ہے اور مجھے بھی اس لئے ہم نے ساری توجہ اس لیبارٹری کی طرف رکھنی ہے "..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن عمران صاحب۔ لیبارٹری بہر حال لاپاز میں ہے لیکن جب تک ان لوگوں کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہم لیبارٹری پر بھی اطمینان سے کام نہیں کر سکیں گے "..... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ میں تنویر اور کپٹن شکیل اس ڈیباگی کا خاتمہ کر دیں جبکہ عمران، صفدر کے ساتھ مل کر لیبارٹری کے خلاف کام کرے "..... جولیانے کہا۔

" یس مس جولیا۔ یہ سب سے بہتر تجویز ہے "..... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔

" اس مشن کا انچارج تنویر کو بنانا چاہئے "..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ مس جولیا لیڈر رہیں گی۔ ان کی موجودگی میں، میں لیڈر

والی فلائٹس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ لاپاز کے لئے چھوٹے جہاز ہر دو گھنٹے بعد جاتے رہتے ہیں اور انہیں آسانی سے سیٹیں مل سکتی ہیں تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

”تم نے وہاں پہنچ کر ڈیالگی کو اس انداز میں کور کرنا ہے کہ اس کا سارا نیٹ ورک سامنے آجائے ورنہ صرف ایک عورت کے خاتمے سے معاملہ ختم نہیں ہوگا“..... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ تم بے فکر رہو“..... جولیا نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے جولیا کی بات سن کر بے حد اطمینان ہو گیا ہو۔

کیسے بن سکتا ہوں۔ ہاں البتہ تم مجھے اکیلا اس مشن پر بھیج دو اور باقی تم سب اکٹھے دوسرے مشن پر کام کرو تو پھر دیکھو میں ان مہجنٹوں کا کیا حشر کرتا ہوں“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ فضول باتیں بند کرو۔ ہمارے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ عمران تم ایس تھری کیروں سے بچنے کے لئے کیا کرو گے“..... جولیا نے کہا۔

”سہیہ ملا میک اپ ایس تھری کیمرے چمک نہیں کر سکتے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوکے۔ پھر ہمیں فوری روانہ ہو جانا چاہئے۔ تم ہمارا بھی میک اپ کر دو“..... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر میز پر موجود کاغذ اٹھا کر اس نے اس پر لسٹ بنانا شروع کر دی۔

”صفدر۔ یہ کاغذ لو اور کسی بھی بڑے ڈیپارٹمنٹل سنٹر سے یہ سامان لے آؤ اور کیپٹن شکیل تم تنویر کے ساتھ جا کر مارکیٹ سے ضروری اسلحہ لے آؤ۔ وہاں لاپاز میں شاید اسلحہ خریدنے کا وقت ہی نہ ملے“..... عمران نے کہا تو سب سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو عمران نے رسیور اٹھا کر انکو اٹری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”یس۔ انکو اٹری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ایئرپورٹ کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور پھر عمران نے ایئرپورٹ کی انکو اٹری سے لاپاز جانے

”میڈم لوسیا کا خیال تھا کہ عمران کبھی براہ راست لاپاز نہیں آئے گا کیونکہ اس کی فطرت ہے کہ وہ نارگٹ پر پہنچنے سے پہلے اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرتا ہے اس لئے میڈم لوسیا نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں یہاں پوری طرح ہوشیار رہوں اور میں نے یہاں تقریباً ہر ہوٹل میں نیٹ ورک قائم کر دیا تھا اور پھر یہاں کے ہوٹل سٹائلش سے اطلاع ملی کہ یہاں ایسا گروپ پہنچا ہے جس پر ان لوگوں کا شک کیا جاسکتا ہے۔ میں نے ان کے کمروں میں خصوصی انتظامات کر دیئے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کمرے میں ایک فون کال آئی اور اس کا ٹیپ بھی میرے پاس پہنچ گیا اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیل بھی مجھے مل گئی ہے اور یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ وہی گروپ ہے۔“ رابرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تفصیل ہے؟“ ڈیاگی نے کہا۔

”میں پوائنٹس بتا دیتا ہوں۔ اس فون کال میں جو ناراک سے ن گئی ہے انہیں بتایا گیا ہے کہ آپ ایس تھری کیمرے سمیت وہاں پکٹنگ کئے ہوئے ہیں اور آپ کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی گئی ہے اور عمران نے اپنے ساتھیوں کے دو گروپ بنائے ہیں۔ ایک گروپ اس عمران اور اس کے ایک ساتھی کا ہے جس کا نام صفدر لیا گیا ہے۔ یہ دونوں لاپاز پہنچ کر لیبارٹری کو ٹریس کریں گے جبکہ ایک عورت جس کا نام جولیا لیا گیا ہے اس کے دو

ڈیاگی اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں موجود تھی کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیاگی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں۔ ڈیاگی بول رہی ہوں۔“ ڈیاگی نے کہا۔

”لیما سے رابرٹ بول رہا ہوں میڈم۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ڈیاگی بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ تم۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے؟“ ڈیاگی نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کا مطلوبہ گروپ یہاں موجود ہے میڈم۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک عورت اور تین مرد۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیما میں۔ کیسے معلوم ہوا؟“ ڈیاگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے اس بارے میں تفصیلی اطلاع دو گے تاکہ میں ان کا مناسب بندوبست کر سکوں۔" ڈیاگی نے کہا۔

"مادام۔ ایک درخواست ہے۔ دوسری طرف سے رابرٹ نے کہا تو ڈیاگی چونک پڑی۔

"کیسی درخواست۔ کھل کر بات کرو۔" ڈیاگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں نے بلیک ہجمنس میں بطور تھرڈ ایجنٹ کام کیا ہے۔ میں پاکیشیائی ہجمنٹوں کی کارکردگی کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ لوگ حد درجہ تیز، شاطر اور فعال ہیں اور آج تک ان کے بچ نکلنے کی اصل وجہ بھی یہی ہوتی ہے کہ انہیں بے ہوش کر کے باندھ کر ہوش میں لایا جاتا ہے اور یہ لوگ ناممکن سچوئیشن کو بھی ممکن بنا لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سارا سین ہی تبدیل ہو جاتا ہے اس لئے مری درخواست ہے کہ آپ انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دیں اور گولیوں سے آزاد دیں۔ تب تو ان کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔" رابرٹ نے کہا۔

یہ کام تو تم لیما میں خود بھی کر سکتے ہو۔" ڈیاگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

میں نے میڈم لوسیا سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے ان کے خاتمے کی اجازت دے دیں لیکن انہوں نے کہا کہ چونکہ مشن آپ کو

ساتھی جن کے نام تنویر اور کیپٹن شکیل ہیں، کے ساتھ آپ کے خلاف کام کریں گے اور کیمروں سے بچنے کے لئے وہ سیہ ملا میک اپ کرنے والے ہیں۔ اس طرح بقول عمران کے ایس تھری کیمرے میک اپ چیک نہیں کر سکیں گے۔ رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ڈیاگی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ سیہ ملا میک اپ۔ اوہ۔ یہ لوگ تو واقعی بے حد خطرناک ہیں۔ لیکن انہیں یہ سب معلومات کس نے مہیا کی ہیں۔" ڈیاگی نے کہا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے میڈم کہ عمران کو ناراک سے کال آئی تھی۔ کوئی معلومات فروخت کرنے والی ہجمنس ہے۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"تم نے اس کال کا سرگز معلوم کیا ہے۔" ڈیاگی نے کہا۔

"نہیں میڈم۔ شہر سے باہر کی کالوں کو اس انداز میں چیک کئے جانے کا ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"یہ لوگ اب کب اور کس میک اپ میں وہاں سے روانہ ہوں گے۔" ڈیاگی نے پوچھا۔

"ابھی وہ لوگ ہوٹل میں ہی ہیں۔ جب یہ باہر نکلیں گے تو ہم ان کے نئے میک اپ چیک کریں گے اور پھر ایئر پورٹ پر ہی بتایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ کس فلائٹ سے لاپاز پہنچ رہے ہیں۔" رابرٹ

”یس میڈم“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکھت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”ایئرپورٹ پر تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں“۔ ڈیاگی نے کہا۔
”چار ہیں میڈم۔ جن میں سے دو ایس تھری کیمروں کو آپریٹ کر رہے ہیں جبکہ دو ان کی حفاظت کے لئے موجود ہیں“۔ انتھونی نے کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھی ایسے میک اپ میں لیما سے باقی ایر لاپاز پہنچ رہے ہیں جنہیں ایس تھری کیمرے چیک ہی نہ کر سکیں گے“۔ ڈیاگی نے کہا۔

”اوہ میڈم۔ پھر“..... انتھونی نے چونک کر کہا۔

”لیما میں اے سیکشن کا ایجنٹ موجود ہے۔ اس نے انہیں مارک کر لیا ہے اور وہ ہمیں ان کے نئے میک اپ کی تفصیل بھی بتائے گا اور جس فلائٹ سے وہ آئیں گے اس کے بارے میں بھی تفصیل بتائے گا اور میں چاہتی ہوں کہ ان کا خاتمہ وہیں ایرپورٹ سے باہر نکلتے ہی ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ اس وقت پوری طرح مطمئن ہوں گے۔ تم اپنے پورے گروپ کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ اور وہاں اس انداز میں پکٹنگ کر لو کہ ان میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جاسکے اور اگر اس کے ساتھ چند دوسرے لوگ بھی فائرنگ کی زد میں آجائیں تو پرواہ مت کرنا۔ ہمیں ہر صورت میں ان کا خاتمہ کرنا ہے“۔ ڈیاگی نے کہا۔

دیا جا چکا ہے اس لئے اب یہ اصول کے خلاف ہے کہ میں ایسا کروں۔“۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو۔ تمہاری درخواست پر پورا پورا عمل ہوگا“۔ ڈیاگی نے کہا۔

”تھینک یو میڈم۔ پھر یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی“۔ رابرٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے تفصیلی معلومات دینی ہیں۔ میں تمہاری طرف سے اطلاعات کی منتظر ہوں گی اور ایک بات میں بھی تمہیں بتا دوں کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بھی ہوشیار رہنا ہے۔ اگر ان لوگوں کو معمولی سا شک بھی ہو گیا تو یہ پھر غائب ہو جائیں گے“۔ ڈیاگی نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں میڈم۔ اسی لئے اس تمام چیکنگ کے لئے راکسی میڈاس استعمال کی جا رہی ہے“۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ بہر حال میں تمہاری کال کی منتظر رہوں گی“۔ ڈیاگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انتھونی بول رہا ہوں“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈیاگی بول رہی ہوں انتھونی“۔ ڈیاگی نے کہا۔

یس میڈم۔ اگر ایسی اطلاعات مل جائیں تو پھر ان کی موت سو فیصد یقینی ہو جائے گی۔ انتھونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
تم زیرو تھری ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا۔ میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں پوری تفصیل بتا دوں گی۔ ڈیاگی نے کہا۔
یس میڈم۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیاگی نے رسیور رکھا اور ساتھ پڑے ہوئے انٹر کام کارسیور اٹھا کر اس نے تین بٹن یکے بعد دیگرے پر پریس کر دیئے۔

ریمینڈ بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ریمینڈ۔ گروپ ہاؤس پر پاکیشیائی ہجمنٹوں کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ تم فوری طور پر ریڈ الرٹ ہو جاؤ۔ اول تو وہ لوگ ایرپورٹ پر ہی ختم ہو جائیں گے اور اگر بنفرض محال ایسا نہ ہو سکا تب ان کا خاتمہ یہاں ہر صورت میں ہونا چاہئے۔ ڈیاگی نے کہا۔

اوکے میڈم۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیاگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ چیف میڈم لوسیا لویہ ساری رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل گیا۔ وہ چاہتی تھی کہ کام مکمل ہو جانے کے بعد ہی رپورٹ دے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت لیما کے ایرپورٹ پر موجود تھا۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں پہنچے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے سبھی ملازمین کو دیکھا اور چونکہ یہ اندرونی پرواز تھی اس لئے یہاں کاغذات چیک نہ کئے جاتے تھے اس لئے انہیں آسانی سے آئندہ فلائٹ میں سیشن مل گئی تھیں لیکن فلائٹ کی روانگی میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا اس لئے وہ سب ریسٹوران میں آکر بیٹھ گئے۔ انہوں نے یہاں سے اکٹھے ہی لاپاز جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ البتہ ایرپورٹ پر وہ پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت علیحدہ ہونے کا پروگرام بنائے ہوئے تھے۔ چونکہ انہوں نے سبھی ملازمین کو دیکھا تھا اس لئے سب پوری طرح مطمئن تھے کہ لاپاز ایرپورٹ پر موجود میک اپ چیک کرنے والے کیرے انہیں چیک نہ کر سکیں گے اور وہ اطمینان سے لاپاز میں داخل ہو جائیں گے۔

مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم دونوں کیوں اس قدر پراسرار بن رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ ہمیں بھی تو بتاؤ۔"..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ ہم نے گروپنگ کے سلسلے میں لاپاز جا کر علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا تھا جبکہ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہیں سے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ تم اپنے گروپ سمیت اس فلائٹ پر چلی جاؤ۔ ہم دونوں اگلی فلائٹ میں آجائیں گے۔ آؤ صفدر..... عمران نے جولیا کو جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مس جولیا۔ آپ یہیں رہیں۔ میں آ رہا ہوں....." صفدر نے کہا اور وہ بھی عمران کے پیچھے تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"بڑا خوبصورت منظر ہے۔ ہم خواہ مخواہ وہاں بند جگہ پر بیٹھے رہے....." عمران نے برآمدے سے باہر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب۔ آئیے یہاں واقعی تازہ ہوا تو دستیاب ہے....." صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے دیکھا وہ سامنے کس قدر خوبصورت عمارت ہے۔ رنگین پلرز واقعی خوبصورت دکھائی دے رہے ہیں۔"

ریستوران میں انہوں نے کافی شگوالی سی اور وہ سب کافی پینے میں مصروف تھے کہ اچانک صفدر چونک پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ عمران سمیت باقی ساتھی بھی چونک پڑے تھے۔

"کیا ہوا....." عمران نے صفدر سے کہا۔ وہ سب ریستوران کی ایک بڑی سی شیشے کی کھڑکی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جبکہ صفدر جس کرسی پر موجود تھا اس کا رخ کھڑکی کی طرف تھا جبکہ باقی ساتھی سائیڈوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کھڑکی پر رنگین پردے لہرا رہے تھے۔

"میں واش روم ہو کر ابھی آتا ہوں....." صفدر نے کہا اور کرسی کھسکا کر اٹھا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ریستوران کے ایک کونے میں موجود واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ باتوں میں مصروف ہو گئے۔ صفدر تقریباً آدھے گھنٹے بعد واپس آیا اور اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی ایک کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چونک کر کاغذ کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ پھر اس نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"کیا ہوا ہے....." جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ آؤ کچھ دیر باہر ٹہلتے ہیں....." عمران نے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو بلا کر بل کی پیمنٹ کی اور پھر وہ سب اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے ریستوران سے باہر آ گئے۔

"باہر خاصا خوبصورت لان ہے عمران صاحب....." صفدر نے

”کیا نام ہے تمہارا۔ بولو۔“ عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے کہا۔

”لوگ۔ لوگر۔“ اس آدمی کے منہ سے رک رک کر نکلا۔
”کس گروپ سے تعلق ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ۔“ عمران نے تھوڑا سا پیر کو موڑتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ گروپ سے۔ اے سیکشن۔ بگ ڈاج۔“ لوگر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا اور پھر تھوڑی سی محنت سے وہ اس لوگر سے سب کچھ اگوانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو پوری طرح موڑ دیا اور لوگر کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

”صفدر۔ جا کر ساتھیوں کو بلا لاؤ۔ اگر تم چیک نہ کر لیتے تو ہم بچے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی گود میں جا گرتے۔ جاؤ لے آؤ انہیں جلدی کرو۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایرپورٹ کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے اس آدمی کے گلے میں موجود کیرہ نما مشین اتاری اور دوسرے لمحے اس نے سموں سے پکڑ کر اسے پوری قوت سے فرش پر دے مارا تو مشین چھناکے سے ٹوٹ گئی اور اس کے پرزے ہر طرف بکھر گئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر ساتھیوں سمیت واپس وہاں پہنچ گیا۔ اس نے شاید راستے میں انہیں سب کچھ بتا دیا تھا اس لئے ان سب کے چہرے سستے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”اوہ۔ تم اس لئے بات نہ کر رہے تھے۔ ویسے صفدر نے کمال

صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی جدید طرز تعمیر ہے۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سامنے لان کے عقب میں ایک سفید رنگ کی خوبصورت چھوٹی سی عمارت تھی جس کے سامنے چار رنگین پلرز تھے جو واقعی بے حد خوبصورت نظر آ رہے تھے۔ عمران نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رہنے لگی کیونکہ یہ رنگین پلرز واقعی اس کھڑکی کے بالکل سامنے تھے جس کے ساتھ وہ ریسٹوران میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر چلتے پھرتے کھیت بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے رنگین پلر کے پیچھے سے لسی آدمی کی ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ عمران بھی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پلر کے پیچھے پہنچ گیا۔ وہاں ایک آدمی صفدر کے بازوؤں میں جکڑا ہوا پھڑک رہا تھا۔ اس کے گلے میں ایک چھوٹا سا کیرہ نما سموں کے ساتھ لٹک رہا تھا۔

”اسے ادھر گھسیٹ لاؤ۔ ادھر اوٹ میں۔“ عمران نے ایک اوٹ دیکھی اور تیزی سے ادھر مڑ گیا۔ صفدر اسے گھسیٹتا ہوا اوٹ میں لے گیا اور پھر اس نے یکھت اسے نیچے دھکیل دیا۔ وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اس آدمی کا جسم ایک دھماکے سے واپس گرا اور پھر اس کے منہ سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ اتہامی حد تک مسخ ہو گیا تھا۔

کیا کہ اس چیکنگ کو مارک کر لیا۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

"میں نے واش روم کی کھڑکی سے جا کر مکمل جائزہ لیا اور پھر مجھے معلوم ہو گیا کہ کہاں سے یہ چیکنگ کی جا رہی ہے اور کس ذریعے سے۔ ہماری آوازیں بھی نہ صرف اس لوگر تک پہنچ رہی تھیں بلکہ ریکارڈ بھی ہو رہی تھیں"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"راکسی میڈاس کا استعمال بتا رہا ہے کہ اے سیکشن انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتا ہے اور اب ہمیں فوری طور پر میک اپ بھی تبدیل کرنا ہو گا اور پھر کسی اور راستے سے لاپاز میں داخل ہونا ہو گا"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب اس فلائٹ سے ہم وہاں نہیں پہنچیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم کسی اور راستے سے آرہے ہیں اور یہاں بھی لازماً یہ لوگر اکیلا نہیں ہو گا۔ ایرپورٹ پر اس رابرٹ کے آدمی موجود ہوں گے اس لئے اب سب سے پہلے ہم نے اس رابرٹ کو گھیرنا ہے۔ لوگر نے مجھے بتایا ہے کہ رابرٹ یہاں سربریز کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے اس لئے ماسک میک اپ کرو اب ہم یہاں سے سیدھے سربریز کلب پہنچیں گے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

رابرٹ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے لوگر نے اسے رپورٹ دی تھی کہ ان سب نے ایک ہی فلائٹ سے ٹکٹیں بک کر لیں ہیں اور اس نے ان سب کے حلیئے بھی اسے تفصیل سے بتا دیئے تھے اس لئے رابرٹ نے یہ ساری تفصیل ڈیاگی تک پہنچا دی تھی اور اب اسے لوگر کی واپسی کا انتظار تھا۔

کاش۔۔۔۔۔ مادام لوسیا مجھے اس آپریشن کی اجازت دے دیتیں تو اہل آجاتا۔۔۔۔۔ رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد بوتل کو منہ سے لگا کر شراب کا گھونٹ لے لیتا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

یس۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

لوسیا بول رہی ہوں ناراک سے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اے

سیکشن کی انچارج مادام لوسیا کی آواز سنائی دی تو رابرٹ بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"یس میڈم۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں۔" رابرٹ نے یقینت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں؟" دوسری طرف سے کہا گیا تو رابرٹ نے اسے تفصیل سے ساری بات بتادی۔ ڈیباگی کو اطلاع دے دی ہے تم نے لوسیا نے پوچھا۔

"یس مادام۔ میں نے انہیں ان لوگوں کے سیلوں کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ لباسوں کی تفصیل بھی بتادی ہے اور فلاح کا وقت بھی۔" رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے اور تمہیں ان کا انعام ملے گا۔" لوسیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ آپ مجھے اجازت دے دیتیں تو میں لیما لو ان کا مدفن بنا دیتا۔ یہ سب بالکل غافل رہے ہیں یہاں۔" رابرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ اصول کے خلاف کام نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس مشن کی تکمیل میں تمہارا ہاتھ زیادہ ہے اس لئے تمہیں اس کا خصوصی انعام ملے گا۔" مادام لوسیا نے کہا۔

"تھینک یو مادام۔" رابرٹ نے کہا۔
"اوکے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رابرٹ نے رسیور رکھ دیا۔

یہ لو کر ابھی تک واپس نہیں آیا۔ رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی ادھ کھلی دراز میں موجود پشیل ٹرائسمیڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور رابرٹ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔ دروازے سے ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور سیاہ چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کے سر کے بال سنہری تھے جو بوائے کٹ کے انداز میں تراشے گئے تھے۔

"او۔ آوریگی۔ بڑے وقت پر آئی ہو۔" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وقت پر۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر طمینان سے بیٹھ گئی۔

"ہاں۔ ابھی میں ایک اہم مشن سے فارغ ہوا ہوں اور میڈم لوسیا کی کال آئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مجھے خصوصی انعام دیا جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے کسی بڑے شہر میں تعینات کیا جائے گا اور میرے اختیارات بھی بڑھ جائیں گے۔" رابرٹ نے کہا۔

"لیما چھوٹا شہر تو نہیں ہے۔" ریگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میری سلاہیتوں کے مقابل چھوٹا ہے۔ یہاں کوئی ایسی تنظیم

تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔"..... ریگی نے کہا تو رابرٹ ایک بار پھر مسرت بھرے انداز میں ہنس پڑا۔

"میں نے تو مادام لوسیا سے درخواست کی تھی کہ مجھے ان لوگوں کے خاتمے کا مشن دیا جائے لیکن مادام نے انکار کر دیا ورنہ اس وقت ان کی لاشیں یہاں پڑی نظر آ رہی ہوتیں۔"..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بگ ڈانچ کے خلاف کام کر رہے ہیں؟"..... ریگی نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

نہیں۔ یہ لاپاز میں یہودیوں کی کسی اہم لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں اور اسرائیلی حکومت نے بگ ڈانچ کے اے سیکشن کو ان کے خاتمے کا مشن دیا ہے۔"..... رابرٹ نے جواب دیا۔

"لاپاز میں لیبارٹری۔ وہاں کہاں ہے لیبارٹری۔ وہاں تو کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔"..... ریگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لاپاز کے شمال مشرقی علاقے میں وسیع میدانی علاقہ ہے۔ وہاں ایک زیر زمین لیبارٹری ہے۔ میرا ایک کزن وہاں سکیورٹی میں ہے اور میں دو بار اس کے پاس وہاں جا چکا ہوں۔ لیبارٹری تو چھوٹی سی ہے لیکن انتہائی اہم ہے۔"..... رابرٹ نے جواب دیا۔

تو پھر انہیں کیا خطرہ تھا کہ انہوں نے اے سیکشن کو درمیان میں ڈال دیا۔"..... ریگی نے کہا۔

تم خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ یہ دنیا کے خطرناک ترین لوگ

ہی نہیں ہے جس کے خلاف کام کرتے ہوئے لطف آتا ہو۔" رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کون سا مشن تم نے مکمل کیا ہے کہ مادام لوسیا اس طرح تمہیں خصوصی انعام دینے کا وعدہ کر رہی ہیں؟"..... ریگی نے کہا تو رابرٹ نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کیا ہے۔ اس کے باوجود تم زندہ سلامت موجود ہو۔ ویری سٹریچ۔" ریگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ میرا کیا بگڑ جانا تھا؟" رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اس قدر غافل رہیں کہ انہیں تمہارے آدمیوں کی چیکنگ کا علم ہی نہ ہو سکے۔"..... ریگی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے ریگی کہ وہ دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ اسی لئے میں نے ان کی چیکنگ کے لئے راکسی میڈاس کا استعمال کیا ہے اور تم جانتی ہو کہ راکسی میڈاس کو چیک کرنا ناممکن ہے۔ رابرٹ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو ریگی نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ اسی لئے انہیں اس کا علم نہیں ہو سکا۔ بہر حال یہ واقعی

"اوہ ہاں۔ اب تو یہ میرے گروپ سے براہ راست لڑائی شروع ہو گئی ہے ان کی۔ اب تو میں ان کا خاتمہ کر سکتا ہوں"..... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ رابرٹ کالنگ۔ اور"..... رابرٹ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ روتھرائنڈنگ یو۔ اور"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"روتھ۔ فوراً کلب میں سب کو بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ جن میں ایک عورت اور چار مرد ہیں اور یہ سب ایکریٹین میک اپ میں ہیں یہاں مجھے ہلاک کرنے آئے ہی والے ہیں۔ انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ میں اب پوائنٹ ٹو پر شفٹ ہو رہا ہوں۔ اور"۔ رابرٹ نے کہا۔

"ان کے حلیئے کیا ہیں باس۔ اور"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو رابرٹ نے وہی حلیئے بتا دیئے جو لوگرنے اسے بتائے تھے۔

"اوکے باس۔ اور"..... روتھ نے کہا۔

"یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ہر لحاظ سے محتاط رہنا اور جیسے ہی یہ ہلاک ہوں تم نے مجھے پوائنٹ ٹو پر اطلاع دینی ہے۔ اور"..... رابرٹ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ آپ جانتے تو ہیں کہ یہاں ہمارے کیا انتظامات ہیں۔ یہ کیڑے مکوڑوں کی طرف مارے جائیں گے اور پھر میں آپ کو رپورٹ دے دوں گا۔ اور"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابرٹ نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤریگی۔ اب پوائنٹ ٹو پر چلیں۔ اب روتھ سب کچھ سنبھال لے گا"..... رابرٹ نے اٹھتے ہوئے کہا تو ریگی بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے عقبی دروازہ کھول کر دوسری طرف جاتی ہوئی راہداری میں داخل ہو گئے۔

ملا ہوا میک اپ تیار کیا اور پھر اس نے خود ہی باری باری
سب کا میک اپ کر دیا۔ آخر میں اس نے اپنا میک اپ کیا جبکہ اس
ان باقی ساتھیوں نے لباس بھی تبدیل کر لئے تھے۔ یہ ساری
کارروائی مکمل کر کے وہ سب اب بیٹھے آئندہ کے بارے میں سوچ
رہے تھے کہ کیپشن تشکیل نے سوال کر دیا۔

”رابرٹ سے کیا پوچھنا ہے۔ اسے تو صرف سزا دینی ہے۔“ تنویر
نے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ شاید رابرٹ کو لیبارٹری کے بارے میں
معلومات ہوں۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ تو یہاں لیما میں رہتا ہے۔“
بولیا نے کہا۔

”اس لوگر نے بتایا تھا کہ رابرٹ لاپاز کا رہنے والا ہے اور ایسے
لوگوں سے یہ چیزیں چھپی نہیں رہ سکتیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گا تو بتا دے گا نہیں معلوم ہو گا
تو سب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ موت تو اس کی آہی چکی ہے۔“ تنویر
نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم رابرٹ کا خیال چھوڑ کر
لاپاز جانے کے بارے میں سوچیں ورنہ ہم یہاں لٹھ بھی سکتے ہیں۔“
کیپشن تشکیل نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔“

”عمران صاحب۔ اس رابرٹ سے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔“
اچانک کیپشن تشکیل نے کہا تو باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔
وہ سب اس وقت ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ ایرپورٹ
سے وہ ٹیکسیوں کے ذریعے واپس مین مارکیٹ پہنچ گئے تھے اور عمران
نے انہیں بتایا تھا کہ انہوں نے سیسہ ملا میک اپ کا سامان بھی
خریدنا ہے اور ساتھ ہی دوسرے لباس بھی اور پھر کسی ہوٹل میں کمرہ
لے کر وہ اپنا میک اپ تبدیل کریں گے اور لباس بھی۔ چنانچہ
میک اپ کا سامان اور لباس لے کر وہ اس ہوٹل کے کمرے میں
موجود تھے۔ چونکہ یہاں کمرے گھنٹوں کے لئے بھی بک کئے جاتے
تھے کیونکہ اکثر سیاح وغیرہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے کمرے لے
لیتے تھے اس لئے کسی نے پانچ افراد کو ایک کمرہ بک کرانے پر کوئی
اعتراض نہ کیا تھا۔ عمران نے پہلا میک اپ صاف کر کے دوبارہ

عمران نے کہا۔

"تم یہیں کمرے میں ٹھہرو میں جا کر اس سے معلوم بھی کر آتا ہوں اور اس کا خاتمہ بھی کر آتا ہوں کیونکہ ایسے چھپے ہوئے دشمن کو چھوڑنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ لوگر جیسے نجانے اس کے کتنے اور آدمی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہوں گے۔" تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پر پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے انکوائری کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سربریز کلب کا نمبر دیں۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کر دیا جو انکوائری آپریٹر نے بتایا تھا۔

"سربریز کلب۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ سے بات کراؤ۔ میں ناراک سے رالف بول رہا ہوں۔" عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس تو اپنے آفس میں موجود نہیں ہیں۔ آپ اسسٹنٹ روٹھر سے بات کر لیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بات کراؤ۔" عمران نے کہا۔

"ہیلو۔ روٹھر بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ناراک سے رالف بول رہا ہوں۔" رابرٹ سے بات کراؤ۔ عمران نے کہا۔

"کون رالف۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"سٹارم کلب کا مالک رالف۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن مسٹر رالف۔ باس تو آفس میں موجود نہیں ہیں۔ کوئی پیغام ہو تو بتا دیں آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیا جائے گا۔" دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"رابرٹ کب تک واپس آجائے گا۔ یا جس نمبر پر اس سے رابطہ ہو سکتا ہے وہ نمبر بتا دو۔ اس نے ناراک میں جو کام میرے ذمے لگایا تھا اس کے بارے میں اس سے تفصیلی بات کرنی ہے اور بات نہ ہونے کی صورت میں اسے بے حد نقصان پہنچ سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نمبر بتا دیتا ہوں آپ اس نمبر پر ان سے بات کر لیں۔" روٹھر نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

نصب ہے۔ اٹ از اسٹیٹ سیکرٹ..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ فرمائیے سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے وہ نمبر بتا دیا جس نمبر پر رابرٹ سے اس کی بات ہوئی تھی۔
”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... چند لمحوں بعد انکو ائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”یس“..... عمران نے کہا۔
”یہ نمبر راسکن ہاؤس فارٹی ون اے اینڈر لائن میں رابرٹ کے نام پر نصب ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”کیا آپ نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اوکے۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ اسٹیٹ میٹر ہے۔ اسے لیک نہیں ہونا چاہئے ورنہ“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔
”چلو اٹھو۔ اب ہمیں کلب کی بجائے راسکن ہاؤس پہنچنا ہے۔“
عمران نے کہا تو سب سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر

”ناراک سے رائف بول رہا ہوں۔ کیا مسٹر رابرٹ سے میری بات ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ کون رائف اور یہاں کا نمبر کس نے دیا ہے تمہیں“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
”آپ کے اسسٹنٹ رو تھرنے اور میں رائف بول رہا ہوں سٹارم کلب سے۔ مجھے بگ جونز نے کہا تھا کہ سربریز کلب لیما کے مسٹر رابرٹ تک پیغام پہنچا دوں کہ ان کا کام کر دیا گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کون بگ جونز۔ میں تو نہ بگ جونز کو جانتا ہوں اور نہ ہی سٹارم کلب کو“..... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”کمال ہے۔ بہر حال میں نے پیغام دے دیا ہے۔ اب یہ بات میں بگ جونز کو بتا دوں گا۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر انکو ائری کے نمبر پر یس کر دیئے۔

”انکو ائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی انکو ائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”چیف پولیس کمشنر آفس سے پولیس سارجنٹ الفرڈ بول رہا ہوں“..... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔
”یس سر۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ایک فون نمبر نوٹ کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ فون نمبر کہاں

رپورٹ دینی ہے اس لئے یہ بتادیں کہ راسکن ہاؤس میں کون کون
موجود ہیں..... عمران نے کہا۔

”میں ہوں اور میری گرل فرینڈ ریگی۔ اس کے علاوہ اور کوئی
نہیں ہے..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تھینک یو.....“ عمران نے جواب دیا تو کھٹاک کی آواز
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”آؤ اب عقبی طرف سے چلیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور پھر وہ سائیڈ گلی سے ہوتے ہوئے عقبی گلی میں پہنچ گئے۔
دیواریں خاصی اونچی تھیں۔ ایک سائیڈ پر ایک دروازہ بھی تھا جو
اندروں سے بند تھا۔

تنویر۔ تم اندر جاؤ گے یا میں جاؤں..... عمران نے مڑ کر تنویر
سے کہا۔

”میں جاتا ہوں.....“ تنویر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

یہ دروازہ کھول دینا اور احتیاط سے اندر کودنا..... عمران نے
کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے وہ گلی کے دوسرے
کنارے سے دوڑتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا اور ایک لمحے کے لئے اس
کے ہاتھ دیوار پر پڑے اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے کے ساتھ ہی
اندروں چکا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ اندر سے کھل گیا تو عمران اپنے
ساتھیوں سمیت اندر داخل ہو گیا اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔
جھاڑیوں کی اوٹ لے لو۔ شاید تنویر کے کودنے کا دھماکا اندر

بعد وہ سب دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر راسکن ہاؤس سے کچھ فاصلے پر
ایک ہوٹل کے سامنے ٹیکسیوں سے اترے۔ عمران نے کرایہ ادا کیا
تو دونوں ٹیکسیاں آگے بڑھ گئیں۔ ضروری اسلحہ ان کی جیبوں میں
موجود تھا۔ راسکن ہاؤس بھورے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی
ایک منزلہ عمارت تھی جس کے باہر کافی بڑا پھانک تھا اور یہ سرخ
رنگ کی لکڑی کا پھانک بند تھا۔ عمران نے ستون پر موجود کال بیل
کا بٹن پریس کر دیا۔ ستون پر راسکن ہاؤس کی نیم پلیٹ موجود تھی۔
”کون ہے.....“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پولیس سارجنٹ الفرڈ ہوں مس۔ ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ
راسکن ہاؤس میں کوئی خطرناک آدمی دیکھا گیا ہے.....“ عمران نے
لہجہ بدل کر کہا۔

”ہیلو سارجنٹ الفرڈ۔ میں رابرٹ ہوں۔ راسکن ہاؤس میری
رہائش گاہ ہے۔ کسی نے پولیس کو غلط اطلاع دی ہے۔ یہاں کوئی
خطرناک آدمی نہیں ہے.....“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی
دی تو عمران فوراً ہی پہچان گیا کہ یہ رابرٹ کی آواز ہے کیونکہ وہ پہلے
فون پر اس کی آواز سن چکا تھا اور رابرٹ نے جس بے تکلفانہ انداز
میں بات کی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی سارجنٹ الفرڈ واقعی
ہے اور اس کے تعلقات رابرٹ سے دوستانہ ہیں اور یہ واقعی اتفاق
کی بات تھی کیونکہ عمران نے تو ویسے ہی یہ نام لے دیا تھا۔

”اوہ۔ آپ یہاں ہیں۔ پھر ٹھیک ہے لیکن میں نے جا کر تحریری

"ٹھیک ہے۔ کل تک انتظار کر لیتا ہوں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رابرٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمران نے جیب سے ہاتھ باہر نکال لیا۔ اس کے تمام ساتھی راہداری میں موجود تھے۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ تم لیبارٹری کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو اس لئے انہوں نے تمہاری طرف رخ ہی نہیں کیا"..... لڑکی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ سوائے تمہارے اور کسی کو یہ معلوم ہی نہیں ہے۔ میں ایسی باتیں ظاہر نہیں کیا کرتا"..... رابرٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کیسپول ہاتھ گھما کر اندر کمرے میں پھینک دیا اور خود پیچھے ہٹ گیا۔

"آؤ۔ اب یہ دونوں بے ہوش پڑے ہوں گے"..... چند لمحوں بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک مرد اور ایک عورت کرسیوں سے نیچے قالین پر گرے پڑے تھے۔

"انہیں بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اتفاقاً ان دونوں کی بات چیت میرے کانوں تک پہنچتی رہی ہے اور اس کے مطابق رابرٹ نے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے

سنائی دیا ہو"..... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے اونچی جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے لیکن کچھ دیر بعد عمران اوٹ سے باہر آگیا کیونکہ کوئی عقبی طرف نہ آیا تھا۔ عمران کے باہر آتے ہی باقی ساتھی بھی جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل آئے۔ پھر وہ سب محتاط انداز میں سائیڈ گلی سے ہو کر آگے کی طرف آگئے۔ یہاں کوئی محافظ موجود نہ تھا۔ برآمدے کے درمیان اندرونی راہداری تھی جس سے ایک مرد اور عورت کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران دبے قدموں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کھلے دروازے کی سائیڈ میں پہنچ کر رک گیا۔

"حیرت ہے۔ ابھی تک کلب میں ان لوگوں کے آنے کی کوئی اطلاع ہی نہیں ملی"..... ایک مرد کی آواز سنائی دی تو عمران پہچان گیا کہ یہ رابرٹ کی آواز ہے۔

"تم خود روتھر کو فون کر کے اس سے معلوم کر لو"..... عورت کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کسی کے رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی اور پھر نمبر پریس کرنے کی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ بول رہا ہوں روتھر۔ تم نے اب تک کوئی اطلاع ہی نہیں دی"..... رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کلب نہیں آئیں گے۔ میں خواہ مخواہ یہاں موجود ہوں"..... رابرٹ کی آواز چند لمحوں بعد سنائی دی۔

”بس کافی ہے“..... عمران نے کہا تو جو لیا نے پانی کی بوتل ہٹا لی۔

”اب یہ بوتل مجھے دو اور تم اس لڑکی کے جبرے بھیج دو۔ میں اس کے حلق میں پانی ڈالوں گا“..... عمران نے کہا تو جو لیا کے چہرے پر یکتا عجیب سی مسرت کی لہر دوڑتی چلی گئی لیکن اس نے منہ سے کچھ نہ کہا اور پانی کی بوتل عمران کو دے کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس لڑکی کے جبرے بھیج کر اس کا منہ کھول دیا تو عمران نے بوتل میں موجود پانی اس کے حلق میں اندیلنا شروع کر دیا۔ جب کچھ پانی اس لڑکی کے حلق سے نیچے اتر گیا تو عمران نے بوتل ہٹائی اور پھر اسے نیچے فرش پر رکھ دیا۔ جو لیا بھی پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی اور اس نے اس طرح مڑ کر عمران کی طرف دیکھا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی اور کو دیکھ رہی ہو۔

”کیا ہوا ہے۔ تمہارے چہرے پر عجیب سے تاثرات کیوں ابھر آئے ہیں۔ کیا اس لڑکی کے گالوں میں کوئی خاص بات تھی کہ ہاتھ لگتے ہی تمہارا چہرہ چمک اٹھا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے اس عظیم کردار پر حیران ہو رہی تھی عمران۔ جو کچھ تم نے لاشعوری طور پر کیا ہے وہ میرے شعور میں بھی نہ تھا۔ تم واقعی عظیم کردار کے مالک ہو“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

میں جاننے کا کہا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ قابو میں آتے ہوئے ٹوٹ پھوٹ جائیں“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”رسیوں کے بنڈل تلاش کر کے لے آؤ“..... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے پاس رسی کا ایک بڑا سا بنڈل موجود تھا۔ عمران کے کہنے پر رابرٹ اور ریگی دونوں کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا گیا۔

”اب تم تینوں باہر سامنے کی طرف اور عقبی طرف پہرہ دو۔ مجھے اب اطمینان سے اس رابرٹ سے لیبارٹری کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا ہوگی“..... عمران نے کہا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

”جو لیا۔ تم دیکھو یہاں لازماً کچن ہو گا اور الماری میں پانی کی بوتلیں بھی موجود ہوں گی“..... عمران نے کہا تو جو لیا سر ہلاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ عمران سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جو لیا واپس آئی تو اس کے دونوں ہاتھوں میں پانی کی دو بڑی بڑی بوتلیں موجود تھیں۔ عمران نے اٹھ کر پہلے رابرٹ کا منہ اپنے ہاتھوں سے بھیج کر کھولا اور جو لیا سے کہا کہ وہ بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس کے حلق میں پانی ڈالے اور جب کچھ پانی رابرٹ کے حلق میں اتر گیا تو عمران نے ہاتھ ہٹائے۔

لگے اور ان دونوں کے چہرے حیرت کی شدت سے پھرکنے لگ گئے تھے۔

"تم۔ تم یہاں۔ کیا مطلب۔ تم تو کلب گئے ہی نہیں۔ پھر یہاں۔ کیا مطلب۔ تمہارا چہرہ اور لباس تو وہ نہیں ہے۔" رابرٹ نے رک رک کر کہا۔

"تم نے راکسی میڈاس کے ذریعے ہماری نقل و حرکت چیک کرائی اور نہ صرف نقل و حرکت چیک کرائی بلکہ ہماری آواز کے ٹیپ بھی حاصل کر لئے۔ ہمیں اس کا علم آخری مرحلے پر ایئرپورٹ پر ہوا۔ ہم ریسٹوران میں ایک کھلی کھڑکی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ میرے ایک ساتھی کو کھڑکی پر موجود پردوں پر نیلے رنگ کی پیٹیوں کی جھلملاہٹ دکھائی دے گئی اور وہ منہ سے کچھ بولنے کی بجائے اٹھا اور ریسٹوران کے واش روم میں جا کر اس نے کھڑکی سے باہر کی چیکنگ کی۔ لوگر جس ستون کے پیچھے چھپا راکسی میڈاس استعمال کر رہا تھا اس نے وہ چیک کر لیا۔ اس کے بعد لوگر کو ہم نے آخری لمحے تک معلوم نہ ہونے دیا اور اس کے سر پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد لوگر نے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا اور پھر راکسی میڈاس مشین میں نے توڑ دی اور واپس شہر جا کر میک اپ اور لباس تبدیل کر لئے۔" عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔" رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب اماں بی کی تربیت ہے جو لیا جو میرے لاشعور میں فیڈ ہو چکی ہے۔" عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے رابرٹ کی کراہ سنائی دی تو وہ دونوں چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چند لمحوں بعد اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی ریگی بھی کراہنے لگی۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ مجھے باندھا گیا ہے۔ یہ۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔" رابرٹ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہی رہ گیا تھا۔ اسی لمحے رابرٹ سے ملتا جلتا فقرہ اس لڑکی نے بھی بولا اور اس نے بھی رابرٹ کی طرح اٹھنے کی کوشش کی تھی۔

"تمہارا نام رابرٹ ہے اور تم سربریز کلب کے مالک اور مینجر ہو اور یہ تمہاری گرل فرینڈ ریگی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہاں میرے اس پوائنٹ پر اس انداز میں۔ کیا مطلب۔" رابرٹ ابھی تک حیرت میں مبتلا نظر آ رہا تھا۔ "میرا نام علی عمران ہے مسٹر رابرٹ۔ وہی علی عمران جس کے بارے میں تم نے لاپاز میں مادام ڈیاگی کو معلومات بھجوائی تھیں۔" عمران نے کہا تو رابرٹ اور ریگی دونوں کے جسموں کو زوردار جھٹکے

”میں نے تمہارے کلب فون کیا تو وہاں سے مجھے یہاں کا فون نمبر دیا گیا اور پھر میں نے ایکس چینج سے اس فون نمبر کی لوکیشن معلوم کر لی اور یہاں پہنچ گئے۔ یہ تو بڑا آسان معاملہ تھا اور یہ ساری تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ اب جو کچھ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ بھی تم میری طرح اطمینان سے اور تفصیل سے بتا دو“..... عمران نے کہا۔

”تم کیا چاہتے ہو“..... رابرٹ نے ہونٹ ہینچتے ہوئے کہا۔
”لاپاز کے شمال مشرقی میدانی علاقہ میں اسرائیل کی لیبارٹری کا محل وقوع اور دوسری تفصیلات تم نے بتانی ہیں۔“ عمران نے کہا۔
”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی لیبارٹری۔ میں تو کسی لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں جانتا“..... رابرٹ نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”جب تم اور ریگی لیبارٹری کے بارے میں بات کر رہے تھے تو ہم دروازے سے باہر موجود تھے اور اسی وجہ سے تم اب تک زندہ ہو ورنہ تم دونوں کو بغیر بے ہوش کئے بھی قابو میں کیا جاسکتا تھا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم عام مجرم نہیں ہو بلکہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم لیبارٹری کے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے ہی ختم ہو جاؤ“..... عمران کا لہجہ اس بار سرد ہو گیا تھا۔
”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں جانتا“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”یہ لڑکی تمہاری گرل فرینڈ ہے اس لئے اس کی موت سے تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا“..... عمران نے اچانک کہا تو رابرٹ کے ساتھ ساتھ ریگی بھی بے اختیار چونک پڑی۔
”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ بے گناہ ہے۔ اس کا کوئی تعلق نہیں

”میں نے تمہارے کلب فون کیا تو وہاں سے مجھے یہاں کا فون نمبر دیا گیا اور پھر میں نے ایکس چینج سے اس فون نمبر کی لوکیشن معلوم کر لی اور یہاں پہنچ گئے۔ یہ تو بڑا آسان معاملہ تھا اور یہ ساری تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ اب جو کچھ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ بھی تم میری طرح اطمینان سے اور تفصیل سے بتا دو“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو“..... رابرٹ نے چونک کر کہا۔
”تم نے صرف نگرانی تک اپنے آپ کو کیوں محدود رکھا جبکہ تم انتہائی آسانی سے ہم پر فائر بھی کھول سکتے تھے۔ ہم تو ویسے بھی بے خبر تھے“..... عمران نے کہا تو رابرٹ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ہماری چیف انتہائی اصول پسند خاتون ہے۔ اس نے چونکہ تمہاری موت کا مشن لاپاز میں میڈم ڈیاگی کو دے دیا تھا اس لئے اس نے مجھے منع کر دیا تھا“..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا نام ہے تمہاری چیف کا اور کیا حدود اربعہ ہے اس کا۔“ عمران نے پوچھا۔

”اس کا نام میڈم لوسیا ہے اور وہ اے سیکشن کی چیف ہے۔ ناراک میں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے“..... رابرٹ نے جواب دیا۔
”تم واقعی بے حد سمجھ دار آدمی ہو کہ ہم سے باقاعدہ تعاون کر رہے ہو۔ اس صورت میں تم بھی زندہ بچ جاؤ گے اور تمہاری یہ فرینڈ

”جولیا۔ ریگی کے منہ میں رومال ٹھونس دو“..... عمران نے جولیا سے کہا۔

”کیا ضرورت ہے۔ گولی مار کر فارغ کر دو اسے“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اٹھ کر اس نے ایک ہاتھ سے ریگی کے جبرے بھینچے اور دوسرے ہاتھ میں موجود رومال اس نے ریگی کے منہ میں ٹھونس دیا جبکہ عمران نے کوٹ کی مخصوص جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر جیسے ہی اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا تو کمرہ رابرٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا ایک نتھناکت گیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی چیخ کی بازگشت ختم ہوتی عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور اس باریکے بعد دیگرے کئی چیخیں رابرٹ کے منہ سے نکلیں۔ وہ اب انتہائی تکلیف کی حالت میں سر ادھر ادھر مار رہا تھا۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنے اوپر تک کٹ گئے تھے۔

”اب تم خود ہی سب کچھ بتا دو گے رابرٹ“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک رابرٹ کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر پڑا اور کمرہ رابرٹ کی انتہائی کر بناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں اور جسم اس طرح لرزنے لگا تھا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار ہو گیا ہو۔

”اب تمہارے پاس آخری موقع ہے کہ سب کچھ خود بتا دو ورنہ

ہے اس سارے سلسلے سے“..... رابرٹ نے چونک کر کہا جبکہ ریگی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں نے تعلق تو نہیں پوچھا۔ صرف اتنا کہا ہے کہ اس کی موت سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور تم بہر حال جب اسے اپنے سامنے مرتا ہوا دیکھو گے تو تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ موت کس قدر بھیانک ہوتی ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”نہیں۔ رک جاؤ۔ مت مارو اسے۔ مجھے واقعی معلوم نہیں ہے کسی لیبارٹری کے بارے میں“۔ رابرٹ نے یکفخت چیختے ہوئے کہا۔

”تم بتا کیوں نہیں دیتے۔ بتا دو انہیں رابرٹ۔ اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔ ہماری جانیں تو بچ جائیں گی۔ انہیں بتا دو کہ کہاں ہے لیبارٹری۔ بتا دو انہیں“..... یکفخت ریگی نے خوف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

”تم سے زیادہ سمجھ دار ہے ریگی۔ اب بولو“..... عمران نے کہا۔

”میں نہیں بتا سکتا۔ تم بے شک مجھے مار ڈالو۔ میں کچھ نہیں جانتا“..... رابرٹ نے یکفخت ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ فیصلہ کر چکا ہو کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے وہ کچھ نہیں بتائے گا۔

”اوکے۔ تمہاری مرضی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر کرسی اٹھائی اور اسے رابرٹ کی کرسی کے قریب رکھ کر اس پر دوبارہ بیٹھ گیا۔

دی۔

”کیا نمبر ہے مادام ڈیاگی کا“..... عمران نے پوچھا تو رابرٹ نے فون نمبر بتا دیا۔

”جب ہم فلائٹ کے ذریعے وہاں نہیں پہنچے تو مادام ڈیاگی نے فون نہیں کیا تھا تمہیں“..... عمران نے کہا۔

”میں نے روتھ کو بتا دیا تھا کہ وہ مادام ڈیاگی کو بتا دے کہ عین اغری لمحات میں ہمارا آدمی چمک ہو کر مارا گیا اور تم لوگ غائب ہو گئے ہو۔ اب تمہیں دوبارہ تلاش کیا جا رہا ہے“..... رابرٹ نے کہا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا گیا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ جولیا ریگی کے من سے رومال نکال دو اور باقی تم بہتر سمجھتی ہو کہ کیا کرنا ہے اور لیا نہیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر لمبے سے باہر چلا گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“..... صفدر نے عمران کے برآمدے میں پہنچتے ہی کہا۔ اس کے ساتھ کیپٹن شکیل بھی تھا جبکہ تنویر لازماً عقبی طرف ہو گا۔ عمران نے ساری تفصیل بتا دی۔ اسی لمحے جولیا بھی باہر آگئی۔

”کیا ہوا“..... عمران نے چونک کر جولیا سے پوچھا۔

”وہی جو میں بہتر سمجھتی تھی“..... جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

دوسری ضرب کے بعد تمہارا شعور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور تمہارے لاشعور میں موجود سب کچھ خود ہی باہر آ جائے گا لیکن تم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ گے۔ بولو“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ بے پناہ تکلیف ہے۔ ناقابل برداشت۔“ رابرٹ نے رک رک کر کہا۔

”بولو ورنہ“..... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تو رابرٹ نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے اچانک ٹیپ ریکارڈر چل پڑتا ہے۔ وہ خود ہی ساری تفصیل بتائے چلا جا رہا تھا اور پھر عمران نے اس سے پے در پے سوالات کر کے جب اپنے مطلب کی سب باتیں معلوم کر لیں تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اس کے لباس سے صاف کر کے اسے واپس جیب میں رکھا اور کرسی اٹھا کر دوبارہ جولیا کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

”اب اے سیکشن کے بارے میں پوری تفصیل بتا دو۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اور باقی ساری تفصیلات بھی بتا دو۔“ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے رابرٹ سے کہا۔

”مجھے چھوڑ دو۔ وعدہ کرو کہ تم مجھے چھوڑ دو گے“..... رابرٹ نے کہا۔

”میرا وعدہ کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا“..... عمران نے کہا تو رابرٹ نے ایک بار پھر پہلے کی طرح تفصیل بتانا شروع کر

”کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے“..... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”میں نے رابرٹ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اسے ہلاک نہیں کروں
 گا اس لئے میں نے جو لیا سے کہا کہ وہ جو بہتر سمجھے وہی کرے اور جو لیا
 نے جس لہجے میں جواب دیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لیا
 نے ان کے لئے واقعی بہتر سوچا ہوگا“..... عمران نے کہا تو صفدر بے
 اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جو لیا نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا
 ہو گا کیونکہ وہ بھی تنویر کی طرح دشمنوں کو چھوڑنا حماقت سمجھتی
 تھی۔

”تنویر کو بلا لو۔ اب ہم نے ان دونوں کی لاشیں دستیاب ہونے
 سے پہلے لیما سے باہر نکلنا ہے تاکہ جب تک ان کی موت کی اطلاع
 ڈیاگی تک پہنچے ہم لاپاز میں داخل ہو چکے ہوں“..... عمران نے کہا تو
 کیپٹن شکیل تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے سے اتر کر سائیڈ گلی کی طرف
 بڑھنے لگا۔

”آؤ۔ ہم عقبی طرف سے ہی باہر جائیں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ
 عرصے تک معاملات خفیہ رہیں“..... عمران نے کہا تو صفدر اور
 جو لیا نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب سائیڈ گلی کی طرف
 بڑھتے چلے گئے۔

ڈیاگی کے چہرے پر اتہائی تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے
 انتھونی کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی کہ جن لوگوں کے حلیئے
 بتائے گئے تھے وہ سرے سے لیما سے آنے والی فلائٹ میں سوار ہی
 نہیں ہوئے تھے اور پانچ سیٹیں خالی آئی تھیں تو ڈیاگی نے لیما رابرٹ
 کو فون کیا تو اس کے اسسٹنٹ رو تھرنے اسے بتایا تھا کہ ان کی
 چیکنگ کرنے والا آدمی لوگر ایرپورٹ پر مردہ پایا گیا ہے اور راکسی
 میڈ اس مشین کو توڑ دیا گیا ہے اور وہ لوگ غائب ہو گئے ہیں جبکہ
 رابرٹ کو چونکہ خدشہ تھا کہ انہوں نے لوگر پر تشدد کر کے اس سے
 اس کے بارے میں معلوم کر لیا ہو گا اس لئے وہ پوائنٹ ٹو پر شفٹ
 ہو گیا ہے اور اب رو تھرن لوگوں کے انتظار میں ہے۔ اس نے تمام
 انتظامات کر لئے ہیں۔ جیسے ہی وہ لوگ کلب پہنچیں گے انہیں موت
 کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ پھر کئی گھنٹے گزر گئے لیکن نہ رو تھر کی

"وہ کون سا طریقہ ہے مادام..... ڈیاگی نے چونک کر کہا۔

"سسیہ ملے میک اپ سے ایس تھری کو تو ڈاج دیا جاسکتا ہے لیکن بی ایس ون تو سسیہ ملا ہوا میک اپ چمک کرنے کے لئے ہی تیار کیا گیا ہے اس لئے تم فوری طور پر ہیڈ کوارٹر سے بی ایس ون نکلاؤ اور انہیں ایس تھری کی جگہ نصب کرا کر پورے لاپاز میں اپنے گروپ کا جال پھیلا دو اور پھر جیسے ہی جہاں بھی اور جس حالت میں بھی یہ لوگ نظر آئیں انہیں ایک لمحے کا وقفہ دینے بغیر گولیوں سے اڑا دو....." لوسیا نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ یس چیف۔۔۔۔۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے یہ راہ دکھا دی۔ اب میں دیکھوں گی کہ یہ لوگ لاپاز پہنچ کر دوسرا سانس کیسے لیتے ہیں....." ڈیاگی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب یہ ضرور کسی اور فلائٹ کے ذریعے لاپاز آئیں گے۔ یہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں اس لئے یہ سڑک اور سمندر کے راستے بھی آ سکتے ہیں۔ تم نے ہر جگہ چیکنگ کرنی ہے....." لوسیا نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں....." ڈیاگی نے کہا تو لوسیا نے فوری رپورٹ دینے کا کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ڈیاگی نے بھی رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیتے۔

"یس میڈم....." دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر انچارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی کیونکہ رابطہ انٹرکام پر ہوا تھا اس لئے انچارج

طرف سے کال آئی اور نہ ہی رابرٹ کی طرف سے تو اس نے تنگ آ کر خود ہی اسے فون کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیاگی نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"یس..... ڈیاگی نے کہا۔

"لوسیا بول رہی ہوں نارک سے....." دوسری طرف سے لوسیا کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔۔۔۔۔ یس چیف۔۔۔۔۔ میں ڈیاگی بول رہی ہوں....." ڈیاگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری کال کا انتظار ہی کرتی رہ گئی۔ کیا ہوا ان پاکیشیائی ہجمنٹوں کا....." لوسیا نے تیز لہجے میں کہا تو جواب میں ڈیاگی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ اے سیکشن ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ویری ہیڈ۔ اب تو وہ پوری طرح سنبھل کر کام کریں گے....." لوسیا نے کہا۔

"یس میڈم۔ لیکن ایک بار وہ شناخت ہو جائیں پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے....." ڈیاگی نے کہا۔

"تم نے بتایا ہے کہ انہیں ایس تھری کیمروں کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور انہوں نے سسیہ ملا میک اپ کیا ہوا ہے۔ اوہ۔ پھر تو انہیں ایک اور طریقے سے بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے....." لوسیا نے کہا۔

"لاپاز سے ڈیاگی بول رہی ہوں۔ رابرٹ سے بات کراؤ۔ ڈیاگی نے تیز اور تھکمانے لہجے میں کہا۔

"باس رابرٹ تو موجود نہیں ہیں مادام۔ آپ روتھر سے بات کر لیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"کراؤ بات۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"روتھر بول رہا ہوں مادام۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد روتھر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا پائیشیائی بچنٹوں کا۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے کہا۔

"وہ کلب میں نہیں آئے مادام اور اب ہمارے آدمی انہیں لیما میں تلاش کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

روتھر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پوائنٹ ٹو پر رابرٹ تو کال کا جواب ہی نہیں دے رہا۔

ڈیاگی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیوں مادام۔۔۔۔۔ روتھر نے حیران ہو کر کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ میں نے وہاں فون کیا لیکن وہاں سے کال ہی انڈ نہیں ہو رہی۔ تم ایسا کرو کہ اپنا آدمی وہاں بھیجو اور پھر رابرٹ سے کہو کہ وہ مجھے براہ راست کال کرے۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔۔۔۔۔ روتھر نے کہا تو ڈیاگی نے رسیور رکھ دیا اور پھر

سمجھ گیا تھا کہ کال مادام ڈیاگی کی طرف سے ہے۔

"ہمارے سپیشل سٹور میں بی ایس ون کیرے موجود ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے کہا۔

"یس مادام۔ موجود ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو۔ فوری طور پر ایس تھری کیروں کی جگہ بی ایس ون کیرے بھجوا دو اور انتھونی کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ مجھ سے بات کرے۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے کہا۔

"یس مادام۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیاگی نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور ایک بار پھر ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف سے کافی دیر تک کال ہی انڈ نہ کی گئی تو ڈیاگی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیا ہوا۔ کیا رابرٹ پوائنٹ ٹو سے واپس کلب چلا گیا ہے۔

کیا ان بچنٹوں کا خاتمہ ہو گیا ہے یا وہ لیما سے نکل گئے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو رابرٹ یا روتھر ضرور مجھے کال کرتے۔۔۔۔۔ ڈیاگی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سربریز کلب۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس..... ڈیاگی نے کہا۔“

”روتھر بول رہا ہوں مادام۔ لیماسے..... دوسری طرف سے روتھر کی متوحش سی آواز سنائی دی تو ڈیاگی بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات۔ رابرٹ کی بجائے تم کال کر رہے ہو۔“ ڈیاگی نے کہا۔

”مادام۔ باس رابرٹ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ روتھر نے متوحش سے لہجے میں کہا تو ڈیاگی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا مطلب۔“ ڈیاگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مادام آپ کی کال کے بعد جب میں نے خود پوائنٹ ٹو پر کال کی تو فون انٹڈ ہی نہ کیا گیا جس پر میں نے آدمی بھیجے تو مجھے وہاں سے رپورٹ ملی کہ باس رابرٹ اور اس کی گرل فرینڈ ریگی دونوں کمرے میں کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور ان دونوں کو اسی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے تو میں خود وہاں گیا۔ اب وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں مادام۔“ روتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رسیوں سے بندھے ہوئے۔ کیا مطلب۔ کیا ان پر تشدد کیا گیا ہے لیکن کیوں..... ڈیاگی نے حیران ہو کر کہا۔“

”یس مادام۔ باس رابرٹ کی ناک کے دونوں نکتھے ناک کی جڑ تک کٹے ہوئے ہیں اور ان کی پیشانی پر ضرب لگائی گئی ہے۔ اس کے بعد انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے جبکہ ریگی کو ویسے ہی گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور میڈم۔ پوائنٹ ٹو کا بیرونی پھانک ویسے ہی اندر سے بند تھا جبکہ عقبی لان کی طرف دروازہ کھلا ہوا تھا۔“ روتھر نے جواب دیا۔

”لیکن ان لوگوں نے رابرٹ سے کیا معلوم کرنے کے لئے اس پر تشدد کیا جبکہ ہمارے بارے میں اور میرے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو انہیں پہلے سے علم تھا اور ہم نے حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے تھے..... ڈیاگی نے کہا۔“

”میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام..... روتھر نے جواب دیا۔“

”اوکے۔ اب تم رابرٹ کی جگہ سنبھال لو۔ میں چیف لوسیا سے بات کرتی ہوں۔“ ڈیاگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس..... دوسری طرف سے لوسیا کی آواز سنائی دی۔“

”ڈیاگی بول رہی ہوں مادام۔ لاپاز سے..... ڈیاگی نے کہا۔“

”اوہ۔ ہاں کیا ہوا ہے۔ کیا رپورٹ ہے۔“ لوسیا نے کہا تو

ڈیاگی نے اسے روتھر سے ملنے والی تمام تفصیل بتا دی۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ پوری رفتار سے کام کر

رہے ہیں۔ انہوں نے کلب پر حملہ کرنے کی بجائے براہ راست متبادل پوائنٹ پر حملہ کیا ہے۔..... لوسیا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”لیکن چیف۔ انہوں نے رابرٹ سے کیا معلوم کرنے کے لئے اس پر تشدد کیا ہوگا؟..... ڈیاگی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ انہوں نے رابرٹ سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی۔..... لوسیا نے اس انداز میں چونک کر کہا جیسے اسے اچانک اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

”لیبارٹری کے بارے میں۔ رابرٹ کو کیسے اس بارے میں معلوم ہو سکتا ہے جبکہ مجھے اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔“ ڈیاگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ رابرٹ لاپاز کا رہائشی ہے اور ایک بار اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا کزن لاپاز میں کسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے لیکن چونکہ ہمارا کوئی تعلق اس لیبارٹری سے نہ تھا اس لئے میں نے خیال ہی نہیں کیا۔ اب مجھے تمہاری بات سن کر خیال آیا ہے لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ رابرٹ اس لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہے۔ حیرت ہے۔ یہ لوگ آخر کس انداز میں کام کرتے ہیں؟..... لوسیا نے اس انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے وہ لاشعوری انداز میں بول رہی ہو۔

”اس کا تو مطلب ہے کہ اب وہ براہ راست اس لیبارٹری پر حملہ کریں گے۔..... ڈیاگی نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن انہیں اس حملے کے لئے بہر حال اسلحہ وغیرہ کے انتظامات لاپاز میں ہی کرنے پڑیں گے اس لئے تم ہوشیار رہنا۔ اب ان کا خاتمہ تمہاری ذمہ داری بن گیا ہے۔“ لوسیا نے کہا۔

”لیکن جب تک مجھے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں علم نہ ہوگا تو میں ان کے خلاف کیا کارروائی کر سکتی ہوں۔ لاپاز خاصا بڑا اور گنجان آباد شہر ہے۔ گو میں نے داخلے کے راستوں پر بی ایس ون کیرے بھجوائے ہیں لیکن جس انداز کے یہ لوگ ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کیمروں کو بھی دھوکہ دے جائیں اس لئے مجھے بہر حال لیبارٹری کے محل وقوع کو تو نظروں میں رکھنا ہی چاہئے۔“ ڈیاگی نے کہا۔

”لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات نہیں مل سکتیں۔ صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ یہ لیبارٹری لاپاز میں شمال مشرقی میدانی علاقے میں زیر زمین ہے لیکن یہ اتنا وسیع ایریا ہے کہ تم وہاں انہیں سرے سے ٹریس ہی نہ کر سکو گی۔ بہر حال اگر تم اس معاملے میں کمزوری محسوس کر رہی ہو تو میں خود وہاں آجاتی ہوں۔“ لوسیا نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”کمزوری کی بات نہیں ہے چیف۔ میں حقائق پر بات کر رہی تھی۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ٹارگٹ ہر صورت میں ہٹ ہوگا۔“ ڈیاگی نے کہا۔

"کیرے تبدیل کر دیئے گئے ہیں یا نہیں"..... ڈیاگی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ پہلے کیرے واپس آگئے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے"..... ڈیاگی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا پشیل ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اسے اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انتھونی بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیاگی بول رہی ہوں"..... ڈیاگی نے کہا۔

"یس میڈم"..... انتھونی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"کیرے تبدیل کر دیئے گئے ہیں یا نہیں"..... ڈیاگی نے پوچھا۔

"یس میڈم تبدیل ہو گئے ہیں"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا داخلے کے تمام سپاٹس کو کور کیا گیا ہے یا کوئی رہ گیا ہے"۔

ڈیاگی نے کہا۔

"مادام۔ آٹھ سپاٹس ہیں جہاں سے لیما سے کوئی گروپ لاپاز میں داخل ہو سکتا ہے۔ دو ایئر فیلڈ سپاٹس ہیں، دو بحری گھاٹ اور چار

"اوکے۔ پوری ہمت اور حوصلے سے کام لو اور عام روایتی انداز کو چھوڑ کر جدید انداز اختیار کرو۔ عمران چاہے جس میک اپ میں بھی ہو وہ زیادہ دیر تک اپنے آپ کو سنجیدہ نہیں رکھ سکتا۔ یہ اس کی کمزوری ہے اور تمہیں اس کمزوری کو مد نظر رکھ کر اس کو ٹریس کرنا ہے۔ جیسے ہی یہ ٹریس ہو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس پر فائر کھول دینا۔ تمہاری معمولی سی غفلت الٹا تمہیں ختم کر دے گی۔ ویسے بھی ہم نے صرف ایک ماہ تک اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اٹھانا ہے اس لئے اگر یہ ختم نہ بھی ہوں صرف لٹھ جائیں کہ لیبارٹری کی طرف ان کا رخ ہی نہ ہو سکے۔ پھر بھی ہمارا ٹارگٹ ہٹ ہو جانے والی بات ہے لیکن اب میں تمہیں صرف ایک ہفتہ دے رہی ہوں۔ اگر تم نے ایک ہفتے کے اندر ٹارگٹ ہٹ نہ کیا تو پھر مجھے معاملات یکسر تبدیل کرنا پڑیں گے"..... دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیاگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چیف ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ مجھے اس طرح آفس میں بند ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ مجھے فیلڈ میں کام کرنا چاہئے ورنہ ایسا نہ ہو کہ مجھے زیر و کر دیا جائے"..... ڈیاگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس میڈم"..... دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر انچارج کی مخصوص آواز سنائی دی۔

کچھ معلوم ہے۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

”کیا محل وقوع ہے وہاں کا“..... ڈیاگی نے پوچھا۔

”شمال مشرقی علاقے میں آثار قدیمہ کے چند سپاٹس ہیں۔ قدیم مسجد جو بری طرح ٹوٹے پھوٹے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی آثار قدیمہ میں خاص اہمیت ہے اس لئے سیاح وہاں خصوصی جیپوں پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہاں آثار قدیمہ کا ایک آفس بھی ہے اور سیکورٹی کا عملہ بھی وہیں رہتا ہے۔ ان آثار قدیمہ سے کچھ فاصلے پر ایک قدرتی چھوٹی سی مٹی کی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی سے ایک خفیہ راستہ لیبارٹری میں جاتا ہے لیکن یہ راستہ اندر سے کھل سکتا ہے باہر سے نہیں۔ ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ لیبارٹری کے لئے جانے والی سپلائی آثار قدیمہ کے عملے کے ذریعے وہاں بھیجی جاتی ہے اور پھر وہاں سے اس لیبارٹری میں شفٹ کر دی جاتی ہے۔ آثار قدیمہ کے عملے کو لیبارٹری والوں نے باقاعدہ خریدنا ہوا ہے۔“ انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہاں تم کیسے پکٹنگ کر سکتے ہو“..... ڈیاگی نے کہا۔

”آپ فکر مت کریں۔ آثار قدیمہ کے آفس کا انچارج جگیر ہے۔ وہ بے حد لالچی اور جوا کھیلنے کا عادی ہے۔ آج کل وہ جوئے میں بڑی رقم ہار چکا ہے اس لئے اسے ویسے بھی رقم کی بے حد ضرورت ہے۔ میں اس سے سودا کر لوں گا اور وہ میرے چار آدمیوں کو وہاں رکھ لے گا۔ پاکیشیائی ایجنٹ اگر وہاں پہنچے تو لامحالہ سیاحوں کے روپ میں

سڑک کے راستے ہیں۔ ان آٹھ کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اور ناکہ بندی مکمل ہے۔ ہر سپاٹس پر کیمرے اور آدمی پہنچا دیئے گئے ہیں۔ جیسے ہی یہ لوگ چٹیک ہوئے اسی لمحے ان پر فائر کھول دیا جائے گا۔“ انتھونی نے کہا۔

”کتنے آدمی سپاٹس پر ہیں اور کیا انتظامات ہیں۔ تفصیل سے بتاؤ۔“ ڈیاگی نے کہا۔

”مادام۔ کیمرے والے دو ہیں۔ باقی ہر سپاٹ پر دو گاڑیاں ہیں اور آٹھ مسلح افراد موجود ہیں اور ان کی کارکردگی سے آپ بھی واقف ہیں۔“ انتھونی نے کہا۔

”گڈ۔ اب سنو۔ لیبارٹری لاپاز کے شمال مشرق میں واقع وسیع میدانی علاقے میں ہے اور یہ لوگ اگر یہاں سے نکل بھی گئے تو لامحالہ یہ لیبارٹری ہی پہنچیں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ وہاں کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ وہاں بھی ہم انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیں۔ تم نے یہ علاقہ تو دیکھا ہو گا اس لئے تم بتاؤ کہ وہاں کیا منصوبہ بندی ہونی چاہئے۔“ ڈیاگی نے کہا۔

”مادام۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے۔“..... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا تو ڈیاگی بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی تمہیں معلوم ہے۔“..... ڈیاگی نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔ میں چونکہ وہاں کارہنہ والا ہوں اس لئے مجھے سب

وہاں پہنچیں گے۔ میرے آدمی ہوشیار رہیں گے اور جیسے ہی انہوں نے لیبارٹری کو ٹریس کرنے کے لئے مشکوک حرکتیں کیں تو وہ انہیں فوری طور پر گولیوں سے اڑا دیں گے اور چونکہ یہ سکیورٹی کی مخصوص یونیفارم میں ہوں گے اس لئے انہیں ان پر کوئی شک بھی نہ کر سکے گا۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ۔ فوراً اس کا بندوبست کرو۔ رقم کی پرواہ مت کرنا۔ تم جتنی چاہو اس پراجیکٹ پر خرچ کر سکتے ہو۔ میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔“ ڈیاگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو میڈم۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب سنو۔ میں خود بھی شہر میں گھوم پھر کر ان لوگوں کو ٹریس کروں گی اس لئے اب میرا تمہارا رابطہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر ہو گا۔ کوئی بھی رپورٹ ہو تو مجھے فوری اطلاع دینا۔“ ڈیاگی نے کہا۔

”یس میڈم۔“ دوسری طرف سے انتھونی نے کہا تو ڈیاگی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے کیونکہ انتھونی نے جو سیٹ اپ بتایا تھا اس کے بعد ان لوگوں کے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہتا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک طاقتور لانچ کے نچلے کیبن میں موجود تھا۔ اس نے لیما میں اپنے خاص ذرائع سے یہ لانچ حاصل کی تھی اور اس لانچ کے کپتان کو اس نے بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ وہ انہیں لمبا چکر کاٹ کر لاپاز کے شمال مشرقی میدان کے عقب میں موجود ساحل پر اتار دے۔ چونکہ جس راستے سے عمران لانچ سے جانا چاہتا تھا وہ راستہ عام سفری راستہ نہ تھا اور وہاں کسی بھی قسم کی پریشانی پیدا ہو سکتی تھی اس لئے پہلے تو لانچ کا کپتان اس پر آمادہ نہ ہوا لیکن جب عمران نے اسے بھاری معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تو وہ رضا مند ہو گیا کیونکہ یہ معاوضہ اتنا تھا کہ اس سے وہ ایک اور لانچ خرید سکتا تھا۔ عمران نے نقشے کی مدد سے اسے راستہ سمجھا دیا تھا اس لئے اب وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں لانچ چلا رہا تھا۔ اس کا نام ڈرمن تھا۔ وہ ادھیر عمر لیکن خاصے مضبوط جسم

نے کہا۔

"بگ ڈاج کا اے سیکشن اتہائی تجربہ کار سیکرٹ - بجنٹوں پر مشتمل ہے اور یقیناً ان تک رابرٹ پر ہونے والے تشدد اور ہلاکت کی اطلاع بھی پہنچ چکی ہو گی اور پھر جس طرح لیما میں انہوں نے چیکنگ کے لئے راکی میڈ اس جیسی اتہائی جدید ایجاد استعمال کی ہے اس طرح وہ عام راستوں پر کوئی ایسی مشین لے آئیں جسے سیہ بھی دھوکہ نہ دے سکے تو ہم خواہ مخواہ اس چکر میں لٹھ جائیں گے۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ انہوں نے لیبارٹری کے گرد بھی چیکنگ کا کوئی انتظام کر رکھا ہو"..... صفدر نے کہا۔
"یقیناً کر رکھا ہو گا۔ رابرٹ سے جو تفصیل معلوم ہوئی ہے اس کے مطابق میدان میں موجود آثار قدیمہ کے چند ایسے سپاٹس موجود ہیں جہاں سیاح بھی آتے جاتے رہتے ہیں اور ان کی رہنمائی کے لئے وہاں باقاعدہ محکمہ آثار قدیمہ کا آفس بھی موجود ہے اور سیکورٹی کے لوگ بھی ہیں۔ ان سپاٹس سے ذرا ہٹ کر ایک چھوٹی سی مٹی کی پہاڑی ہے لیکن وہ قدرتی ہے۔ وہاں سے لیبارٹری کا راستہ ہے جو اندر سے کھل سکتا ہے اس لئے اب ایسا ہو گا کہ ہم نے اچانک وہاں سیکورٹی کے افراد کو اس انداز میں کور کرنا ہے کہ ہم ان کا روپ دھار لیں۔ اس کے بعد اس لیبارٹری میں داخل ہونا ہمارے لئے آسان ہو جائے گا کیونکہ رابرٹ نے بتایا ہے کہ جو سپلائی لیبارٹری

کا مالک تھا۔ وہ اس لانچ کا مالک بھی تھا اور کپتان بھی جبکہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت لانچ کے نچلے حصے میں بنے ہوئے کین میں بیٹھا ہوا تھا۔ اوپر سے چونکہ دور دور تک سمندر ہی سمندر نظر آ رہا تھا اس لئے وہ سب نیچے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ یہ سمندری سفر بارہ گھنٹوں پر محیط ہو گا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ وہ رات گئے ساحل پر پہنچ سکیں گے۔

"عمران صاحب۔ اس لانچ کو اگر چیک کر لیا گیا تو۔" اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کون چیک کرے گا"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کوسٹ گارڈز یا وہاں ساحل پر موجود نیوی کے لوگ یا اوپر چیک کرتا ہوا کوئی نیوی کا ہیلی کاپٹر۔ کوئی بھی چیک کر سکتا ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ نہ عام راستہ ہے اور نہ ہی اس راستے کو اسمگلنگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سرے سے کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ یہ تو میں نے نقشے کی مدد سے خود بنایا ہے تاکہ ہم کسی چکر میں الجھے بغیر براہ راست لیبارٹری تک پہنچ سکیں اس لئے تم بے فکر رہو۔ اس راستے پر کوئی چیکنگ ہو ہی نہیں سکتی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب ہم نے سیہ ملا میک اپ کیا ہوا ہے تو پھر ہمیں عام راستوں سے جانے میں کیا رکاوٹ پیش آ سکتی تھی"..... جو لیا

کے لئے آتی ہے وہ آثار قدیمہ کے آفس میں آن لوڈ کر دی جاتی ہے اور سیکورٹی انچارج لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج کو کال کر کے سپلائی کے بارے میں اطلاع دیتا ہے تو لیبارٹری کا خفیہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اندر سے لیبارٹری کی سیکورٹی کے افراد یہ سپلائی لے جاتے ہیں۔ ہفتے میں ایک روز باقاعدگی سے یہ سپلائی آتی ہے اور اس سپلائی کی وجہ سے ڈاکٹر آصف اس لیبارٹری سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا اور اسی وجہ سے ہمیں اس بارے میں علم بھی ہوا۔ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ان لوگوں نے ڈاکٹر آصف کے نکل جانے کے بعد لازماً اس نظام کو تبدیل کر دیا ہو گا۔“ صفر نے کہا۔

”ہاں۔ ڈاکٹر آصف نے بتایا تھا کہ سپلائی کی گاڑیاں براہ راست لیبارٹری میں جاتی تھیں اور سامان سپلائی کر کے خالی اور بے کار میٹرل واپس لے جاتی تھیں لیکن ڈاکٹر آصف کے فرار کے بعد یہ تبدیلی کر دی گئی کہ اب سپلائی لانے والی گاڑیاں آثار قدیمہ کے آفس پہنچ کر رک جاتی ہیں اور وہاں سپلائی کو آن لوڈ کر کے وہیں سے واپس چلی جاتی ہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ واقعی عمران نے اے سیکشن سے الجھنے کی بجائے براہ راست لیبارٹری پر حملہ کرنے کا انتہائی فول پروف طریقہ تلاش کیا تھا اس لئے انہیں یقین تھا کہ اے سیکشن کو علم ہی نہ ہو سکے گا

اور وہ اپنا مشن مکمل کر کے واپس بھی چلے جائیں گے۔
”کپتان ڈرمن کا کیا ہو گا عمران صاحب۔“ اچانک صفر نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔
”کیا ہو گا سے تمہارا کیا مطلب ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا آپ یہ لانچ واپس بھیج دیں گے یا یہ ڈرمن یہیں رہے گا اور ہم اس لانچ پر ہی واپس جائیں گے۔“ صفر نے کہا۔

”ڈرمن کو ہم نے بے ہوش کر دینا ہے اور پھر اسے لانچ میں ڈال کر کسی گھاٹ پر چھوڑ دیں گے کیونکہ ہماری واپسی بھی اسی انداز میں ہو گی تو معاملات درست رہیں گے ورنہ شہر میں تو یہ لوگ ہمیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈتے پھریں گے اور لیبارٹری کی تباہی پر ان کے مشن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ ان کا مشن لیبارٹری کو تباہی سے روکنا نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو صفر نے اثبات میں سر ہلا دیا چونکہ پانی کی بوتلیں اور خوراک کے بند ڈبوں کا کافی سٹاک لانچ کے کیمین میں موجود تھا اس لئے انہیں اس بارے میں کوئی فکر نہ تھی۔

”جا کر معلوم کرو صفر کہ اب کتنا فاصلہ باقی رہ گیا ہے کیونکہ ساحل نظر آنے پر ہمیں بھی اوپر پہنچنا ہے۔“ عمران نے کہا تو صفر سر ہلاتا ہوا اٹھ کر اوپر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے بتایا کہ ابھی چار گھنٹوں کا سفر باقی ہے تو وہ سب ایک بار پھر

تو کپتان ڈرمن نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر واقعی آدھے گھنٹے بعد وہ کٹے پھٹے ساحل کے قریب پہنچ گئے۔ ایک خاص جگہ پہنچ کر ڈرمن نے لانچ کو ہک کر دیا۔

”سامان لے آؤ“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب سوائے جولیہ کے نیچے کین کی طرف بڑھ گئے۔

”تم دو گھنٹے کیا کرو گے“..... عمران نے ڈرمن سے پوچھا۔

”میں آرام کروں گا۔ مسلسل بارہ گھنٹے لانچ چلانے کی وجہ سے

میں بے حد تھک گیا ہوں“..... ڈرمن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ساحل پر چلا گیا۔

”ڈرمن کو بے ہوش نہیں کیا آپ نے“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ واقعی بے حد تھکا ہوا نظر آ رہا تھا اس لئے وہ ویسے ہی

صبح تک بے سدھ پڑا رہے گا۔ آؤ“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ دور دور تک وسیع میدان تھا جس میں سوائے جھاڑیوں کے اور

اونچے نیچے ٹیلوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ چونکہ آسمان پر چاند موجود تھا اس لئے ہلکی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ عمران نے صفدر کے

بگ سے نائٹ ٹیلی سکوپ نکال کر آنکھوں سے لگائی اور غور سے وسیع میدان کو دیکھنے لگا۔

”ہمیں اور آگے جانا ہو گا“..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل چلنے

کے بعد عمران کو آثار قدیمہ کے سپاٹس نظر آنے لگ گئے تو عمران

باتوں میں مصروف ہو گئے۔ پھر چار گھنٹے گزرنے کے بعد ڈرمن نے از خود انہیں اطلاع دی تو وہ سب عمران سمیت اوپر عرشے پر پہنچ گئے۔

”ساحل نظر آنے لگ گیا ہے جناب۔ وہ دیکھیں“..... ڈرمن نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ ہمیں تو ہر طرف اندھیرا نظر آ رہا ہے۔ کہیں یہاں ساحل اندھیرے کو تو نہیں کہا جاتا“..... عمران نے کہا تو ڈرمن بے اختیار ہنس پڑا۔

”ابھی آپ کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو جائیں گی بہر حال ہم آدھے گھنٹے بعد ساحل پر پہنچ جائیں گے لیکن یہ تو ویران ساحل ہو گا اور آگے انتہائی طویل میدانی علاقہ ہے۔ آپ کیسے شہر پہنچیں گے“..... ڈرمن نے کہا۔

”ہم نے شہر جانا ہوتا تو ہم اتنا چکر کاٹ کر یہاں کیوں آتے۔ ہمارا کام اس میدانی علاقے تک ہی محدود ہے“..... عمران نے کہا

تو کپتان ڈرمن نے اثبات میں سر ہلادیا کیونکہ عمران نے اسے اپنے بارے میں یہی بتایا تھا کہ وہ اسمگروں کی ایک بین الاقوامی تنظیم

کے رکن ہیں اور اس میدانی علاقے میں ان کا خاص اڈا ہے لیکن دشمن تنظیمیں اس اڈے کو تباہ کرنا چاہتی ہیں اس لئے اپنے آپ کو

خفیہ رکھنے کے لئے وہ اس انداز میں وہاں جا رہے ہیں۔

”آپ کی واپسی کب ہو گی جناب“..... ڈرمن نے کہا۔

”زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے بعد“..... عمران نے جواب دیا

رک گیا۔

”یہ آثار نظر آنے لگ گئے ہیں اس لئے اب اسلحہ وغیرہ نکال لو۔ ہم نے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے۔ اس کے بعد ان سے آگے پوچھ گچھ ہوگی“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان سپاٹس تک پہنچ گئے۔ وہاں ٹوٹے پھوٹے چند معبد تھے لیکن ان معبدوں سے ہٹ کر شمال کی طرف ایک کافی بڑی عمارت بنی ہوئی تھی جس کے گرد چار دیواری تھی اور پھانک لگا ہوا تھا۔ چار دیواری کے اندر روشنی ہو رہی تھی۔ عمران نائٹ ٹیلی سکوپ کی مدد سے اس پوری عمارت کا بغور جائزہ لیتا رہا۔

”میرے خیال میں سب سوئے ہوئے ہیں یا اگر کوئی چیکنگ ہو رہی ہوگی تو وہ سامنے کے رخ پر ہوگی کیونکہ عقبی طرف سے ہمارے آنے کا تو انہیں خیال تک نہ ہوگا۔ صفدر، تم جا کر اندر گیس کے دس کیسپول فائر کر دو“..... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ پھر عمارت کے قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے گیس پستل کا رخ اندرونی طرف کر کے ٹریگر دبایا تو پستل سے گیس کیسپول نکل کر عمارت کے اندر گرنے لگے۔ عمران اور اس کے ساتھی کچھ فاصلے پر خاموش کھڑے تھے دس کیسپول اندر فائر کر کے صفدر واپس آگیا اور پھر دس منٹ تک انتظار کرنے کے بعد وہ سب آگے بڑھے اور پھر پہلے انہوں نے

چار دیواری کے گرد چکر لگایا۔ اس کے بعد وہ بند پھانک کی طرف آ گئے اور پھر عمران کے اشارے پر تنویر کسی بندر کی طرح پھرتی سے پھانک پر چڑھ کر اندر کود گیا اور اس نے پھانک کی چھوٹی کھڑکی کھول دی تو عمران سمیت سب اندر داخل ہو گئے۔

”کھڑکی بند کر دو“..... عمران نے کہا تو سب سے آخر میں آنے والے صفدر نے کھڑکی بند کر دی۔ اس طرف چار کمرے تھے جبکہ باہر برآمدہ تھا اور برآمدے میں دو مسلح آدمی بیڑھے میز پر انداز میں گرے ہوئے تھے جبکہ سائیڈ سے سیڑھیاں اوپر چھت پر جا رہی تھیں اور ان سیڑھیوں کے قریب ایک آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے پوری عمارت کا جائزہ لیا تو ایک کمرے میں ایک آدمی کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی فرش پر شراب کی ایک بوتل ٹوٹی ہوئی پڑی تھی جبکہ اس کے سامنے میز پر ایک فون موجود تھا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ سیکورٹی انچارج ہوگا۔ پھر وہ واپس پلٹا اور اس نے اپنے ساتھیوں سمیت اس پوری عمارت کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس عمارت کے نیچے دو بڑے بڑے تہہ خانے بھی موجود تھے اور ان تہہ خانوں میں ایسے آثار تھے جیسے ان میں پہلے بھاری سامان وغیرہ رکھا جاتا تھا لیکن اب وہ تہہ خانے خالی پڑے ہوئے تھے۔ عمران واپس اس کمرے میں آیا جہاں وہ آدمی کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔

صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ

سب کیا ہے" اس آدمی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے سوال کا جواب دو۔ کیا نام ہے تمہارا" عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

"میرا نام جیگر ہے۔ مگر تم کون ہو اور اس طرح اچانک تم کیسے

آگئے۔ میرے آدمیوں نے تمہیں نہیں روکا۔ یہ سب کیا اور کیسے ہو

گیا" جیگر پر ابھی تک حیرت چھائی ہوئی تھی۔

"تم یہاں سیکورٹی انچارج ہو" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں سیکورٹی انچارج ہوں" جیگر نے کہا۔

"لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج کون ہے" عمران نے پوچھا تو

جیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہیں تم وہ پاکیشیائی ایجنٹ تو نہیں ہو۔ مگر تم تو

ایکریمن ہو۔ کیا مطلب" سیکورٹی انچارج جیگر نے اس بار

بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار

چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تم کیسے جانتے ہو پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے

میں" عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے انتھونی نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچیں

"اس آدمی کو کرسی پر رسی سے باندھ دو" عمران نے کہا تو

صفدر اور کیپٹن شکیل نے جلد ہی اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ رسی

کا بندل انہیں ایک تہہ خانے سے مل گیا تھا۔

"تنویر۔ تم اس کے تمام ساتھیوں کا خاتمہ کر دو لیکن فائرنگ

نہیں ہونی چاہئے کیونکہ فائرنگ کی آواز بہت دور تک جا سکتی

ہے" عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس مڑ

گیا۔ عمران نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر

اس نے شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس

نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے واپس جیب

میں ڈال لیا اور پھر تھپے ہٹ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جو لیا پہلے ہی

ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"کہیں اس لیبارٹری سے اس کمرے کو چمک نہ کیا جا رہا ہو۔

جو لیا نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں ایسی کوئی ڈیوائس نہیں ہے۔ میں نے چیکنگ کر

لی ہے" عمران نے کہا۔ اسی لمحے اس آدمی کے جسم میں حرکت

کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور چند لمحوں بعد ہی اس نے

کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ مجھے" اس آدمی نے ہوش

میں آتے ہی بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ

ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ

گے۔ اس نے اپنے چار آدمی بھی یہاں بھیجے تھے۔..... جیگر نے کہا۔

”انتھونی کون ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ۔ وہ کسی بین الاقوامی تنظیم کا آدمی ہے۔“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔“..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیسے یہاں آ گئے ہو۔ میرے آدمیوں کا کیا ہوا؟“..... جیگر نے کہا تو عمران نے جیب سے مشین پستل نکال لیا۔

”سنو جیگر۔ تم ابھی تک اس لئے زندہ ہو کہ تم ہمارے دشمن نہیں ہو۔ ہم تم سے صرف چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تمہارے سارے آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور تم یہاں اس وقت اکیلے ہو۔“..... عمران نے تیز دلچے میں کہا۔

”مم۔ مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے تو تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے تو جوئے میں ہاری ہوئی ادھار رقم اتارنے کے لئے بھاری رقم کی اشد ضرورت تھی اس لئے میں نے انتھونی کے چار آدمیوں کو یہاں رکھنے کی حامی بھری تھی۔“..... جیگر نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہ بھی عام سا سیکورٹی کا آدمی ہے۔ باقاعدہ تربیت یافتہ یا فیلڈ میں کام کرنے والا آدمی نہیں ہے۔

”میں نے کہا ہے کہ پوری تفصیل بتاؤ۔“..... عمران نے یقین

کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پستل کا رخ اس کے سینے کی طرف کر دیا۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ پلیز اسے نیچے کر لو۔ میں بتاتا ہوں۔

سب کچھ بتاتا ہوں۔“..... جیگر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”بولتے جاؤ لیکن جھوٹ مت بولنا۔ جیسے ہی تم نے جھوٹ بولا

مجھے فوری علم ہو جائے گا اور پھر میں نے صرف ٹریگر دبانا ہے اور

تمہاری لاش اس ویرانے میں گدھیں نوچیں گی۔“..... عمران نے اور

زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

”میں یہاں سیکورٹی انچارج ہوں۔ آثار قدیمہ کے معبدوں کی

سیکورٹی ہمارے ذمے ہے۔ میرے ساتھ تین آدمی ہیں لیکن چونکہ

یہاں صرف چند سیاح ہی آتے ہیں اس لئے ہمیں کوئی کام نہیں کرنا

پڑتا۔ میں اکثر شہر چلا جاتا ہوں۔ وہاں مجھے جو اکھیلنے کی عادت پڑ گئی۔

پہلے تو میں جیتتا رہا لیکن پھر میں ہارنے لگ گیا اور میں نے بھاری رقم

جیتنے کے لئے ادھار رقم لے کر جو اکھیلا لیکن پھر بھی ہار گیا۔ اب میری

تنخواہ تو اتنی نہیں کہ میں اس میں سے رقم اتار سکتا۔ میں پریشان تھا

کہ انتھونی نے مجھے شہر میں کال کر لیا۔ وہ میرا دوست ہے۔ ہم اکٹھے

پڑھتے رہے ہیں اور مجھے انتھونی کے بارے میں معلوم تھا کہ اس کا

تعلق کسی بین الاقوامی تنظیم سے ہے اور وہ خود ٹھاٹھ باٹھ سے رہتا

ہے۔ بظاہر اس نے امپورٹ ایکسپورٹ کی فرم بنائی ہوئی ہے۔

بہر حال میں وہاں گیا تو اس نے مجھے بتایا کہ پاکیشیائی مہجنوں کی

”اوہ۔ کب ایسا ہوا ہے“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے

کہا۔

”تقریباً ایک ہفتہ قبل۔ وہ سب بڑے بڑے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو کر چلے گئے۔ لیبارٹری سیکورٹی انچارج کرنل لارک میرا دوست تھا۔ اس نے مجھے صرف اتنا بتایا کہ کسی حملے کے خوف کی وجہ سے وہ یہ لیبارٹری چھوڑ کر کسی دوسری لیبارٹری میں جا رہے اور جب حملے کا خوف ختم ہو جائے گا تو پھر وہ واپس آجائیں گے۔“..... جیگر نے جواب دیا۔

”لیبارٹری اب بالکل خالی ہے یا مشینری وغیرہ موجود ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”مشینری تو نہیں لے جانی گئی۔ صرف لوگ گئے ہیں۔“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں گئے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم اور نہ انہوں نے بتایا ہے۔ کرنل لارک کو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اس لئے وہ مجھے کیا بتاتا“..... جیگر نے کہا۔

”تم نے انتھونی کو بتایا تھا کہ لیبارٹری خالی ہو چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے اس کی کیا ضرورت تھی اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ مجھے رقم ہی نہ دیتا اس لئے میں خاموش رہا“..... جیگر نے کہا۔

ایک ٹیم یہاں ایک لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے آنے والی ہے اور یہ لیبارٹری یہاں قریب ہی زیر زمین ہے۔ گو اس نے کہا کہ وہ اس گروپ کو شہر میں داخل ہوتے ہی ختم کرادے گا لیکن اگر کسی بھی طرح وہ بچ کر میرے پاس پہنچ گئے تو میرے آدمی ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس نے مجھے اس کام کے لئے بھاری رقم دینے کا وعدہ کیا۔ مجھے چونکہ رقم کی ضرورت تھی اور میں نے کچھ کرنا بھی نہ تھا اس لئے میں رضامند ہو گیا اور اس نے اپنے چار آدمیوں کو ہماری خصوصی یونیفارم میں یہاں بھجوا دیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ یہ آدمی حکومت نے بھیجے ہیں۔ وہ چھت پر چڑھ کر نگرانی کرتے رہے۔ کل سے ایسا ہو رہا تھا کہ اب تم اچانک یہاں پہنچ گئے۔ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ اچانک بے ہوش ہو گیا“..... جیگر نے مسلسل بولتے ہوئے پوری تفصیل بتادی۔

”لیبارٹری کا انچارج کون ہے“..... عمران نے کہا۔

”اب تو کوئی نہیں ہے“..... جیگر نے جواب دیا تو عمران کے ساتھ ساتھ خاموش بیٹھی ہوئی جولیا بھی بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا مطلب۔ کیوں نہیں ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیبارٹری بند کر کے سب چلے گئے ہیں۔ اب وہاں کوئی نہیں ہے۔ نہ سائنس دان اور نہ ہی سیکورٹی کے افراد“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جاتی اور مشینری کو شفٹ کرنے اور وہاں نصب کرنے میں وقت لگ جاتا اس لئے انہوں نے متبادل لیبارٹری میں پہلے سے دوسری مشینری نصب کر رکھی ہوگی۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا کیا جائے۔ یہ تو بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔“۔۔۔۔۔ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لگتا ایسا ہی ہے لیکن اب یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”اس کا کیا کرنا ہے۔“۔۔۔۔۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”گولی مار دو اور کیا کرنا ہے۔“۔۔۔۔۔ عمران نے حشک لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پشٹ نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ جیگر کوئی احتجاج کرتا جولیا نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی جیگر کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھرنے لگا لیکن جولیا تیزی سے مڑی اور کمرے سے باہر آگئی۔

ڈیاگی اپنے بیڈ روم میں داخل ہوئی اور پھر وہ ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ ان آٹھوں راستوں کا راؤنڈ لگا کر اور خود انتھونی کے آدمیوں کو چیک کر کے اب واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچی تھی جو اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہی تھی۔ یہاں بھی اسے یہ رپورٹ ملی تھی کہ یہاں کوئی مشکوک آدمی چیک نہیں کیا گیا۔ چنانچہ اب اس نے آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ اس نے آٹھوں راستوں پر چینگ کرنے والوں کو دیکھ کر اطمینان کر لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی کسی راستے سے لاپاز میں داخل ہوں گے تو واقعی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ وہ سیدھی باتھ روم میں چلی گئی اور پھر غسل کر کے اور ڈھیلا لباس پہن کر اس نے پہلے تو اپنے بال برش سے سنوارے اور پھر اس نے ایک ریک سے شراب کی بوتل اور گلاس اٹھا کر اسے میز پر رکھا اور پھر کرسی پر نیم دراز ہو کر اس نے

فوراً یہ خیال آیا کہ انتھونی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیا ہو گا اس لئے اس نے رات کے اڑھائی بجے فون کیا ہے۔

"یس۔ ڈیاگی بول رہی ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ مارے گئے وہ سب لوگ..... ڈیاگی نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"مادام۔ ان کی بجائے ہمارے چار آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور لیبارٹری خوفناک دھماکے سے متباہ کر دی گئی ہے..... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا تو ڈیاگی کو چند لمحوں تک تو سمجھ ہی نہ آئی کہ انتھونی کیا کہہ رہا ہے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کون سی لیبارٹری۔ کیا مطلب..... ڈیاگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ آٹھوں راستوں پر ہم مکمل پکٹنگ کئے ہوئے ہیں لیکن وہ کسی راستے سے بھی لاپاز میں داخل نہیں ہوئے۔ اچانک مجھے تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی ہے کہ شمال مشرقی میدانی علاقے میں محکمہ آثار قدیمہ کی عمارت کے قریب زیر زمین کوئی خفیہ لیبارٹری اچانک دھماکے سے متباہ ہو گئی ہے تو میں چونک پڑا کیونکہ یہی وہ لیبارٹری تھی جس کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ آنے والے تھے۔ میں خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں گیا تو وہاں فوج مجھ سے بھی پہلے پہنچ چکی تھی۔ بہر حال میں نے اپنے ذرائع سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق آثار قدیمہ کی عمارت میں موجود آٹھ افراد کو

شراب کی بوتل کھول کر آدھا گلاس شراب سے بھرا۔ اس کے بعد ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس نے ٹی وی آن کیا اور اس کے بعد دونوں پیر سامنے رکھی ہوئی میز پر پھیلا کر اس نے ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ گھونٹ گھونٹ شراب پینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر پہلے سے موجود تھکاوٹ غائب ہو گئی اور اب وہ فریش نظر آ رہی تھی۔ اس انداز میں ٹی وی دیکھتے دیکھتے اور شراب پیتے پیتے نجانے اسے کس وقت نیند آ گئی اور وہ اس طرح کرسی پر نیم دراز انداز میں ہی گہری نیند سو گئی کہ اچانک اس کے کانوں میں فون کی گھنٹی کی تیز آواز پڑی تو اس کا شعور جاگ اٹھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔ ٹی وی ابھی تک چل رہا تھا جبکہ شراب کی بوتل میز پر پڑی ہوئی تھی۔ البتہ سامنے دیوار پر لگے کلاک کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑی۔

"ارے کیا مطلب۔ رات کے اڑھائی بج گئے ہیں۔ حیرت ہے۔ میں اتنی دیر سوئی رہی ہوں یہاں۔ اسی حالت میں..... ڈیاگی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی اور اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ رات کے اڑھائی بجے اسے کون فون کر رہا ہو گا اور کیوں۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس..... ڈیاگی نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"انتھونی بول رہا ہوں میڈم..... دوسری طرف سے انتھونی کی تیز آواز سنائی دی تو ڈیاگی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے ذہن میں

گردنیں توڑ کر ہلاک کیا گیا اور لاشوں کو دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہوتے وقت بے ہوش تھے جبکہ سیکورٹی انچارج کو کمرے میں کرسی پررسیوں سے باندھ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کے سینے میں گولیاں ماری گئی ہیں لیکن ایک اور عجیب بات سامنے آئی ہے کہ لیبارٹری کے ملبے سے کسی انسان کی کوئی لاش تو ایک طرف لاش کا کوئی ایک ٹکڑا بھی نہیں ملا۔ یقینی طور پر لیبارٹری انسانوں سے خالی تھی۔ میں نے اپنے طور پر جو معلومات اکٹھی کی ہیں ان کے مطابق کچھ افراد عقبی ساحل سے پیدل چلتے ہوئے وہاں آئے ہیں اور واردات کر کے وہ دوبارہ اسی راستے سے واپس چلے گئے ہیں کیونکہ پولیس اور فوج کو عقبی ساحل پر کسی لانچ کے ٹھہرنے اور ہک ہونے کے نشانات ملے ہیں حالانکہ اس طرف سے کوئی سمندری راستہ نہیں ہے۔ پولیس مزید انکوائری کر رہی ہے۔ انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کے الفاظ اس طرح ڈیاگی کے کانوں میں پڑ رہے تھے جیسے پگھلا ہوا سیسہ پڑتا ہے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم یہاں پکٹنگ ہی کرتے رہ گئے اور وہ لوگ عقبی ساحل سے آکر اپنا مشن مکمل کر کے واپس بھی چلے گئے۔ ویری بیڈ۔ یہ تو اے سیکشن کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ ڈیاگی نے اس بار غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”میڈم۔ اصل مسئلہ اور ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ کسی معروف راستے سے لاپاز میں داخل ہوں گے اور پھر لیبارٹری

جائیں گے جبکہ یہ لوگ کسی بھی معروف راستے سے آنے کی بجائے غیر معروف راستے سے یہاں براہ راست پہنچ گئے اور ہم معروف راستوں پر ہی پکٹنگ کرتے رہ گئے۔ انتھونی نے جواب دیا۔

”لیکن وہ غیر معروف راستہ ہی سہی مگر کون سا راستہ ہے اور وہ لوگ کس طرح وہاں پہنچ گئے۔ اب تک ہم ان کا انتظار کر رہے تھے اور اب ہمیں ان کے پیچھے جانا پڑے گا۔ ڈیاگی نے چیختے ہوئے کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے مادام۔ یہ لوگ کسی طاقتور لانچ سے یما سے لمبا چکر کاٹتے ہوئے میدانی علاقے کے عقب میں پہنچے ہیں اور یہ واردات کر کے یہ اسی راستے سے واپس چلے گئے ہیں اور یہ راستہ اس قدر طویل ہے کہ لانچ جس قدر بھی طاقتور ہو بارہ گھنٹوں سے پہلے یہ واپس یما نہیں پہنچ سکتے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ہیلی کاپٹر پر ان کو چیک کروں اور اگر یہ لانچ مل جائے تو اسے سمندر میں ہی تباہ کر دوں۔ انتھونی نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ جاؤں گی اور سنو۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر ہم چھوٹے ہیلی کاپٹر پر گئے تو یہ ہمارا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی تباہ کر دیں گے اس لئے ہمیں نیوی کا خصوصی ہیلی کاپٹر حاصل کرنا ہو گا۔ کیا تمہارے تعلقات ہیں نیوی میں۔ ڈیاگی نے تیز لہجے میں کہا۔

”مل جائے گا ہیلی کاپٹر اور اگر آپ کہیں تو نیوی کے لوگ خود بھی یہ آپریشن کر سکتے ہیں۔ انتھونی نے جواب دیا۔

”بچھا کریں گے“..... ڈیاگی نے انتہائی پر جوش لہجے میں کہا۔

”مجھے انتھونی نے رپورٹ دی ہے لیکن یہ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ وہ نیوی ہیلی کاپٹر کو دور سے ہی ہیک کر لیں گے اور پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے تم ایسی کوئی حماقت نہیں کرو گی بلکہ اب تم ایسا کرو کہ انتھونی اور اس کے ساتھ ہند خاص آدمی لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے لیما کے اصل ساحل پر پہنچ جاؤ جہاں یہ لائنیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اطمینان سے واپس جائیں گے اور پھر ان پر اچانک فائر کھولا جاسکتا ہے۔“ لوسیا نے کہا۔

”اوہ یس چیف۔ یہ زیادہ بہتر ترکیب ہے“..... ڈیاگی نے فوراً ہی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”لیما کے اندر تم نے کوئی کارروائی نہیں کرنی کیونکہ پہلے ہی اصول کے تحت میں نے لیما کے انچارج کو وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کارروائی سے روک دیا تھا اس لئے اب تم نے بھی لیما کے اندر کچھ نہیں کرنا بلکہ جو کچھ کرنا ہے وہیں ساحل پر ہی کرنا ہے اور یہ بتا دوں کہ تمہیں انتہائی محتاط رہنا ہو گا“..... لوسیا نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ لیکن یہ لوگ لیبارٹری تو تباہ کر ہی چکے ہیں۔ کیا اس سے ہماری کارکردگی پر تو کوئی فرق نہیں پڑے گا“..... ڈیاگی نے کہا۔

”نہیں۔ ہمیں تو صرف عمران کی ہلاکت کا مشن دیا گیا تھا۔“

”ایک نیوی گیزر اور پائلٹ نیوی کالے لو۔ ان لوگوں کے خاتمے کا مشن ہم خود مکمل کریں گے۔ تم تمام انتظامات فوری طور پر کر لو۔ پھر مجھے لانے کے لئے کار بھجوا دو“..... ڈیاگی نے کہا۔

”یس مادم“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیاگی نے رسیور رکھا اور پھر اچھل کر سیدھی کھڑی ہو گئی اور پھر دوڑتی ہوئی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس نے جینز کی پینٹ کے ساتھ سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ ٹی وی ابھی تک چل رہا تھا۔ ڈیاگی نے ٹی وی آف کیا اور پھر فون کے رسیور کی طرف اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... ڈیاگی نے کہا۔

”لوسیا بول رہی ہوں ڈیاگی“..... دوسری طرف سے چیف لوسیا کی سخت آواز سنائی دی۔

”یس چیف“..... ڈیاگی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ انتھونی نے اسے مکمل رپورٹ دے دی ہو گی۔

”مجھے انتھونی سے رپورٹ مل گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن یکسر ناکام رہا ہے“..... لوسیا نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ ہم راستوں کے چکر ہیں الجھے رہ گئے اور وہ لوگ عقب سے آکر واردات کر گئے۔ البتہ اب ہم ان کا شکار کریں گے۔ اب معاملہ الٹ ہو گا۔ پہلے ہم ان کا انتظار کرتے رہے اب ہم ان کا

لیبارٹری کی حفاظت ہمارے مشن میں شامل ہی نہیں ہے اس لئے اس کا ہم پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ ویسے یہ جو رپورٹ انتھونی نے دی ہے اس سے میں سمجھ گئی ہوں کہ اسرائیلی حکام نے پہلے ہی متبادل انتظام کر رکھا تھا اس لئے جیسے ہی انہیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف کام کر رہی ہے تو انہوں نے خاموشی سے لیبارٹری سے سائٹس دان نکال کر کسی دوسری لیبارٹری میں شفٹ کر دیئے۔..... لوسیائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس چیف۔ واقعی آپ درست کہہ رہی ہیں۔ اس کا تو مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اپنے مشن میں ناکام رہی ہے۔..... ڈیاگی نے چہک کر کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ لوگ حد درجہ تیز ہیں۔ اب لامحالہ یہ اس دوسری لیبارٹری کو ٹریس کریں گے اور پھر وہاں اٹیک کریں گے۔ یہ مشن مکمل کئے بغیر واپس جانے والے نہیں ہیں اس لئے اب واقعی ہمیں خود ان کا شکار کھیلنا پڑے گا۔..... لوسیائے نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب ان کا خاتمہ ہر صورت میں ہو گا۔..... ڈیاگی نے کہا۔

”اوکے۔ ہر طرح سے محتاط رہنا۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیاگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

لانچ انتہائی تیز رفتاری سے واپس لیما کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرمن نے آنے اور جانے کے لئے ٹھوس انتظامات پہلے ہی کر رکھے تھے۔ اس نے فیول ٹینک مکمل طور پر بھرنے کے ساتھ ساتھ افسانی ٹینک بھی فیول سے بھرا کر علیحدہ رکھے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لانچ بارہ گھنٹے کا سفر کرنے کے بعد ایک بار پھر بارہ گھنٹے کا سفر کرتی ہوئی واپس لیما جا رہی تھی اور اسے فیول کی کمی کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ ظاہر ہے چوبیس گھنٹے کے سفر جتنا فیول تو کسی لانچ کے ٹینک میں آ ہی نہ سکتا تھا اور جس راستے سے وہ گزر رہے تھے وہاں کہیں سے بھی انہیں فیول نہ مل سکتا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت نچلے کبین میں موجود تھا۔ عمران نے ساحل پر پہنچتے ہی سب سے پہلے وہ وائرلیس بم ڈی چارج کر دیا جو وہ لیبارٹری کے اندر نصب کر کے آیا تھا اور جب انہیں دور سے دھماکے کی بازگشت

دھماکہ دور دور تک سنائی دیا ہو گا اس لئے فوج اور پولیس وہاں پہنچی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ انہیں ہماری لانچ کے وہاں پہنچنے اور پھر واپس جانے کے بارے میں بھی علم ہو گیا ہو۔ ایسی صورت میں دن کے وقت کھلے سمندر میں اگر ہماری چیکنگ کی گئی تو یہ لانچ دور سے ہی نظر آجائے گی اور پھر آپ خود ہی سوچ سکتی ہیں کہ ہمارا کیا حشر ہو گا..... کیپٹن شکیل نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے تفصیل سے بات کی۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن کیا یہ بات اس انداز میں نہیں کی جا سکتی جس انداز میں تم نے کی ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جنازے اور مزاروں کی باتیں کی جائیں“..... جو لیا نے پہلے کی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے کمال ہے۔ تمہیں شاعرانہ انداز پسند نہیں ہے۔ شاعر کتنے خوبصورت انداز میں بات کرتا ہے جبکہ عام آدمی وہی بات اس طرح کر دیتا ہے کہ جیسے بات کرنے کی بجائے سر پر لٹھ مار رہا ہو۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ یہ مشن تو ناکام ہو گیا“..... اچانک صفدر نے کہا۔

”کیوں ناکام ہو گیا۔ لیبارٹری تباہ ہو گئی۔ مشن مکمل ہو گیا۔ اس کا چٹیک مل جائے گا تو پھر آئندہ کسی مشن کے بارے میں سوچوں گا۔ پہلے وصولی تو کر لوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے

سنائی دی تو ان سب نے اطمینان کے سانس لئے۔ چونکہ ڈرمن بے پناہ تھکاوٹ کی وجہ سے بے ہوشی کے عالم میں سویا ہوا تھا اور اسے اس دھماکے کا علم ہی نہ ہو سکا تھا اور عمران نے بھی اسے اٹھانے کی بجائے ویسے ہی سونے دیا اور اس نے تنویر کو لانچ چلانے کا کہہ دیا تھا اور جب تقریباً چار گھنٹوں کا واپسی کا سفر لانچ نے طے کر لیا تب ڈرمن کی آنکھ کھلی اور وہ حیرت بھرے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا لیکن جب عمران نے اسے بتایا کہ اسے بے حد تھکا ہوا اور سوتے دیکھ کر انہوں نے اسے نہیں جگایا تو اس نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ عمران نے جلد واپسی کے سوال پر اسے صرف یہ بتایا تھا کہ چونکہ ان کا کام جلد ہو گیا تھا اس لئے وہ جلد واپس آگئے ہیں۔ پھر لانچ کی کپتانی ڈرمن نے سنبھال لی اور تنویر بھی ان کے پاس نیچے کین میں آگیا۔

”عمران صاحب۔ اب مشن کا کیا ہو گا“..... صفدر نے کہا۔

”تمہیں مشن کی فکر ہے اور مجھے فکر ہے کہ زندہ سلامت ہماری واپسی بھی ہوتی ہے یا اس سمندر میں ہی غرق ہونا پڑے گا۔ ایک بڑے شاعر نے کہا ہے کہ وہ کیوں نہ غرق دریا ہو گیا کہ نہ کہیں جنازہ اٹھتا اور نہ کہیں مزار بنتا۔ بس دریا کی جگہ سمندر رکھ لو۔ ویسے بھی سمندر کی اپنی شان ہوتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تمہارے منہ سے سوائے منحوس باتوں کے اور بھی کچھ نکلتا ہے یا نہیں“..... جو لیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”مس جو لیا۔ عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ لیبارٹری کا

"تو آپ نے اس بارے میں لازماً کچھ سوچا ہو گا"..... صفدر نے

کہا۔

"اب کیا کہا جاسکتا ہے۔ پورے براعظم افریقا میں سینکڑوں ہزاروں لیبارٹریاں ہوں گی۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں بے شمار جزیرے ہیں جہاں لیبارٹریاں ہیں۔ اب کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ آلہ اب کس لیبارٹری میں تیار ہو رہا ہے"..... عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

"پھر اب کیا ہو گا۔ اب کیا کیا جائے"..... جولیا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ تم بھی تو سوچو"..... عمران نے کہا تو سب نے اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھا جیسے عمران کا یہ فقرہ ان کے لئے انتہائی حیرت کا باعث بنا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم خود سوچ چکے ہو۔ ویری گڈ"۔ جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اکیلے میرے سوچنے سے کیا ہوتا ہے۔ کیوں تنویر"..... عمران نے کہا۔

"بس صرف سوچتے رہو۔ مجھے تمہارے سوچنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے"..... تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ میں بتاؤں کہ آپ نے کیا سوچا ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر چونک

کہا تو سب ساتھی ایک بار پھر بے اختیار مسکرا دیئے۔

"مشن کی ناکامی پر چیک کی بجائے تمہیں گولی بھی ماری جاسکتی ہے"..... جولیا نے کہا۔

"لو اب تم نے خود ہی شاعرانہ باتیں شروع کر دی ہیں"۔ عمران نے لفظ منحوس کہنے کی بجائے دوسرے الفاظ میں بات کی تو جولیا بے اختیار پھسکی ہنسی ہنس کر رہ گئی۔

"عمران صاحب۔ معاملات بے حد سنجیدہ ہیں۔ ہم باوجود کوشش کے وہ لیبارٹری تباہ نہیں کر سکے جہاں وہ آلہ تیار ہو رہا ہے اور اگر یہ تیار ہو گیا تو پاکیشیا اور مسلم ممالک کے اربوں افراد ختم ہو جائیں گے اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس آلے کی تیاری میں اب کتنا وقت رہ گیا ہے"..... صفدر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سب کے چہروں پر سنجیدگی کی تہیں چڑھتی چلی گئیں۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اس بار واقعی ہمارے ساتھ ایسا ہاتھ کیا گیا ہے جس کی ہمیں توقع ہی نہ تھی۔ لیبارٹری کو خالی کر دیا گیا اور ساتھ ہی بگ ڈاج کے اے سیکشن کو ہمارے خلاف میدان میں اتار دیا گیا تاکہ ہمیں اٹھایا جاسکے۔ اب بھی اگر ہم سمندری راستے سے وہاں نہ پہنچتے اور کسی عام راستے سے لاپاز میں داخل ہوتے تو یقیناً اس خالی لیبارٹری تک پہنچتے پہنچتے ہمیں کئی دن مزید لگ جاتے جبکہ اب اصل بات یہ ہے کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں یہ آلہ تیار کیا جا رہا ہے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

پڑے۔

”اچھا بتاؤ“..... عمران نے اس بار بڑے چیلنج بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ اسرائیل کے صدر سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کریں گے چاہے اسے براہ راست کال کر کے یا کسی مہجمنسی کے ذریعے“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”کمال ہے۔ تم نے میرے دماغ کے اندر کوئی خفیہ مشین تو نہیں لگا رکھی جو کچھ میں سوچتا ہوں وہ تمہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ اب تو مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ میں جو کچھ تنویر کے بارے میں سوچوں گا وہ بھی تمہیں معلوم ہو جائے گا اور تم نے اگر وہ سب کچھ تنویر کو بتا دیا تو تنویر کا سینہ مزید دوانچ پھول جائے گا“..... عمران نے کہا تو تنویر کا عمران کی بات سن کر تیزی سے بگڑتا ہوا چہرہ اس کی آخری بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔ ظاہر ہے عمران کے آخری فقرے کا مطلب تھا کہ وہ تنویر کی تعریف ہی سوچے گا تب ہی تنویر کا سینہ فخر سے دوانچ پھول جائے گا۔

”عمران صاحب۔ کیا اسرائیلی صدر آسانی سے بتا دے گا“۔ صفدر نے کہا۔

”آسانی سے تو ظاہر ہے کوئی نہیں بتا سکتا اور انہوں نے اس بار جو گیم کھیلی ہے وہ واقعی انتہائی کامیاب رہی ہے اور انہیں بھی پوری طرح احساس ہو گا کہ اب ہم اس نئی لیبارٹری کو تلاش کرنے کی

کوشش کریں گے۔“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی انہیں دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ سب لگتے اچھل پڑے۔

”اوہ۔ اوہ۔ جیکنگ ہو رہی ہے۔ آؤ“..... عمران نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر وہ سیریلیاں پھلانگتا ہوا اوپر عرشے پر پہنچ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر انہیں دور سے نیوی کا بڑا ہیلی کاپٹر نظر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس ہیلی کاپٹر کا رخ لیما کی طرف ہی تھا لیکن وہ کافی فاصلے پر تھا کہ اچانک لانچ میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی تو ڈرمن نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”رک جاؤ۔ میں بات کروں گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ نیوی سرچنگ پارٹی۔ کیا نمبر ہے تمہاری لانچ کا۔“ اور..... ایک تیز آواز سنائی دی تو عمران نے لانچ کا نمبر بتا دیا۔

”تم اس راستے سے کیوں سفر کر رہے ہو جبکہ یہ منظور شدہ راستہ نہیں ہے۔ اور“..... پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا گیا۔

”ہمارا تعلق اقوام متحدہ کے سروے سیکشن سے ہے۔ ہم اس علاقے میں سمندری حیات کے سلسلے میں ابتدائی سروے کر رہے ہیں۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تمہاری منزل کہاں ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

”ظاہر ہے ہم لیما جا رہے ہیں۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ لیما پہنچ کر آپ نے نیوی سب ہیڈ کوارٹر میں رپورٹ ضرور کرنی ہے تاکہ آپ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو اطلاع دی جاسکے اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ اور“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ لوگ اتنی آسانی سے تو مطمئن ہوئے والے نہیں ہیں جتنا اب یہ لیما میں ہمارے سرپر سوار ہوں گے تاکہ اس بات لے سکیں۔“..... ڈرمن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو ڈرمن۔ ہم انہیں سنبھال لیں گے۔ تم تک بات نہیں پہنچے گی“..... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو ڈرمن کے سستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ ہیلی کاپٹر کافی آگے جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔

”لیما پہنچنے میں اب کتنا وقت رہ گیا ہے ڈرمن“..... عمران نے کہا۔

”تقریباً اڑھائی گھنٹوں کا سفر باقی ہے“..... ڈرمن نے میٹر دیکھتے ہوئے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت واپس نیچے کیمپ میں آگیا۔

”عمران صاحب۔ معاملہ مشکوک لگ رہا ہے۔ نیوی کے لوگ

اتنی آسانی سے مطمئن نہیں ہو سکتے“..... صدر نے کہا۔

”ہاں اور اس کا مطلب ہے کہ لیما میں ہمارے استقبال کی مکمل تیاری کر لی گئی ہے“..... عمران نے کہا۔

”انہیں انتظام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں کھلے سمندر میں بھی وہ ہماری لانچ کو تباہ کر سکتے تھے“..... جولیانے کہا۔

”وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے خوفزدہ ہیں۔ انہیں خطرہ ہو گا کہ الٹا ہم ان کا ہیلی کاپٹر ہی میزائل سے ہٹ کر سکتے ہیں اور اس کے بعد ظاہر ہے ہم نے لانچ کا رخ بدل کر اسے کہیں اور لے جانا ہے۔ اس طرح ہم ان کی نظروں سے بھی غائب ہو سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ لیما تو بہر حال اب ہمیں جانا ہی ہو گا“..... جولیانے کہا۔

”ہاں۔ اب تو لاپاز دوبارہ جانے کا فیول بھی نہیں ہو گا۔ ویسے ہم سے واقعی حماقت ہوئی کہ ہم اس لانچ سے واپس چل پڑے ہیں جبکہ لیبارٹری تباہ کر کے واپس آنے کی بجائے لاپاز شہر میں چلے جاتے تو زیادہ محفوظ رہتے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہاں ان لوگوں کا جال پھیلایا ہوا ہے۔ وہ ہمیں بہر حال لٹھا لیتے“..... جولیانے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا ضروری ہے کہ ہم براہ راست لیما کے اس ساحل پر پہنچیں اور کسی نزدیکی جزیرے پر بھی تو جاسکتے ہیں۔“..... صدر

نے کہا۔

"ایسا کوئی جزیرہ لیما کے ساحل کے قریب نہیں ہے۔ جو پہلا جزیرہ ہے وہ بھی ساحل سے پچاس ناٹ کے فاصلے پر ہے اور ایکریمین نیوی کے قبضے میں ہے۔ بہر حال فکر مت کرو۔ اب یہ ہو گا کہ قریب آنے پر ڈر من کو بے ہوش کر کے نیچے کیبن میں ڈالتا پڑے گا اور ہم آسانی سے کسی بھی ویران جگہ پر لانچ ہک کر کے آسانی سے نکل جائیں گے۔" عمران نے کہا تو سب نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے۔

بلیک سٹریپ کا چیف رائٹ اپنے آفس میں موجود ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رائٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہی۔۔۔۔۔ رائٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف آف اے سیکشن لوسیا بول رہی ہوں۔" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو رائٹ بے اختیار چونک پڑا۔ "اوہ تم۔ کیا ہوا۔ کیا وکٹری کی رپورٹ ہے۔" رائٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم حالات سے یکسر بے خبر رہے ہو۔" لوسیا نے کہا تو رائٹ چونک پڑا۔

"جب مشن تمہارے ذمے لگا دیا گیا تو پھر میں نے کیا کرنا تھا۔" لوسیا نے سو فیصد یقین ہے کہ اے سیکشن کبھی ناکام رہ ہی نہیں سکتا۔

ٹریس ہی نہ کر سکیں گے اس لئے وہ بھی ناکام ہی واپس جائیں گے۔“
لوسیہ نے کہا۔

”ہاں۔ یہ میری تجویز تھی جسے اسرائیل کے صدر نے قبول کر لیا تھا۔ بہر حال اب مجھے صدر صاحب سے بات کرنا ہوگی۔“ رائٹ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ اب ہم اس مشن کو ختم کر رہے ہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو جس لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اس کے بارے میں مجھے بتا دو تو ہم وہاں ان کے خلاف پکٹنگ کر سکتے ہیں۔“ لوسیہ نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کام بہت تھوڑا رہ گیا ہے اور اب وہ اس لیبارٹری کو ٹریس نہیں کر سکیں گے۔ اوکے۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں پھر اگر ضرورت ہوئی تو تم سے بات کروں گا۔“ رائٹ نے کہا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی اسرائیل کے صدر کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک سٹریپ فرام ناراک رائٹ بول رہا ہوں۔“ صدر صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از ایمر جنسی۔“ رائٹ نے

کہا۔

”ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔“ چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سر۔ میں ناراک سے رائٹ بول رہا ہوں۔“ رائٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں۔“ صدر اسرائیل نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا تو رائٹ نے لوسیہ سے ملنے والی تمام تفصیل دوہرا دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم لیبارٹری تبدیل نہ کر چکے ہوتے تو یہ لوگ بہر حال وہاں پہنچ ہی گئے تھے۔“ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ اور اب آپ کی اس ذہانت سے بھرپور پیش بندی نے انہیں یکسر ناکام بنا دیا ہے۔ اب یہ ادھر ادھر ہی بھٹکتے پھریں گے۔“ رائٹ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”یہ تمہاری ہی تجویز تھی اور ڈاکٹر اسکن نے بھی اس کا پہلے سے انتظام کر رکھا تھا اور اب تو صرف ایک ڈیڑھ ہفتے کا کام رہ گیا ہے۔ اس کے بعد ان کا وہ حشر ہو گا کہ دنیا ان کے حشر سے عبرت حاصل کرے گی۔“ صدر نے کہا۔

”جنتاب۔ اب یہ لوگ کسی نہ کسی طرح اس دوسری لیبارٹری

کو ٹریس کر۔ نے کی کوشش کریں گے۔" رائٹ نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن وہ ساری زندگی اس لیبارٹری کو ٹریس نہ کر سکیں گے کیونکہ ڈاکٹر راسکن اور میرے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔" صدر نے جواب دیا۔

"جواب۔ یہ لوگ آپ کے آفس سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔" رائٹ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں اس لئے میں نے اس بات کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود رکھا ہوا ہے۔ بہر حال بے فکر رہو۔ ان کا مشن بہر حال ناکام ہو گیا ہے۔ وکٹری فار اسرائیل۔" صدر نے بچوں جیسے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کاش یہ لوگ مارے جاتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔" رائٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل کھول لی کیونکہ اب لوسیا کو کال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ ایک لحاظ سے یہ مشن ہی ختم ہو گیا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت لیما کے ایک ویران ساحل پر اتر گیا۔ البتہ اس نے لانچ کے کپتان ڈرمن کو بے ہوش کر کے لانچ میں ڈالا اور پھر لانچ کو ساحل کے ساتھ ہک کرنے کی بجائے اسے کھلے سمندر میں واپس دھکیل دیا تاکہ اس لانچ کی اگر نگرانی ہو رہی ہو تو وہ اس میں الجھے رہیں اور وہ اطمینان سے لیما شہر پہنچ جائیں۔ ایک لمبا چکر ٹک کر عمران اپنے ساتھیوں سمیت شہر میں داخل ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو ایک پبلک باغ میں چھوڑا اور خود وہ باغ کی ایک سائیڈ پر موجود فون بوتھ کی طویل قطار میں سے ایک خالی فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے بہر حال یہ اطمینان تھا کہ چونکہ لاپاز میں وہ اے سیکشن کے کسی آدمی سے نہیں ٹکرائے اس لئے وہ ان کے پاس اور میک اپ سے واقف نہیں ہوں گے اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر پہلے انکوائری سے راسن گلب کا نمبر

بڑھتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک سرخ رنگ کی کار میں بیٹھی اور کار تیزی سے مڑ کر سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ عمران اطمینان سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ وہ یقیناً ڈیاگی تھی جو لاپاز میں اسے سیکشن کی انچارج تھی اور لیما میں ساحل پر ان کے استقبال کے لئے موجود تھی لیکن وہ لانچ کا انتظار کرتے رہے اور عمران اور اس کے ساتھی شہر میں داخل ہو گئے۔ ڈیاگی نے یقیناً رازداری کی خاطر پبلک فون بوتھ سے کال کی تھی لیکن شاید اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس کی آواز براہ راست عمران تک پہنچ رہی ہے۔ ویسے اگر وہ پاکیشیائی ایجنٹ کے الفاظ نہ کہتی تو عمران بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ کار کے چلے جانے کے بعد عمران ستون کی اوٹ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ سب باغ کے ایک خوبصورت کونے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور مشروب سپ کرنے میں مصروف تھے۔

"تم سب دو دو گروپوں کی صورت میں تھریسیا ٹاؤن پہنچو۔ وہاں کسی کو بھی میں سرخ رنگ کی کار کو ہم نے تلاش کرنا ہے۔" عمران نے قریب جا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا نمبر اور ماڈل وغیرہ بھی بتا دیا۔

"یہ کس کی کار ہے؟" جو لیا نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے ڈیاگی کے فون کرنے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اب ہم نے اسے گھیر کر کیا کرنا ہے۔ کیا اسے معلوم ہو گا کہ

معلوم کیا اور پھر ابھی وہ نمبر ڈائل ہی کرنے والا تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے الفاظ ٹکرائے۔ بولنے والی کوئی عورت تھی۔ عمران نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی تو اس سے دو فون بوتھ پہلے ایک فون بوتھ میں ایک نوجوان اور خوبصورت مقامی عورت کھڑی فون کر رہی تھی۔ اس کا چہرہ مخالف سمت میں تھا۔ البتہ اس کی آواز عمران کے کانوں تک پہنچ رہی تھی کیونکہ وہ خاصے غصے میں بول رہی تھی۔ عمران نے رسیور کان سے لگا لیا اور اس کے ہونٹ اس طرح حرکت کرنے لگے جیسے وہ کسی سے بات کر رہا ہو لیکن اس کے کان پوری طرح اس عورت کی گفتگو کی طرف لگے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں لیما شہر میں تلاش کیا جائے۔ ہم نے بہر حال ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ تم فوراً شہر کے بڑے بڑے چوراہوں پر کیمرے لے کر پکٹنگ کر دو اور جیسے ہی یہ لوگ نظر آئیں تم نے مجھے فوری اطلاع کرنی ہے۔ میں تھریسیا ٹاؤن والی کو ٹھی میں رہوں گی۔ فوراً حرکت میں آ جاؤ اور ہر چوک پر لازماً پکٹنگ ہونی چاہئے ورنہ وہ آسانی سے لیما سے بھی نکل جائیں گے۔" وہ عورت مسلسل بول رہی تھی اور عمران ہونٹ بھینچے اس کی گفتگو سن رہا تھا۔ پھر عمران نے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ یہ عورت فون بوتھ سے نکلی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی طرف

سیکنڈ لیبارٹری کہاں ہے۔" صفر نے کہا۔

"فی الحال ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے ہم نے ہر طرف کوشش کرنی ہے۔" عمران نے کہا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران باغ سے باہر آیا اور اس نے ایک خالی ٹیکسی کو روکا اور اس میں بیٹھ گیا۔

"تھریسیا ٹاؤن۔" عمران نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ تقریباً پچیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی ایک خاصی جدید قسم کی کالونی میں داخل ہو گئی تو عمران نے اسے ایک ریسٹوران کے سامنے رکنے کا کہا اور پھر نیچے اتر کر اس نے بیمنٹ کی اور پھر اطمینان سے ریسٹوران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی موڑ کر واپس چلا گیا تو عمران واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جدید طرز تعمیر کی کالونی میں کوٹھیوں کی دیواریں زیادہ اونچی نہ تھیں لیکن بہر حال اتنی اونچی ضرور تھیں کہ اندر کھڑی ہوئی کار باہر سے نظر نہ آ سکتی تھی۔

"اس طرح تو کار تلاش کرنا مشکل ہے۔" عمران نے کہا اور واپس مڑ کر وہ ریسٹوران کی طرف بڑھ گیا۔ ریسٹوران کا ہال تقریباً خالی تھا۔ اکا دکا افراد کھانے اور پینے میں مصروف تھے۔ عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر۔" کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں قریب کوئی آٹو ورکشاپ ہے۔" عمران نے کہا۔
 "یس سر۔ دائیں ہاتھ پر مڑ کر آپ آگے جائیں گے تو راسکی آٹو ورکشاپ موجود ہے سر۔" نوجوان نے جواب دیا۔
 "اوکے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ورکشاپ میں پہنچ چکا تھا۔

"یس سر۔" ایک ادھیر عمر آدمی نے عمران کے آفس میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"یہاں میری ایک فرینڈ رہتی ہے جس کے پاس سرخ رنگ کی فورڈ میک کار ہے۔" عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رجسٹریشن نمبر بھی بتا دیا۔

"سرخ رنگ کی فورڈ میک ماڈل کار ہمارے پاس تو کبھی نہیں آئی لیکن ایک منٹ۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے دیکھا ہے۔ اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے جناب۔ یہ کار تھریسیا ٹاؤن کی کوٹھی جارج لاج میں جاتی ہوئی میں نے دیکھی ہے۔ میں ورکشاپ آنے کے لئے وہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک نظر پڑ گئی۔" ادھیر عمر آدمی نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ۔ میں ان کی کوٹھی بھول گیا تھا۔ بے حد شکریہ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اسے کسی حد تک یقین تھا کہ ورکشاپ کے مالک یا ملازموں میں سے کوئی نہ کوئی اس کے بارے میں جانتا ہوگا کیونکہ ایک تو سرخ رنگ

ہی بہت کم تعداد میں آتا ہے دوسرا یہ جدید ماڈل کی کار تھی اور ورکشاپ سے متعلق آدمی کی چونکہ یہ مخصوص فیلڈ ہوتی ہے اس لئے وہ لاشعوری طور پر اسے ضرور چیک کرتا ہے اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ وہ سڑک پر آکر ابھی چوک پر پہنچا ہی تھا کہ اس نے دور سے جویا اور صفدر کو ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھا تو وہ قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھ گیا۔

”اب یہاں کار کیسے تلاش کریں عمران صاحب“..... صفدر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”میں نے اسے تلاش کر لیا ہے۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ ایک اور سائیڈ پر گئے ہیں تاکہ کار تلاش کی جاسکے لیکن تم نے کیسے معلوم کر لیا“..... جویا نے کہا تو عمران نے اسے کار تلاش کرنے کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ گڈ شو۔ واقعی ذہانت اسے ہی کہتے ہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جویا نے بھی اس کی بات سن کر اس طرح سر ہلایا جیسے وہ صفدر کی بات کی تائید کر رہی ہو۔

”تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پستل ہو گا۔ وہ مجھے دے دو اور پھر جارج لاج پہنچ جاؤ“..... عمران نے کہا تو صفدر نے جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن چپٹا سا پستل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے لے کر جیب میں ڈالا اور پھر آگے بڑھ

گیا۔ جارج لاج ایک درمیانے درجے کی رہائش گاہ تھی۔ اس کی چار دیواری بھی اتنی اونچی نہ تھی جتنی باقی کوٹھیوں کی تھی اور عمران چونکہ سڑک کے دوسرے کنارے پر تھا جو خاصا اونچا تھا اس لئے اسے پورچ میں موجود سرخ رنگ کی کار نظر آگئی تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رنگ گئی۔ وہ سڑک کر اس کر کے سائیڈ گلی میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے گیس پستل نکال کر اس کا رخ عمارت کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ شک شک کی آوازوں کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چار کیپسول اندر جا گئے تو عمران نے پستل واپس جیب میں ڈالا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ جب واپس سامنے کے رخ پر پہنچا تو اس کے سارے ساتھی سامنے بنجوں پر بیٹھے اس طرح باتیں کرنے میں مصروف تھے جیسے کھلی فضا سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ عمران ان کی طرف بڑھ گیا۔

”عقبی سمت میں کوٹھی کی چھت ہے اس لئے ہمیں گلی سے اندر جانا ہو گا“..... عمران نے کہا۔

”آپ یہاں ٹھہریں۔ میں جاتا ہوں“..... تنویر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سڑک کر اس کر کے گلی کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ دیواریں زیادہ اونچی نہ تھیں اس لئے وہ آسانی سے دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد پھانک کا چھوٹا حصہ کھل گیا تو عمران اور اس کے ساتھی آگے بڑھے اور سڑک کر اس کر کے اندر داخل ہو گئے۔ سب سے آخر میں صفدر اندر آیا تھا۔ اس نے پھانک

اور تار موجود تھی۔ اس نے فون کو مخصوص پوائنٹ سے لنک کیا اور فون پیس اس نے عمران کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر رکھ دیا۔
 ”ارے یہ تو کیس سے بے ہوش ہے اور اس کا اینٹی بھی تو صفدر کے پاس ہو گا“..... عمران نے یقیناً چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ابھی اس بات کا خیال آیا ہو۔

”میں لے آئی ہوں“..... جولیا نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر وہ ڈیاگی کی طرف بڑھ گئی۔
 ”اوہ۔ اسے کہتے ہیں سلیقہ اور سگھڑ پن“..... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی لیکن اس نے مڑ کر کوئی جواب نہ دیا بلکہ شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور اس نے شیشی کو اس عورت کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے وہ واپس مڑی اور عمران کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔
 ”تو تمہیں اب سلیقہ اور سگھڑ پن یاد آنے لگ گیا ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے جہاں مقابلہ ہو وہاں فیصلہ تو انہی دو خصوصیات پر ہوتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔
 ”مقابلہ۔ کیا مطلب“..... جولیا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مطلب ہے بیک وقت دو موجود ہوں“..... عمران نے کہا۔
 ”تم مرد واقعی جتنے بھی باکردار بنو ندیدے پن سے باز نہیں

بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوری کو ٹھنی کا جائزہ لے لیا۔ کو ٹھنی میں چھ افراد موجود تھے جن میں ایک وہی عورت تھی جس نے فون بوتھ پر کال کی تھی اور عمران کے اندازے کے مطابق وہ ڈیاگی تھی۔

”اس ڈیاگی کو کرسی سے باندھ دو اور باقی افراد کا اس طرح خاتمہ کرو کہ آواز باہر نہ جائے“..... عمران نے کہا۔
 ”تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہو گیا ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا اندازہ بتا رہا ہے کہ یہ لاپاز میں اے سیکشن کی انچارج ڈیاگی ہو سکتی ہے۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ ڈیاگی سے آپ نے پوچھ گچھ کرنی ہے اس لئے کیوں نہ اسے تہہ خانے میں لے جائیں کیونکہ یہ گنجان آباد کالونی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا“..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈیاگی کو تہہ خانے میں ایک کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دیا گیا جبکہ باقی افراد کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔

”یہاں فون پوائنٹ موجود ہے۔ تم اوپر سے فون لے آؤ۔“
 عمران نے جولیا سے کہا اور خود کرسی گھسیٹ کر وہ ڈیاگی کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں فون پیس

آتے..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جب دید پن سے کچھ نظر نہیں آتا تو پھر ندید پن کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے“..... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا لیکن اسی لمحے ڈیاگی نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں بیٹھی رہی اور پھر یقیناً اچھل پڑی۔

”کیا۔ یہ کیا مطلب۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم“..... عورت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے میڈم ڈیاگی“..... عمران نے کہا تو ڈیاگی باوجود بندھی ہونے کے اسی طرح اچھل کر کرسی سمیت نیچے جا گری۔ ”دیکھا تم نے میرے نام کا رعب“..... عمران نے اٹھتے ہوئے جو لیا سے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے ڈیاگی کو کرسی سمیت سیدھا کر دیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے رسی اور گانٹھ کو باقاعدہ چمک کیا۔

”تم اس کے پیچھے کھڑی ہو جاؤ۔ یہ باقاعدہ تربیت یافتہ ہے۔ میرا مطلب ہے سلیقہ مند اور سگھڑ ہے“..... عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔ البتہ وہ کرسی سے اٹھی اور ڈیاگی کے عقب میں جا کر کھڑی ہو گئی۔

”تم۔ تم یہاں۔ اس جگہ۔ کیا مطلب۔ کیا تم جادوگر ہو۔ کیا مطلب“..... ڈیاگی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پہلے تو یہ بات کنفرم کر دو کہ تمہارا نام ڈیاگی ہے اور تم لاپاز

میں اے سیکشن کی انچارج ہو“۔ عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ ”ہاں۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم یہاں تک کیسے پہنچے۔“ مری تو تم سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی“..... ڈیاگی نے کہا تو عمران نے اسے فون بوتھ میں ہونے والی بات سننے سے لے کر یہاں تک پہنچنے تک کی تمام تفصیل بتادی تو ڈیاگی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”مجھے تسلیم ہے کہ تمہاری جو شہرت میں نے سنی تھی تم اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو۔ لیکن اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو“۔ ڈیاگی نے اس بار سنہلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہمیں اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنا ہے جہاں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے“..... عمران نے کہا۔

”مجھے کیا معلوم۔ مجھے معلوم بھی کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارا تعلق ویسے بھی لیبارٹری سے نہیں تھا۔ ہمارا مشن تو صرف تمہارا خاتمہ تھا اور بس“..... ڈیاگی نے جواب دیا۔

”اے سیکشن کا چیف کون ہے“..... عمران نے کہا۔

”میڈم لوسیا۔ وہ ناراک میں ہوتی ہے“۔ ڈیاگی نے جواب دیا۔ ”اس کا ایڈریس بتاؤ اور ساتھ ہی فون نمبر بھی“۔ عمران نے کہا۔ ”سوری۔ نہ مجھے ایڈریس معلوم ہے اور نہ ہی فون نمبر“۔ ڈیاگی

نے یقیناً انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”کیا تم چاہتی ہو کہ تم پر تشدد کیا جائے“..... عمران نے سرد

لجے میں کہا۔

"جو تمہارا جی چاہے کر لو۔ میں تمہیں روک نہیں سکتی۔ ویسے درست بات یہی ہے کہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔" ڈیاگی نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی اب ضد پر اتر آئی ہے۔
 "تمہیں اسے فون تو کرنا پڑتا ہو گا۔" عمران نے کہا۔
 "بس جو میں نے بتا دیا ہے وہی کافی ہے۔ اب تم میرے ٹکڑے بھی کر دو تو میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔" ڈیاگی نے کہا۔
 "کمال ہے۔ تریاہٹ بھی کہاں کہاں سامنے آتی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کام کروں اس پر۔" جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ تم بس اس کی رسیاں چیک کرتی رہو۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ تہہ خانے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔" اوپر موجود صفدر نے عمران کو آتے دیکھ کر کہا۔

"میڈم ڈیاگی تریاہٹ کا شکار ہو گئی ہے اور تریاہٹ کو تم جانتے ہو۔ موت بھی نہیں توڑ سکتی اس لئے مجبوراً اس پر نسخہ استعمال کرنا پڑے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی تریاہٹ۔" صفدر نے حیران ہو کر کہا۔
 "ابھی آکر بتاتا ہوں۔" عمران نے کہا اور سائیڈ کے کمرے کا

دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ کمرے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک دھاگے سے بندھا ہوا انتہائی مکروہ صورت گڑکا کیرا تھا جو ہوا میں کلبلا رہا تھا۔

"اوہ اچھا۔ یہ واقعی تریاہٹ کو توڑ دے گا۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں داخل ہوا تو ڈیاگی ہونٹ بھینچے کرسی پر اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے اس نے نہ بولنے کی قسم کھالی ہو جبکہ جولیا اس کے عقب میں کھڑی تھی اور اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے اور عمران ان کے چہرے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ جولیا نے اسے بولنے پر مجبور کیا ہو گا لیکن اس نے انکار کر دیا ہو گا اس لئے جولیا کے چہرے پر شدید غصہ ابھر آیا تھا لیکن ظاہر ہے وہ اس لئے خاموش تھی کہ عمران نے اس سے معلومات حاصل کرنا تھیں ورنہ شاید وہ اس کی گردن توڑ چکی ہوتی۔

"یہ لو جولیا۔ یہ کیرا ڈیاگی کے کالر کے اندر چھوڑ دو۔" عمران نے ہاتھ اوپر کرتے ہوئے کہا اور کلبلاتا ہوا کیرا ڈیاگی کی آنکھوں کے سامنے آگیا تو ڈیاگی کا چہرہ یکفخت انتہائی متغیر سا ہو گیا اور اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔

"نہیں۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ تم خود کرو۔" جولیا نے تیزی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسے ہی ہی۔ اب دیکھنا کہ یہ کیرا کیسے میڈم ڈیاگی کی کمر پر

”ڈیاگی بول رہی ہوں۔ میڈم لو سیاسے بات کر او۔۔۔۔۔ عمران کے منہ سے ڈیاگی کی آواز نکلی تو ڈیاگی کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگ گئیں۔ لیکن اس کے منہ پر چونکہ جو لیا کا ہاتھ تھا اس لئے وہ بول نہ سکتی تھی۔

”اوہ۔۔۔۔۔ چیف ایک انتہائی ضروری کام میں مصروف ہیں۔ آپ کو ایک منٹ بولنا کرنا ہو گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او کے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہیلو۔۔۔۔۔ چیف بول رہی ہوں۔ پھر واقعی تقریباً ایک منٹ کی خاموشی کے بعد ایک کرخت سی نسوانی آواز سنائی دی۔

”ڈیاگی بول رہی ہوں چیف۔۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر چیف کا لفظ کہا کیونکہ فون اٹھانے والی لڑکی نے اوسیا لو چیف کہا تھا اور پھر اوسیا نے بھی اپنا تعارف چیف کہہ کر کرایا تھا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ تم کہاں سے بول رہی ہو۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”میں اپنے ساتھیوں سمیت ایما میں ہوں چیف۔ ہم یہاں پاکیشیائی مہجنوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ عمران نے کہا۔

”کیوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے سخت لہجے میں کہا گیا۔

”چیف۔۔۔۔۔ وہ جس طرح اپنا سے نکل کر یہاں آئے ہیں میں چاہتی ہوں کہ وہ اب میرے ہاتھوں ہی ہلاک ہوں۔ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔۔۔۔۔ تم واپس جاؤ۔ اب ان کے پیچھے بھاگنے کا کوئی فائدہ

چھل قدمی کرتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ڈیاگی کی شرٹ کے کالر کو عقبی طرف سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت کرو ایسا۔ رک جاؤ۔ ڈیاگی نے یقیناً ہڈیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے بندھے ہوئے جسم نے بے اختیار جھٹکے کھانے شروع کر دیئے تھے۔ اس کے چہرے کے اعصاب اس طرح کپکپا رہے تھے جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

”ایڈریس بتاؤ اور فون نمبر بھی۔ ورنہ۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈیاگی نے فوراً ایڈریس اور فون نمبر بتا دیا۔ عمران نے کیزا نیچے فرش پر پھینک کر اس پر بوٹ رکھ دیا۔

”جولیا۔ اس کا منہ بند کر دو۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا اور خود اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے ناراک کا رابطہ نمبر دیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سن رائز کلب۔۔۔۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

نہیں ہے۔ وہ اب شاید ہی لیما میں رکیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک لیما سے نکل بھی گئے ہوں کیونکہ ان کا مشن ناکام ہو گیا ہے اس لئے اب وہ یہاں کیوں وقت ضائع کریں گے..... لوسیائے کہا۔
 ”ہو سکتا ہے چیف کہ انہیں یہاں کسی ذریعے سے اطلاع مل جائے کہ متبادل لیبارٹری کہاں ہے اور وہ ادھر کا رخ کر لیں۔“
 عمران نے کہا۔

”کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ڈیاگی۔ جب کسی کو بھی معلوم نہیں سوائے اسرائیلی حکام کے حتیٰ کہ میرا خیال ہے کہ بلیک سٹریپ کے چیف رائٹ کو بھی معلوم نہیں ہو گا تو انہیں یہاں سے کیسے معلوم ہو جائے گا۔ تم واپس جاؤ..... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”میں جا رہا ہوں جولیا۔ اب فیصلہ تم خود کر لو کہ تم میں سے کون سلیقہ مند اور سگھڑ ہے..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سیرھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
 ”کوئی بات بنی ہے یا نہیں عمران صاحب..... باہر موجود صفدر نے کہا۔

”فی الحال تو سلیقہ مندی اور سگھڑاپے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ دیکھو کون جیتی ہے۔ پھر ہی کوئی بات بنے گی..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی سیرھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئی۔

”ارے کیا ہوا۔ مقابلہ تم نے جیت لیا ہے۔ ویری گڈ۔“ عمران نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال تھا کہ ڈیاگی اور لوسیاء واقعی متبادل لیبارٹری کے بارے میں جانتی ہوں گی حالانکہ اس قدر ٹاپ سیکرٹ اسرائیلی حکام ان لوگوں کو کیسے بتا سکتے ہیں..... جولیا نے عمران کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے اے سیکشن کو ہمارے مقابلے پر لاکھڑا کیا ہے اس سے میرا خیال تھا کہ شاید انہوں نے ایسا ہی انتظام متبادل لیبارٹری پر کیا ہو اس لئے میں نے کوشش کی ہے لیکن واقعی ایسا نہیں ہے..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو اب کیا کرنا ہے۔ اس بار واقعی ہمیں ایسے انداز میں ڈاج دیا گیا ہے کہ کوئی راستہ ہی نظر نہیں آ رہا..... صفدر نے کہا۔
 ”اب آخری صورت یہی ہے کہ اسرائیل کے صدر سے بات کی جائے..... عمران نے کہا۔

”کس حیثیت سے عمران صاحب..... صفدر نے کہا۔
 ”ہاں۔ یہ بات سوچنے کی ہے۔ بہر حال اب یہاں رکنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا اس لئے فی الحال ہمیں فوری طور پر ناراک پہنچنا ہو گا اور وہاں سے آگے کا کوئی راستہ تلاش کریں گے..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ صفدر اور جولیا بھی طویل سانس لے کر اس کے پیچھے چل پڑے تھے۔

کے ذہن میں خدشات پیدا کر دیئے تھے۔

”ڈاکٹر راسکن بول رہا ہوں سر“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ اور آواز بتا رہی تھی کہ ڈاکٹر راسکن خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

”یس ڈاکٹر راسکن۔ کوئی خاص بات“..... صدر نے نرم لہجے میں کہا۔

”سر۔ لیبارٹری کی ایک انتہائی اہم مشین خراب ہو گئی ہے۔ اس کا ایک پرزہ ناراک سے ملتا ہے اور اس کے لئے مجھے خود ناراک جانا ہو گا۔ آپ کے حکم پر چونکہ لیبارٹری کو سیلڈر کھا گیا ہے اس لئے آپ کی اجازت ضروری ہے“..... ڈاکٹر راسکن نے کہا۔

”کیا آپ کے بغیر یہ پرزہ ناراک سے حاصل نہیں کیا جاسکتا“۔ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ کیا تو جاسکتا ہے لیکن پھر انہیں لیبارٹری کا محل وقوع بتانا پڑے گا جبکہ مجھے پہلے اسرائیل آنا ہو گا اور وہاں سے ناراک جانا ہو گا اور پھر ناراک سے پھر واپس اسرائیل اور اسرائیل سے لیبارٹری پہنچنا ہو گا۔ اس طرح معاملات خفیہ رہیں گے“..... ڈاکٹر راسکن نے کہا۔

”آپ پرزے کے بارے میں تفصیلات بتادیں۔ میں ناراک سے یہ پرزہ منگوا کر یہاں اپنے پاس رکھ لوں گا اور آپ کو کال کر لوں گا۔ آپ یہاں آکر یہ پرزہ لے کر واپس چلے جائیں۔ آپ کا بذات خود

اسرائیل کے صدر اپنے مخصوص آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی مٹر نم گھنٹی بج اٹھی۔

”یس“..... صدر نے رسیور اٹھا کر کہا۔
”ڈاکٹر راسکن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جناب“..... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
”ڈاکٹر راسکن“..... صدر نے بری طرح چونک کر کہا۔
”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کرائیں بات“..... صدر نے کہا۔ ان کے چہرے پر بے اختیار تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ڈاکٹر راسکن اس وقت اس فارمولے پر کام کر رہے ہیں جس کے پیچھے پاکیشیائی ایجنٹ لگے ہوئے تھے اس لئے ان کی طرف سے اس طرح اچانک کال نے ان

آدھے گھنٹے بعد انہیں کرنل پلومر کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ٹھوس ورزشی جسم کا مالک کرنل پلومر اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا۔

"بہنیں کرنل پلومر" صدر نے کہا۔

"تھینک یو سر" کرنل پلومر نے جواب دیا اور مؤدبانہ انداز میں سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کرنل پلومر۔ آپ سپیشل سروسز کے چیف ہیں اور اس لحاظ سے آپ میری نظروں میں اتہائی ذمہ دار شخصیت ہیں" صدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر" کرنل پلومر نے کہا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کا ٹکراؤ کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوا ہے" صدر نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔ نو سر" کرنل پلومر نے جواب دیا۔

"آپ ملٹی انٹیلی جنس سے سپیشل سروسز میں آئے ہیں یا کسی اور ایجنسی سے" صدر نے کہا۔

"سر۔ میں ملٹری انٹیلی جنس میں رہا ہوں۔ پھر مجھے سپیشل سروسز میں ٹرانسفر کیا گیا ہے" کرنل پلومر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا انتخاب غلط نہیں ہے۔ اب

ناراک جانا خطرناک بھی ہو سکتا ہے کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹ بہر حال ابھی اس فارمولے کے پیچھے ہوں گے اور وہ عمران خود سائنس دان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو پہچانتا ہو"..... صدر نے کہا۔

"جیسے آپ حکم دیں سر۔ لیکن پھر ایسا ہے کہ آپ کسی اتہائی ذمہ دار آدمی کو یہاں لیبارٹری بھیجا دیں۔ میں اسے مکمل طور پر بریف کر دوں گا اور وہ پرزہ لا کر اسی طرح مجھے پہنچا دے۔ اس طرح بہت سا وقت بھی بچ جائے گا اور یہاں کام بھی ہوتا رہے گا ورنہ پھر کام رک جائے گا"..... ڈاکٹر اسکن نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ میں سپیشل سروسز کے کرنل پلومر کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ وہ اتہائی ذمہ دار آدمی ہیں"..... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے میں انہیں جانتا ہوں۔ وہ ریڈ لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر بھی رہے ہیں"..... ڈاکٹر اسکن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں گے"..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے ان کی پرسنل سیکرٹری کی اتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پلومر کو میرے آفس بھیجو"..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے فائل بند کر کے میز کی دراز میں رکھ دی۔ پھر تقریباً

کرادے گا۔ پھر آپ قبرص سے واپس اسرائیل آئیں گے اور اسرائیل سے ناراک جائیں گے۔ وہاں سے یہ پرزہ لے کر واپس اسرائیل آئیں گے اور یہ پرزہ آپ پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچا دیں گے۔ یہاں سے ڈاکٹر راسکن یہ پرزہ خود آکر لے جائیں گے اور یہ کام آپ نے انتہائی رازداری اور تیزی سے کرنا ہے۔" صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔" کرنل پلومرنے کہا۔

"اوکے۔ آپ آج ہی روانہ ہو جائیں۔ آپ کے بارے میں ہدایات سکاپر پہنچ جائیں گی۔" صدر نے کہا تو کرنل پلومرنے کھڑا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر تیزی سے آفس سے باہر چلا گیا تو صدر کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

میری بات غور سے سنیں۔ اسرائیل کی ایک لیبارٹری میں انتہائی اہم فارمولے پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر راسکن اس لیبارٹری کے انچارج ہیں جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے کام کر رہی ہے لیکن باوجود سرتوڑ کوشش کے اس لیبارٹری کو وہ ٹریس نہیں کر سکتے۔ لیبارٹری میں ایک اہم ترین فارمولا مکمل ہونے والا ہے لیکن کسی مشین کا کوئی پرزہ خراب ہو گیا ہے جو ناراک سے مل سکے گا۔ ڈاکٹر راسکن کا تو خیال تھا کہ وہ خود یہ پرزہ لے آئیں لیکن میں نے آپ کا انتخاب کیا ہے۔ آپ اس لیبارٹری میں جا کر ڈاکٹر راسکن سے ملیں۔ وہ آپ کو تفصیلات بتائیں گے۔ پھر آپ واپس اسرائیل آئیں اور پھر یہاں سے ناراک جائیں اور وہاں سے پرزہ لے کر واپس اسرائیل آئیں اور پھر اسے ڈاکٹر راسکن تک پہنچا دیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ سے واقف نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر راسکن کو وہ پہچان سکتے ہیں۔ کیا آپ اس کام کے لئے تیار ہیں؟" صدر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی سر۔" کرنل پلومرنے کہا۔

"یہ لیبارٹری جس کا کوڈ نام سٹار لیبارٹری ہے یہ قبرص کے مغربی علاقے کے بڑے شہر سکاپر کے قریب ہے۔ آپ نے سکاپر پہنچ کر وہاں کے ہوٹل گرانڈ کے مینجر ہڈسن سے ملنا ہے۔ اسے آپ کے بارے میں تمام ہدایات مل جائیں گی۔ وہ آپ کی ملاقات ڈاکٹر راسکن سے

"مائیکل بول رہا ہوں" عمران نے کہا۔
 "گراہم بول رہا ہوں جناب" دوسری طرف سے گراہم کی
 آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات" عمران نے کہا۔
 "ایک عجیب سی رپورٹ ملی ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا
 دوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 "کیسی رپورٹ"..... عمران نے چونک کر کہا۔

"اسرائیل کی سپیشل سروسز کا چیف کرنل پلومر ایک سائنسی
 مشین کا پرزہ خریدنے اسرائیل سے یہاں آیا ہے۔" گراہم نے کہا۔
 "سپیشل سروسز کا کرنل پلومر اور سائنسی مشین کا پرزہ۔ کیا
 مطلب ہوا اس بات کا"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آئی"..... گراہم نے کہا تو
 عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تم نے سمجھنے کے لئے مجھے فون کیا ہے لیکن فیس دینا پڑے
 گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ کرنل پلومر ایسا آدمی ہے جس کا کوئی تعلق
 سائنسی مشینری سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا خصوصی طور پر
 اسرائیل سے ناراک آکر سائنسی مشینری کا پرزہ خریدنا انتہائی عجیب
 سی بات ہے حالانکہ یہ کام کسی سائنس دان کا تو ہو سکتا ہے کسی
 سپیشل سروسز کے آدمی کا تو نہیں ہو سکتا اور چونکہ وہ اسرائیل سے آیا

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت ناراک کی ایک رہائش
 گاہ میں موجود تھا۔ اس رہائش گاہ کا انتظام فارن ایجنٹ گراہم کے
 ذریعے کیا گیا تھا۔ عمران نے یہاں پہنچ کر ہر طرح کی کوشش کر لی۔
 فلسطین کی اس ایجنسی سے بھی رابطہ کر کے دیکھ لیا جس کا کوئی نہ
 کوئی رابطہ اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس سے تھا لیکن متبادل
 لیبارٹری کے بارے میں کہیں سے کوئی بھی اشارہ تک نہ مل سکا۔

"عمران صاحب۔ اس بار تو واقعی ہمارے سامنے دیوار کھڑی کر
 دی گئی ہے۔ کوئی راستہ ہی نہیں مل رہا"..... صفدر نے کہا۔

ہاں اور اسرائیل جو ہتھیار بنا رہا ہے وہ انتہائی خوفناک ہے۔
 پانی کی کمی کے باعث انسانوں کی کیا حالت ہو گی اس لئے مجھے یقین
 ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی نہ کوئی امداد کرے گا"..... عمران نے کہا
 اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے کر آپ سے یہ بات سمجھ لوں۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا۔

”تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کرنل پلومر یہاں ہوٹل سٹانزا میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس نے سائنسی مشینری فروخت کرنے والی ایک بین الاقوامی فرم کے مینجر کو کال کیا اور اس کو اپنا مکمل تعارف کرایا جس پر وہ مینجر ہوٹل سٹانزا پہنچ گیا اور کرنل پلومر اسے کمرے میں لے گیا اور پھر دو گھنٹے بعد وہ مینجر واپس چلا گیا۔ چونکہ مینجر کی ملاقات نیچے ہال میں ہوئی تھی اور اسرائیل کا نام اور سپیشل سروسز کے ساتھ ساتھ کرنل پلومر کے الفاظ سامنے آئے تھے اس لئے وہاں کے ایک ویٹر نے جو میرا آدمی ہے، مجھے اطلاع دی۔ جب یہ اطلاع مجھ تک پہنچی تو میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے اپنے طور پر اسرائیل سے معلومات حاصل کیں تو یہ بات کنفرم ہو گئی کہ کرنل پلومر واقعی اسرائیل کی سپیشل سروسز کا چیف ہے اور سب سے اہم بات جو اسرائیل سے معلوم ہوئی ہے وہ یہ کہ کرنل پلومر کی اسرائیل سے روانگی سے قبل اسرائیل کے صدر سے اس کی خصوصی ملاقات ہوئی تھی اور کرنل پلومر نے اپنے آفس میں کہا کہ وہ صدر اسرائیل کی خصوصی ہدایت پر ٹاپ سیکرٹ مشن پر جا رہا ہے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسے بہر حال آپ کے نوٹس میں لایا جائے۔۔۔۔۔ گراہم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ کرنل پلومر اس وقت کہاں ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”ہوٹل سٹانزا کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں۔“ گراہم نے جواب دیا۔
”اور اس مینجر کے بارے میں کوئی معلومات مل سکتی ہیں۔“
عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔“ گراہم نے کہا۔
”اس سے اگر یہ معلوم کیا جائے کہ کرنل پلومر کس پرزے کے حصول کے لئے یہاں آیا ہے تو شاید کوئی خاص بات سامنے آ جائے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
”ہاں۔ یہ تو آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔“ گراہم نے جواب دیا۔

”تو پہلے اس بارے میں معلومات حاصل کرو۔ پھر دیکھیں گے کہ کیا اس کی کوئی اہمیت ہے یا نہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
”عمران صاحب۔ آپ نے گراہم کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”کیا اہمیت دوں۔ سائنسی مشینری کا پرزہ لینے ایک آدمی اسرائیل سے آیا ہے تو اس میں آخر خاص بات کیا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اصل بات تو یہی ہے کہ سائنس دان کی بجائے سپیشل سروسز کے چیف کو بھیجا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس پرزے کو راز

”میں تمہاری کال کا منتظر ہوں“ عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا ہے عمران صاحب۔ آپ یقیناً پر جوش ہو گئے ہیں۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ قدرت کو مسلمانوں پر رحم آگیا ہے۔ وہ انہیں کروڑوں کی تعداد میں پیسا نہیں مارنا چاہتی۔ اسرائیل کے صدر نے سائنسی مشین کے پرزے کے حصول کے لئے خصوصی طور پر کرنل پلومر کو بھیجا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی سائنس دان یہاں آئے کیونکہ وہ سائنس دان پہچانا جاسکتا تھا“ عمران نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ یہ پرزہ اس لیبارٹری میں جانا ہے جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہے اور یہ قدرت کی طرف سے خصوصی امداد ہے“ عمران نے کہا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے سیور اٹھالیا۔

”مائیکل بول رہا ہوں“ عمران نے کہا۔

”گراہم بول رہا ہوں۔ کام ہو گیا ہے۔ آپ شیلڈر روڈ پر آجائیں۔ میں خود وہیں ہوں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ ہم آ رہے ہیں“ عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”میں رکھنا چاہتے ہیں“..... جو بیانے کہا۔
”پرزے کو نہیں بلکہ اس مشین کو جس میں یہ پرزہ لگتا ہے۔“
”ارے۔ ارے۔ اوہ۔ اوہ“ عمران بات کرتے کرتے یقیناً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا“..... سب نے بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ واقعی ایسا ممکن ہو سکتا ہے“ عمران نے کہا تو سب حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے سیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”گراہم بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی گراہم کی آواز سنائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں گراہم۔ کیا تم اس کرنل پلومر کو کسی طرح اغوا کر کے کسی ایسے پوائنٹ پر پہنچا سکتے ہو جہاں اس سے پوچھ گچھ کی جاسکے“ عمران نے کہا۔

”اغوا کر کے۔ لیکن پھر تو اسے ہلاک کرنا پڑے گا اور وہ بہر حال اسرائیل کی سپیشل سروسز کا چیف ہے“..... گراہم نے ہنچاتے ہوئے کہا۔

”اس کا روڈ ایکسیڈنٹ بھی تو ظاہر کیا جاسکتا ہے“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا“..... گراہم نے کہا۔

اوپر چلیں۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب کچھ کھڑے ہوئے تھوڑی دیر بعد ان کی کار شیلنڈر روڈ پر واقع گراہم کے ایک خصوصی اڈے میں داخل ہو رہی تھی۔ گراہم بذات خود وہاں موجود تھا۔

”یہ اچانک کیا ہو گیا عمران صاحب۔ پہلے تو آپ نے اسے اہمیت نہ دی تھی۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس اچانک ہی یہ خیال آگیا کہ گراہم جیسا عقلمند آدمی ویسے تو بات نہیں کرتا۔“ عمران نے کہا تو گراہم بے اختیار ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچے تو وہاں کرسی پر ایک بے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ کرسی کے راڈز اس کے جسم کے گرد موجود تھے۔

”کوئی پرابلم تو نہیں ہوا اسے اغوا کرنے میں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں جناب۔ یہاں ایک گروپ ہے جو ایسے کاموں میں ماہر ہے۔“ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس کی فوری تلاش تو شروع نہیں ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں عمران صاحب۔ یہ مسلسل شراب نوشی کا عادی ہے۔“ اس نے اپنے کمرے میں چار بوتلیں اکٹھی منگوالی تھیں اور کمرہ بند کر لیا تھا۔ اس کا مسبب یہی سمجھا جائے گا کہ اب ساری رات یہ کمرے میں ہی رہے گا۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”یہ سپیشل سروسز کا چیف ہے اس لئے ہر لحاظ سے تربیت یافتہ آدمی ہے۔ اس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیں خصوصی انتظام کرنا ہوگا۔“ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھ کر چند لمحے غور سے کرنل پلومر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیسا انتظام۔“ ساتھ ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے گراہم نے چونک کر کہا۔

”میں تمہیں ایک انجکشن لکھ کر دیتا ہوں۔ یہ منگوالو۔ اس سے کام آسان بھی ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ہمیں اسے ہلاک بھی نہ کرنا پڑے۔ ورنہ اس کی ہلاکت سے معاملات خاصے خراب بھی ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ انجکشن لکھ دیں۔“ گراہم نے کہا تو عمران نے سامنے میز پر موجود کاغذ اٹھایا اور جیب سے قلم نکال کر اس نے کاغذ پر کچھ لکھا اور کاغذ گراہم کی طرف بڑھا گیا۔

”البتہ جانے سے پہلے اسے ہوش میں لے آؤ تا کہ اس سے ابتدائی بات چیت ہو جائے۔“ عمران نے کہا۔

”میں اپنے آدمی جیفے کو بھیج دیتا ہوں۔ وہ اسے ہوش میں لے آئے گا۔ میں خود جا کر انجکشن لے آتا ہوں کیونکہ یہاں ڈاکٹری رپورٹ کے بغیر کوئی انجکشن فروخت نہیں کیا جاتا۔“ گراہم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر گراہم کے جانے کے کچھ

دیر بعد ایک دبلا پتلّا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"اے ہوش میں لے آنا ہے جناب"..... نوجوان نے کہا۔

"ہاں"..... عمران نے کہا تو نوجوان نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ کرنل پلومر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے شیشی واپس جیب میں رکھ لی۔

"تم اس کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے اور یہ کرسی شاید صدیوں پہلے کے میکنزم پر مبنی ہے۔ یہ آسانی سے ٹانگ موڑ کر اس کے راڈز کھول لے گا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیفرے خاموشی سے مڑا اور اس کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کرنل پلومر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا اس لئے صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ وہ ہوٹل کا کمرہ۔ اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو۔ یہ کیا ہے"..... اس نے آنکھیں کھولتے ہی انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔

"تمہارا نام کرنل پلومر ہے اور تم اسرائیل کی سپیشل سروسز کے

چیف ہو" عمران نے اکیڑیمین لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب"..... کرنل پلومر چونک کر تربیت یافتہ اور تجربہ کار آدمی تھا اس لئے اس حالت کے باوجود اس نے عمران کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا تھا۔

"میرا نام روبر ہے اور میرا تعلق اکیڑیمیا کی مخصوص ٹی ایس بجنسی سے ہے" عمران نے کہا۔

"مجھے کیوں پکڑا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیوں"..... کرنل پلومر نے ایک بار پھر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم نے یہاں ایک ایسی فرم کے تیجر سے پراسرار ملاقات کی ہے جو ممنوعہ سائنسی مشینری خفیہ طور پر فروخت کرتے ہیں اور تم نے اس سے کوئی سائنسی پرزہ طلب کیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر اس سے اکیڑیمیا کی کسی بجنسی کا کیا تعلق۔ یہ کوئی ایسا پرزہ نہیں ہے کہ جس سے کوئی دفاعی اسلحہ بن سکے۔ یہ تو عام سی سائنسی تحقیقاتی لیبارٹری کی مشین کا پرزہ ہے"..... اس بار کرنل پلومر کے لہجے میں اعتماد ابھر آیا تھا۔

"تمہارا تعلق سپیشل سروسز سے ہے اور سپیشل سروسز دفاع کے لئے کام کرتی ہے اور تم خود سپیشل سروسز کے چیف ہو۔ تمہارا خود یہاں آنا اور اس انداز میں پرزہ حاصل کرنا یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ یہ سارا سلسلہ کسی دفاعی ہتھیار کے سلسلے میں ہے"..... عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم بے شک مینجر سے بات کر لو"..... کرنل پلومرنے کہا۔

"اس سے بھی بات ہو جائے گی۔ تم اپنی بات کرو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہ سائنسی تحقیقاتی مشین کا پرزہ ہے اور اسرائیل کی ایک تحقیقاتی لیبارٹری کے لئے چاہئے تھا۔" کرنل پلومرنے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو اسے ویسے بھی منگوایا جاسکتا تھا یا کسی سائنس دان کو بھی بھیجا جاسکتا تھا۔ خصوصی طور پر سپیشل سروسز کے چیف کو بھیجنا بتا رہا ہے کہ معاملات انتہائی گہرے ہیں۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ دراصل مسئلہ اور ہے۔ اس لیبارٹری میں ایسے فارمولے پر کام ہو رہا ہے جس کے خلاف ایک ایشیائی ملک کے ایجنٹ کام کر رہے ہیں اس لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔" کرنل پلومرنے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھرائی تھی کیونکہ وہ خیال اس کے ذہن میں اچانک آیا تھا وہ واقعی درست ثابت ہو رہا تھا اور یہ یقیناً قدرت کی طرف سے ان کے لئے خصوصی مدد تھی۔

"کہاں ہے یہ لیبارٹری؟" عمران نے بڑے سرسری سے لہجے

میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو اسرائیلی اعلیٰ حکام نے یہ پرزہ لانے کے لئے کہا ہے اور بس۔" کرنل پلومرنے جواب دیا اور اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ واقعی تربیت یافتہ ذہن کا مالک ہے لیکن اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور گراہم اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر کرنل پلومرنے چونک پڑا۔

"مل گیا ہے" عمران نے گراہم سے کہا۔

"یس سر"..... گراہم نے جواب دیا۔

"جیفرے تم اس کے پیچھے سے نکل کر آؤ اور کرنل پلومر کے بازو میں انجکشن لگا دو"..... عمران نے گراہم کے ہاتھ سے ڈبہ لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"انجکشن۔ کیا مطلب۔ کیسا انجکشن اور کیوں؟" کرنل پلومرنے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تم انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہو کرنل پلومر اور پھر اسرائیل کی سپیشل سروسز کے چیف بھی ہو۔ اکیمریمیا اور اسرائیل کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی تشدد کریں اور تم اپنے طور پر کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہو اس لئے میں نے یہ انجکشن منگوایا ہے۔ یہ انجکشن تمہیں لگا دیا جائے گا تو اس سے صرف اتنا ہوگا کہ تمہارے جسم میں دوڑنے والا خون گاڑھا ہوتا چلا جائے گا اور تم شدید پیاس کا شکار ہو جاؤ گے لیکن تمہیں

پانی صرف اس صورت میں ملے گا جب تم معلومات مہیا کرو گے ورنہ دوسری صورت میں پیاس کی شدت سے آخر کار تم دم توڑ جاؤ گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تم کہاں تک پیاس برداشت کر سکتے ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا مطلب ہوا۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ ایکریمیا کا کوئی تعلق اس سٹائنسی لیبارٹری سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ سب کچھ ایکریمیا کے خلاف کیا جا رہا ہے۔" کرنل پلومر نے کہا۔

"انجکشن رگڈ جیفرے۔" عمران نے کہا تو جیفرے جو اس دوران سرنج تیار کر چکا تھا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے واقعی سوئی کرنل پلومر کے بازو میں گھونپ دی۔ چند لمحوں بعد جب سرنج میں موجود تمام محلول کرنل پلومر کے جسم میں انجیکٹ ہو گیا تو جیفرے نے سوئی واپس کھینچی اور اسے ایک طرف اچھال دیا۔

"اب پانی کی بوتل لے کر اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ۔" عمران نے کہا تو جیفرے سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور اس نے الماری سے پانی سے بھری بوتل اٹھائی اور واپس آکر کرنل پلومر کے قریب کھڑا ہو گیا۔

"کیا واقعی مسٹر مائیکل گراہم نے انتہائی حیرت بھرے جے میں کہا۔"

"ابھی دیکھنا متاثرہ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد کرنل پلومر کے ہونٹ بھنج گئے۔ اس کے چہرے

کے اعصاب کھینچنے لگ گئے تھے۔

"ابھی تو ابتداء ہے کرنل پلومر۔ وہ جے میں تم سے لونی وٹنی نہیں ہے۔ اگر ایکریمیا کے خلاف قہار اسٹین نہیں ہے تو کھل کر سب کچھ بتا دو۔" عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

"تم غلط کر رہے ہو۔ یہ سب غلط ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں ایکریمیا کے خلاف کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سب کچھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہے۔" کرنل پلومر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس بار گراہم چونک پڑا تھا۔ اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے معنی خیز انداز میں سر ہلادیا تو گراہم کا چہرہ یکفخت مسرت سے کھل اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم اپنی قوت برداشت کو آزما لو۔" عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پانی دو۔ پانی دو۔ اوہ۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے۔" یکفخت کرنل پلومر نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بوتل تمہارے سامنے موجود ہے۔ سب کچھ بتا دو اور پانی لے لو ورنہ پیاس کی شدت بڑھتی جائے گی اور یہ بھی بتا دو کہ اس سے آسانی سے موت بھی نہیں آئے گی۔ کئی گھنٹوں تک ایڑیاں رگڑنا پڑتی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ تحقیقاتی لیبارٹری ہے اور

اس کی مشین کا پرزہ ہے۔۔۔۔۔ کرنل پلومر نے ہڈیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”سب کچھ شروع سے اور تفصیل سے بتا دو۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔
 ”پپ۔ پپ۔ پانی دے دو۔ پہلے پانی دے دو۔ میں مرجاؤں گا۔۔۔۔۔“ کرنل پلومر کی حالت اب واقعی بے حد خراب ہو گئی تھی۔
 ”سوری۔ پانی اس وقت ملے گا جب تم سب کچھ بتا دو گے۔“ عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے اسرائیل کے صدر نے اچانک اپنے سپیشل آفس میں طلب کیا۔ انہوں نے بتایا کہ قبرص کے مغربی علاقے سکاپر میں واقع لیبارٹری میں ایک مشین کا پرزہ خراب ہو گیا ہے جو ناراک سے ملے گا۔ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر راسکن خود جا کر یہ پرزہ لانا چاہتا تھا لیکن اس لیبارٹری کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے اور اس کالیڈر عمران سائنس دان ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ڈاکٹر راسکن کو جانتا ہو اس لئے میں خاموشی سے جاؤں اور یہ پرزہ لے آؤں اور اسی لئے میں یہاں آیا ہوں۔“ کرنل پلومر نے رک رک کر کہا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے اور آنکھیں کچھ سی گئی تھیں۔
 ”سکاپر میں یہ لیبارٹری کہاں ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں تو سکاپر میں ہوٹل گرانڈ گیا تھا۔ اس کے مینجر کے ذریعے اطلاع ڈاکٹر راسکن کو بھیجوائی گئی تو ڈاکٹر راسکن وہیں ہوٹل میں مجھ سے ملنے آیا اور اس نے مجھے پرزے کے بارے

میں بریف کیا اور اس پانی کے بارے میں تفصیل بتائی جس سے یہ پرزہ خریداجانا ہے۔ اب۔ اب پانی دے دو۔ پپ۔ پپ۔ پانی دے دو۔“ کرنل پلومر نے اوجھٹے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”یہ پرزہ کہاں پہنچانا تھا تم نے۔“ عمران نے کہا۔
 ”وہیں ہوٹل گرانڈ میں۔ ڈاکٹر راسکن وہاں خود آکر یہ پرزہ لے جائے گا۔“ کرنل پلومر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑنے لگ گیا۔

”اسے پانی پلا دو۔“ عمران نے کہا تو جیفرے نے جلدی سے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پانی کی بوتل کرنل پلومر کے منہ سے لگا دی۔ کرنل پلومر اس طرح غناٹ پانی پینے لگا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔
 ”گراہم۔ اسے بے ہوش کر کے واپس پہنچا سکتے ہو۔“ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ مگر۔“ گراہم نے کہا۔

”فکر مت کرو۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ کرنل پلومر کی طرف متوجہ ہو گیا جس کا چہرہ اب بحال ہو گیا تھا۔
 ”کرنل پلومر۔ اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیسا سلوک۔“ کرنل پلومر نے کہا۔
 ”مجھے یقین آگیا ہے کہ تم جس مشن پر آئے ہو اس کا کوئی تعلق

ایکرمیا کے مفادات سے نہیں ہے لیکن بہر حال تم اسرائیل کی سپیشل سروسز کے چیف ہو۔ تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے اس لئے سب سے آسان صورت تو یہ ہے کہ تمہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے اور تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈال دی جائے۔ اس طرح کبھی کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ کرنل پلومر اچانک کہاں غائب ہو گیا لیکن میں نہیں چاہتا کہ اسرائیل کا اتنا بڑا نقصان کیا جائے اس لئے دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تمہیں واپس پہنچا دیا جائے لیکن تم اپنی زبان بند رکھو گے۔..... عمران نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں زبان نہیں کھولوں گا۔..... کرنل پلومر نے کہا۔

”اگر تم نے زبان کھولی تو پھر ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے ہم سے غلط بیانی کی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی اور سنو۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ میں نے اگر زبان کھولی تو میری جان بھی جا سکتی ہے اس لئے تم بے فکر رہو۔..... کرنل پلومر نے کہا۔

”اوکے۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اسے واپس پہنچا دینا۔..... عمران نے گراہم سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اس کے ساتھی باہر بڑے کمرے میں موجود تھے۔ عمران کے چہرے پر واقعی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے ناممکن ممکن ہو چکا تھا۔

رائٹ اپنے افس میں موجود تھا کہ سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رائٹ نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیس۔..... رائٹ نے کہا۔

”جیکب بول رہا ہوں باس۔ سٹار ایریا سے۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”جیکب تم۔ کیوں کال کی ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ رائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”باس۔ کیا اسرائیل کی سپیشل سروسز کا چیف کرنل پلومر یہاں ناراک میں کسی خاص مشن پر آیا ہوا ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ وہ ایک سائنسی پرزے کے حصول کے لئے آیا ہوا ہے۔

کیوں..... رائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ اسے ہوٹل سے اغوا کیا گیا اور پاکیشیا کے لئے کام کرنے والے ایک گروپ کے اڈے پر لے جایا گیا اور وہاں انہوں نے اس سے تمام تفصیل معلوم کر لی اور پھر اسے بے ہوش کر کے واپس ہوٹل پہنچا دیا گیا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکیشیا کے لئے کام کرنے والا گروپ۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو۔“ رائٹ نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔ پاکیشیا کا لفظ اس کے ذہن پر کسی ایٹم بم کی طرح پڑا تھا۔

”باس۔ شیلنڈر روڈ پر ایک اڈا ہے جہاں ایک آدمی جیفرے کام کرتا ہے۔ یہ جیفرے ایک ایسے آدمی گراہم کے لئے کام کرتا ہے جو پاکیشیا کے لئے کام کرتا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”گراہم۔ ہاں میں جانتا ہوں اسے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں فارن ایجنٹ ہے۔ پھر کیا ہوا۔ تفصیل بتاؤ۔“ رائٹ نے کہا۔

”باس۔ اس جیفرے کو معلوم ہے کہ میرا تعلق اسرائیل سے ہے اور میں آپ کے لئے کام کرتا ہوں۔ اسے بھاری رقم کی اشد ضرورت تھی اس لئے آج صبح وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ اگر میں رقم دوں تو اسرائیل کے مفاد میں ایک راز بتا سکتا ہے۔ چونکہ وہ آدمی معقول ہے اس لئے میں نے اس سے وعدہ کر لیا لیکن اس نے کہا کہ پہلے اسے رقم دی جائے جس پر میں نے اسے ابتدائی

بات پوچھی تو اس نے کہا کہ راز کا تعلق اسرائیل کی سپیشل سروسز کے چیف کرنل پلومر سے ہے جسے رات پاکیشیا کے گروپ کے اڈے پر لے جایا گیا۔ اس پر میں ہونکا اور میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ آپ سے کنفرم کر لوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ میں بھاری رقم ہاتھ سے گنوا بیٹھوں اور اس آدمی کی معلومات ہمارے کسی کام بھی نہ آئیں۔“ جیکب نے کہا۔

”وہ آدمی کہاں ہے اس وقت۔“ رائٹ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”وہ واپس شیلنڈر روڈ چلا گیا ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ اس کی وہاں سے زیادہ دیر تک غیر حاضری اس کے لئے خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر ہم مکمل معلومات لینا چاہتے ہیں تو ایک لاکھ ڈالر لے کر اس کے اڈے پر آجائیں تو وہ مکمل معلومات دے دے گا۔“ جیکب نے کہا۔

”اوہ۔ تم ایک لاکھ ڈالر لے کر فوراً اس کے اڈے پر جاؤ اور پھر اس کی مجھ سے بات کراؤ۔“ رائٹ نے کہا۔

”اوکے باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور دوسرے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”راسٹر بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

"اب معلوم کر کے یقینی طور پر مجھے بتاؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کس پوزیشن میں ہیں" رائٹ نے کہا۔

"یس باس۔ سین باس کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ رائٹر نے پریشان سے حجبے میں کہا۔

"اسرائیل کے صدر صاحب نے حکم دیا ہے کہ ان کی ہر طرح سے حفاظت کی جائے" رائٹ نے کہا۔

"یس باس" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیکنگ کر کے مجھے مکمل رپورٹ دو" رائٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد سیاہ فون کی بجائے دوسرے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رائٹ سمجھ گیا کہ رائٹر کی طرف سے کال ہو گی اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ رائٹ بول رہا ہوں" رائٹ نے کہا۔

"رائٹر بول رہا ہوں باس" دوسری طرف سے رائٹر کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے" رائٹ نے کہا۔

"باس۔ کرنل صاحب اس وقت ہاتھ روم میں موجود ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس طرح چیک کیا ہے" رائٹ نے پوچھا۔

"زیرولائن پر" رائٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ بہر حال ان کی چیکنگ جاری رکھو لیکن

سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رائٹ بول رہا ہوں رائٹر" رائٹ نے کہا۔

"یس باس" دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل پلومر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے" رائٹ نے کہا۔

"کیسی رپورٹ باس" دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میرا مطلب ہے کہ ان کی مصروفیات کیا ہیں" رائٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ ابھی تک اپنے کمرے میں موجود ہیں۔ رات انہوں نے چار بڑی بوتلیں شراب کی منگوا لی تھیں اس لئے یقیناً وہ ساری رات شراب پیتے رہے ہوں گے اور ابھی تک نشے میں ہوں گے۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ وہ کس قدر بلانوش ہیں" رائٹر نے جواب دیا۔

"تمہارے آدمیوں نے رات چیکنگ کی تھی کہ کیا وہ اپنے کمرے میں ہی رہے ہیں" رائٹ نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ والا کمرہ لیا ہوا ہے تاکہ ان کی مصروفیات کی چیکنگ کے ساتھ ساتھ ضرورت پڑنے پر ان کی حفاظت بھی کی جاسکے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔" رائٹ نے کہا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رائٹ نے رسیور رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد سیاہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رائٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔" رائٹ نے کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس۔" دوسری طرف سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔" رائٹ نے کہا۔

"میں جیفرے کے اڈے پر موجود ہوں اور جیفرے کو آپ کے حکم پر مطلوبہ رقم دے دی گئی ہے۔ آپ اس سے بات کر لیں وہ آپ کو سب کچھ بتانے پر تیار ہے۔" جیکب نے کہا۔

"کراؤ بات۔" رائٹ نے کہا۔

"ہیلو۔ میں جیفرے بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر جیفرے۔ آپ تفصیل سے سب کچھ بتادیں۔" رائٹ نے نرم لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں نے مجبوراً یہ کام کیا ہے اگر میرے چیف کو معلوم ہو گیا تو میں دوسرا سانس بھی نہ لے سکوں گا۔" جیفرے نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ مجھے تمہاری مجبوریوں کا پورا احساس ہے۔ تمہارا نام کبھی اور کسی طرح بھی سامنے نہیں آئے گا۔" رائٹ

نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ اڈا گراہم کا ہے۔ آپ انہیں جانتے ہیں۔ وہ پاکیشیا کے لئے کام کرتے ہیں۔" جیفرے نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔" رائٹ نے کہا۔

"تو جناب۔ رات چیف گراہم کا مجھے فون آیا کہ سارڈا گروپ ایک آدمی کو بے ہوشی کے عالم میں اغوا کر کے یہاں پہنچانے گا۔ میں اسے بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑ دوں اور پھر انہیں اطلاع دوں۔ پھر سارڈا گروپ کے آدمی اس بے ہوش آدمی کو لے کر یہاں پہنچ گئے۔ میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا۔ اس کے بعد میں نے چیف گراہم کو اطلاع دی تو تھوڑی دیر بعد چیف گراہم آگئے۔ اس کے بعد ایک کار میں ایک عورت اور چار مرد آگئے جو ایکریمین تھے۔ ان میں سے ایک مرد چیف گراہم کے ساتھ بلیک روم میں آگیا۔ اس کا نام مائیکل تھا۔ پھر اس اغوا شدہ آدمی کو ہوش میں لایا گیا اور اس مائیکل نے کہا یہ کرنل پلومر ہے اور اسرائیلی سپیشل سروسز کا چیف ہے۔" جیفرے نے کہا۔

"کیا حلیہ تھا اس آدمی کا۔" رائٹ نے پوچھا تو جیفرے نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا تو رائٹ کی آنکھوں میں چمک آگئی کیونکہ وہ کرنل پلومر کو ذاتی طور پر جانتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ جیفرے نے کرنل پلومر کا حلیہ درست بتایا ہے۔

"پھر کیا ہوا۔ سب کچھ تفصیل سے بتاؤ۔ جو بات چیت ہوئی اس

اس کا ایک بٹن پریس کر دیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ خصوصی ساخت کا فون تھا جس کی کال کسی صورت بھی چمک نہ کی جا سکتی تھی۔

”یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹوپریڈنٹ..... رابطہ قائم ہوتے ہی اسرائیل کے صدر کے ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔“
”چیف آف بلیک سٹیپ فرام ناراک بول رہا ہوں۔ صدر صاحب کو ایمرجنسی اطلاع دینی ہے۔ بات کرائیں۔“ رائٹ نے کہا۔

”ہولڈ کریں..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور رائٹ سمجھ گیا کہ ملٹری سیکرٹری نے کمپیوٹر کے ذریعے معلوم کیا ہو گا کہ کیا واقعی رائٹ بول رہا ہے یا نہیں کیونکہ وائس کمپیوٹر میں اس کی آواز باقاعدہ فیڈ تھی۔“

”ہیلو..... چند لمحوں بعد صدر کی باوقار آواز سنائی دی۔“
”جنا ب میں رائٹ بول رہا ہوں ناراک سے۔“ رائٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ کیوں کال کی ہے۔“ صدر صاحب نے کہا۔
”جنا ب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہی ہے کیا اس کے انچارج ڈاکٹر اسکن ہیں۔“ رائٹ نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں تک کوئی جواب نہ دیا گیا۔
”ہیلو سر۔“ رائٹ نے کہا۔

کا ایک ایک حرف بتاؤ..... رائٹ نے کہا تو دوسری طرف سے جیفرے نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ وہ مسلسل بولتا رہا اور رائٹ کے ہونٹ بھیچنے رہے۔ جب اس نے بولنا بند کیا تو رائٹ نے اس سے مزید سوالات کر کے تمام تفصیلات معلوم کر لیں۔

”پھر کرنل پلومر کو کیسے واپس بھیجا گیا۔“ رائٹ نے کہا۔
”اسے میں نے کنپٹی پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا تھا۔ پھر سارڈا کے آدمی آئے تو میں نے اسے ان کے حوالے کر دیا اور وہ اسے لے کر چلے گئے۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ جیکب کا تعلق اسرائیل سے ہے اس لئے میں سیدھا اس کے پاس گیا اور اس سے بات کی کیونکہ مجھے رقم کی اشد ضرورت تھی۔“ جیفرے نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ رسیور جیکب کو دو۔“ رائٹ نے کہا۔
”ہیلو باس۔ جیکب بول رہا ہوں۔“ دوسرے لمحے جیکب کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”جیکب۔ اس جیفرے کو مزید رقم بھی بطور انعام دے دو اور اس سے بات کر لو۔ اگر یہ ہمارے لئے مستقل کام کرنا چاہے تو ہم اسے ماہانہ بھاری معاوضہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔“ رائٹ نے کہا۔

”یس باس۔ میں کر لوں گا بات۔“ جیکب نے کہا تو رائٹ نے رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ لیس فون سیٹ اٹھا کر اس نے

تمہیں کیسے معلوم ہوا اور تم نے یہ بات کیوں کی ہے۔ چند لمحوں بعد ہی صدر نے تقریباً پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔
 "جناب۔ آپ کنفرم کر دیں تو میں تفصیلی رپورٹ دوں گا ورنہ ایسا نہ ہو کہ میں صرف آپ کا انتہائی قیمتی وقت ہی ضائع کروں۔" رائٹ نے کہا۔

"ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔" صدر نے جواب دیا۔
 "اوہ۔ تو جناب یہ لیبارٹری قبرص کے مغربی علاقے سکاپر میں ہے۔" رائٹ نے کہا۔

"تم نے جو کچھ کہنا ہے تفصیل سے کہو۔ اس طرح کی باتیں پروٹوکول کے خلاف ہیں۔" صدر نے یقیناً انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ میرا مقصد ہرگز کوئی گستاخی کرنا نہیں تھا۔ میں صرف کنفرمیشن چاہتا تھا۔" رائٹ نے انتہائی معذرت خواہانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جس مقصد کے لئے ڈاکٹر اسکن کو روک کر کرنل پلومر کو ناراک بھیجا گیا تھا وہ الٹ ہو گا۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ یقیناً انسان نہیں ہیں نجانے انہیں ہر بار کیسے اصل بات کا علم ہو جاتا ہے۔" صدر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کرنل پلومر کو خود اس لیبارٹری کے بارے میں علم نہیں ہے اور نہ ہی اس نے انہیں اس بارے میں بتایا ہے۔ البتہ اس نے ہوٹل گرانڈ کے میجر کا نام لیا ہے اور اب یہ لوگ لازماً خاموشی سے سکاپر پہنچیں گے اور اس میجر سے معلومات حاصل کریں گے اس لئے اگر اس میجر کو درمیان سے ہٹا دیا جائے اور کرنل پلومر کے ذریعے وہ پرزہ براہ راست قبرص بھجوانے کی بجائے تل ابیب منگوایا جائے اور پھر وہاں سے کسی اور آدمی کو خاموشی سے لیبارٹری بھجوا دیا جائے تو یہ لوگ وہاں ٹکریں مارتے رہ جائیں گے۔" رائٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی کرنا پڑے گا۔" صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے سپیشل فون آف کیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور پھر دوسرے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے کئی منبر پریس کر دیئے۔
 "انتھونی بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رائٹ بول رہا ہوں۔" رائٹ نے کہا۔
 "یس باس۔" اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیائی فارن ایجنٹ گراہم کے مین آفس میں تمہارا کوئی آدمی ہے۔" رائٹ نے کہا۔

"یس باس - سٹو جرج خاص آدمی ہے"..... انتھونی نے جواب دیا۔
 "اسے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے"..... رائٹ نے کہا۔
 "یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو رائٹ نے رسیور
 رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رائٹ نے
 رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... رائٹ نے کہا۔

"سٹو جرج بول رہا ہوں باس"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ
 آواز سنائی دی۔

"ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ایک ٹیم جس کے لیڈر کا
 نام مائیکل ہے یہاں ناراک میں موجود ہے اور گراہم خود اسے ڈیل
 کر رہا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے"..... رائٹ نے کہا۔

"یس باس - پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ہے اور عمران کا نام
 مائیکل ہے"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کب سے ہے یہ ٹیم ہے یہاں"..... رائٹ نے ہونٹ بھیختے
 ہوئے کہا۔

"کل قبل دوپہر آئی تھی"..... سٹو جرج نے جواب دیا۔

"تم نے ان کے بارے میں اطلاع کیوں نہیں دی"..... رائٹ
 نے کہا۔

"ان کا کوئی مشن اسرائیل کے خلاف نہ تھا باس۔ وہ تو کسی
 ایکریمن لینبارٹری کو ٹریس کر رہے ہیں"..... سٹو جرج نے جواب دیا۔

"اب یہ ٹیم کہاں ہے"..... رائٹ نے پوچھا۔
 "وہ آج صبح قبرص روانہ ہو گئی ہے باس"..... سٹو جرج نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔
 "عام فلائٹ سے گئی ہے یا چارٹرڈ طیارے پر"..... رائٹ نے
 چونک کر پوچھا۔

"چارٹرڈ طیارے پر باس"..... سٹو جرج نے جواب دیا۔

"کیا تم ان کے حلیئے وغیرہ کی تفصیل بتا سکتے ہو"..... رائٹ
 نے کہا۔

"نو باس - میں تو آفس میں ہوں۔ مجھ تک تو صرف اطلاعات
 پہنچتی ہیں"..... سٹو جرج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے - ٹھیک ہے"..... رائٹ نے کہا اور اس نے رسیور
 رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ یہ اس کے پرسنل
 سیکرٹری سے متعلق فون تھا۔

"یس"..... رائٹ نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"سر - اسرائیل سے کرنل بگزاپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔
 دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل بگزا - وہ کون ہیں"..... رائٹ نے چونک کر کہا۔

"انہوں نے کہا ہے کہ اسرائیل کی وائٹ سٹار بجنسی کے چیف
 ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"..... رائٹ نے کہا۔

عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے اور یہ سب ایکریمن میک اپ میں ہیں اور آج صبح یہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ناراک سے قبرص پہنچے ہیں۔ البتہ جو اطلاعات یہاں سے ملی ہیں ان کے مطابق قبرص میں سکاپر کے علاقے میں لیبارٹری ہے جسے یہ تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر اسکن ہے اور سکاپر میں ہوٹل گرانڈ کا مینجر اس لیبارٹری اور ڈاکٹر اسکن کے بارے میں جانتا ہے۔ رائٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مجھے صدر صاحب نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ اس مینجر کو فوری طور پر آف کر دیا گیا ہے اور ہوٹل گرانڈ پر اب ہمارا یعنی وائٹ سٹار کے آدمیوں کا قبضہ ہے اور صدر صاحب نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ لیبارٹری کہاں ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟“ کرنل بگزنے کہا۔

”نہیں جناب۔ ویسے یہ پاکیشیا نی ایجنٹ چونکہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ہمیں یہاں ساری اطلاعات مل چکی ہیں اس لئے لامحالہ یہ اس مینجر کے پاس ہوٹل گرانڈ ہی جائیں گے اور وہاں آسانی سے انہیں ٹریس کر کے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔“ رائٹ نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے رسیور رکھ دیا۔

”لیکن اب یہ پرزہ کیسے لیبارٹری تک پہنچے گا؟“ رائٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج

”ہیلو۔ کرنل بگزن بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن خاصی حد تک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”یس۔ رائٹ بول رہا ہوں۔“ رائٹ نے کہا۔

”مسٹر رائٹ۔ مجھے جناب پریذیڈنٹ صاحب نے کہا ہے کہ میں آپ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لوں کیونکہ میں نے قبرص میں فوری طور پر ان کے خلاف کام کرنا ہے۔“ کرنل بگزن نے بھاری لہجے میں کہا۔

”آپ کا نیٹ ورک قبرص میں ہے۔“ رائٹ نے کہا۔

”ہاں۔ وائٹ سٹار کا خصوصی نیٹ ورک قبرص میں موجود ہے۔“ کرنل بگزن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں پہلے سے کچھ جانتے ہیں؟“ رائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ان کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ میں پہلے ایکریمیا کی ریڈ آرمی میں کام کرتا رہا ہوں اور کئی بار ریڈ آرمی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا بھی چکی ہے۔ میں نے آپ سے یہ نہیں کہا کہ آپ ان کے بارے میں مجھے عام تفصیل بتائیں بلکہ یہ پوچھا ہے کہ قبرص میں وہ کہاں پہنچ رہے ہیں اور گروپ میں کتنے لوگ ہیں۔ ایسی تفصیلات جس کے تحت میں انہیں وہاں ٹریس کر سکوں۔“ کرنل بگزن نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کرنل بگزن۔ میں تو صرف یہ بتا سکتا ہوں کہ یہ گروپ ایک

اٹھی تو رائٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" رائٹ نے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹوپریڈنٹ اسرائیل سے بات کیجئے باس۔"

دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس۔ رائٹ بول رہا ہوں چیف آف بلیک سٹریپ۔" رائٹ

نے کہا۔

"جناب۔ صدر صاحب سے بات کیجئے" دوسری طرف سے

ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو" چند لمحوں بعد صدر کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں رائٹ بول رہا ہوں سر" رائٹ نے انتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر رائٹ۔ کرنل بگزی کی بات آپ سے ہو گئی ہو گی۔" صدر

نے کہا۔

"یس سر۔ ابھی چند منٹ پہلے ہوئی ہے اور میں نے انہیں

تفصیل بتادی ہے" رائٹ نے جواب دیا۔

"میں نے کرنل پلومر کو احکامات دے دیئے ہیں کہ وہ یہ پرزہ

اب آپ کے حوالے کر دے۔ آپ ان کے ہوٹل سے یہ پرزہ ان سے

لے سکتے ہیں اور پھر آپ نے یہ پرزہ قبرص میں اس انداز میں پہنچانا

ہے کہ پاکیشیائی ہجمنوں کو کسی طرح بھی معلوم نہ ہو سکے۔ کیا آپ

ایسا بندوبست کر سکتے ہیں" صدر نے کہا۔

"یہ پرزہ کس کو پہنچانا ہو گا سر" رائٹ نے کہا۔

"ڈاکٹر راسکن کو۔ لیکن آپ کو لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں

بتایا جاسکتا۔ البتہ آپ سکاپر میں جو جگہ کہیں اور جس انداز میں کہیں

ڈاکٹر راسکن کو بریف کر دیا جائے گا اور وہ وہاں سے اسے پک کر لیں

گے" صدر نے کہا۔

"یس سر۔ یہ کام میرے آدمی انتہائی آسانی سے کر لیں گے۔ سکاپر

میں ایک انتہائی بدنام کلب ہے گولڈن ٹائٹ۔ اس کلب کی

اسسٹنٹ مینجر ایک لڑکی ہے جس کا نام سرویا ہے۔ سرویا کی رہائش

گاہ سٹریٹ پلازہ کے فلیٹ نمبر بارہ میں ہے۔ پرزہ وہاں موجود ہو گا۔

آپ ڈاکٹر راسکن کو اطلاع دے دیں کہ وہ اس فلیٹ پر پہنچ جائیں اور

صرف اپنا نام بتائیں تو سرویا یہ پرزہ ان کے حوالے کر دے گی۔ اس

طرح کسی کو علم تک نہ ہو گا" رائٹ نے کہا۔

"کیا یہ لڑکی بااعتماد ہے" صدر نے کہا۔

"یس سر۔ سو فیصد۔ وہ میری ہجنسی کی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے

اور انتہائی ہوشیار اور قہین لڑکی ہے۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔"

رائٹ نے کہا۔

"اوکے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے" صدر نے کہا۔

"جناب صدر۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ڈاکٹر راسکن خود یہ پرزہ

وصول کریں ان کی طرف سے کوئی بھی آدمی یہ پرزہ حاصل کر سکتا

ہے۔ مزید سیکورٹی کی خاطر" رائٹ نے کہا۔

نمران یہ ہے میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

حصہ دوم

بک چیلنج

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

اسرائیلی صدر نے ایسی پلاننگ کی کہ نمران اور اس کے ساتھی ملیر مارے گئے لیکن وہ شش مکمل نہ کر سکتے تھے۔ وہ پلاننگ لیا تھی۔ ۲۔

وہ لمحہ۔ جب جولیا اور تنویر دونوں نے نمران کا حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا اور

نمران نے انہیں فوری واپس پائیشیا جانے کا حکم دے دیا۔ پھر ۲۔

وہ لمحہ۔ جب ایکسٹو نے نمران کی کال پر جولیا اور تنویر کی کھلی حمایت کر دی اور نمران کو انتہائی سخت وارننگ دے دی تھی۔ پھر ۲۔

وہ لمحہ۔ جب نمران اور اس کے ساتھی اپنے مشن کے آخری لمحات میں نیچووس سے بھی بدتر حالت میں پہنچا دیئے گئے۔ پھر ۲۔

وہ لمحہ۔ جب اسرائیلی صدر نے فون پر نمران اور اس کے ساتھیوں کو فوراً گولیوں سے پھینکی کر دینے کا حکم دیا اور پھر اس نے فون پر ہی ان کی آخری چٹائی سننے کی خواہش بھی کر دی۔ کیا اسرائیلی صدر کی خواہش پوری ہو سکی یا ۲۔

لیا بل چیلنج واقعی نمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایسا چیلنج ثابت ہوا جسے وہ پورا نہ کر سکے یا ۲۔

بے پناہ سپنس، تیز رفتار اور مسلسل ایڈیشن سے بھرپور ہنگامہ خیز ناول شائع ہو گیا ہے۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

نہیں۔ اس پرزے کو چمک کیا جانا ضروری ہے اور یہ چمکنگ ڈاکٹر اسکن ہی کر سکتے ہیں۔ صدر نے کہا۔

میں سر۔ ٹھیک ہے سر۔ رائٹ نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو رائٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غر کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس اہم ترین کام کے لئے صدر نے اس کو بنیادی حیثیت دی تھی اور یہ بات اس کے لئے واقعی باعث فخر تھی۔

ختم شد